شرح رسائل توحید 1

شروط

لا الٰہ الا اللہ

تالیف

حامد کمال الدین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شروطِ
لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. **حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل** پر
آ گہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ **ایقاظ** کے تحریری مشن میں معاون بنیے

پاکستان بھر میں ہماری کتب، وسہ ماہی ایقاظ کے ڈسٹری بیوٹر:

کتاب سرائے الحمد مارکیٹ، غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور، فون: 7320318, 7239884

فضلی بکس سپر مارکیٹ، اردو بازار کراچی 2212991

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. **حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل** پر

آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ **ایقاظ** کے تحریری مشن میں معاون بنیے

شرح رسائلِ توحید
1

شروطِ
لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

حامد کمال الدین

مطبـــــــوعات ایقـــــاظ

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. **حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل** پر
آ گہی بخش مجلّہ، **مطبوعات** وویب سائٹ **ایقاظ** کے تحریری مشن میں معاون بنیے

جملہ حقوق محفوظ ہیں

طباعت: ربیع الاول ۱۴۳۱ھ، مارچ ۲۰۱۰ء

عنوان: شروط لا الہ الا اللہ

(بسلسلہ شرح رسائلِ توحید)

مؤلف: حامد کمال الدین hamidkamaluddin@gmail.com

ناشر: مطبوعات ایقاظ matbooateeqaz@gmail.com

قیمت: Rs. 150

برائے رابطہ و وی پی:

مطبوعاتِ ایقاظ

336 D سبزہ زار، لاہور

Ph: 042-3522 2234 / 0321-472 8052 / 0323-403 1624

www.eeqaz.com

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. **حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل** پر

آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

سوچنے کی بات ہے، ''نیکی'' ہو اور خدا تک نہ پہنچے......!!!؟

وَلٰکِن یَّنَالُهُ التَّقْوٰیٰ مِنْکُمْ

''ہاں، تمہاری پرہیزگاری اُس تک پہنچتی ہے''

مگر ہم جانتے ہیں، امتوں کی امتیں بڑے بڑے 'نیک اعمال' پاس رکھتے ہوئے جہنم میں جھونکی جائیں گی۔ آسمان کا کوئی دروازہ کبھی ان کے 'نیک اعمال' کیلئے کھولا ہی نہ گیا تھا۔ اور زیادہ سے زیادہ، وہ اِسی دنیا میں ان کے لئے فائدہ مند ہو جاتے رہے۔

إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُه

''بلند ہوتا ہے اُسی کی طرف کلمۂ طیب اور بلند کرتا ہے اُس کو صالح عمل''

آپ نے کبھی غور فرمایا، مومن کا آسمان کی طرف انگشت بلند کر کے "أشهد أن لا إلٰه الا الله وحده لا شريک له، وأشهد أن محمدا عبده ورسوله" کہنا کیسی عظیم الشان غایت کا بیان ہے!!؟

''**توحید**'' دنیا میں خدا کا ''پتہ'' ہے، اور ''پتے'' کے بغیر چیز نہیں پہنچتی!!!

خدا کا درود ہو محمد ﷺ پر، کہ بھری دنیا میں خدا کا ''پتہ'' آج صرف اور صرف ہمارے پاس ہے!!!

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. **حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر**

آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

فہرس

مقدمہ 9

”صالح اعتقاد“ ہماری پہلی ضرورت ہے 9

ہمارا یہ سلسلۂ تالیفات 19

پہلا حصہ **تأصیل**

لا الٰہ الا اللہ.. ہر رسالت کا مرکزی عنوان 29

میثاق لا الٰہ الا اللہ 51

لا الٰہ الا اللہ کا اصل موضوع 51

لا الٰہ الا اللہ کا بیان 55

میثاقِ لا الٰہ الا اللہ.. اور شیاطین کی راہزنی 69

ہم بیزار ہوئے تم سے اور اُن سے جنہیں تم خدا کو چھوڑ کر پوجتے ہو 83

قولوا لا الٰہ الا اللہ تفلحوا!!! 87

کیا کلمہ کی کوئی ”شرطیں“ بھی ہیں؟ 97

دوسرا حصہ

شروط

	کلمہ کی سات شرطیں	108
1	علم	110
2	یقین	123
3	اخلاص	131
4	صدق ووفا	140
5	گرویدگی	145
6، 7	انقیاد اور تسلیم	150
	فَإِنَّ الذِّكْرَىٰ تَنفَعُ الْمُؤْمِنِينَ	169
	چند اقتباسات از قرة عيون الموحدين	170

تیسرا حصہ

توضیحات

''شروطِ لا الہ الا اللہ'' کے 'الفاظ' یا 'گنتی' اہم نہیں	178
بعض اہل علم نے آٹھویں شرط ''کفر بالطاغوت'' ذکر کی ہے	185
کلمہ میں نفی کا اِثبات پر مقدم ہونا	188
کلمہ لا الہ الا اللہ میں لفظِ ''الٰہ'' کی خاص دلالت کیا ہے؟	191
کلمہ کی ''شروط'' اور چیز ہیں اور کلمہ کے ''تقاضے'' اور چیز	198
کیا ''عقیدہ'' لفظِ ''ایمان'' کا متبادل ہے؟	203

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

سلسلہ: ''شرح رسائل توحید''

مُقدِّمة

''صالح اعتقاد'' ہماری پہلی ضرورت ہے

إنَّ اللّٰه طَيِّبٌ لَا يَقْبَل إلَّا طَيِّباً!!!

''عقیدہ'' کوئی 'فلسفہ' یا 'علم الکلام' کا موضوع نہیں۔ یہ عام مسلمان کی ایک بنیادی اور روزمرہ ضرورت ہے......

''عقیدہ'' مسلمان کی وہ ضرورت ہے جو نماز سے بھی پہلے آتی ہے اور روزہ سے بھی۔ اِس کا درجہ حج اور زکات سے بھی پیشتر ہے اور صدقہ و خیرات سے بھی اور بھلائی کے عام کاموں سے بھی۔

''عقیدہ'' وہ چیز ہے جس سے نماز و روزہ، حج و زکات اور صدقہ و خیرات ایسے سب نیک اعمال **''اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت''** بنتے ہیں...... یہاں تک کہ بھلائی کے وہ عام کام بھی، جن پر کم وبیش دنیا کا ہر مذہب اور ہر اخلاقی فلسفہ زور دیتا ہے، **''خدا کی بندگی''** بن جاتے ہیں۔

''خدا کی بندگی''......یعنی وہ چیز جو اگر ہونے لگے تو سمجھو دنیا میں آدمی کے آنے کا مقصد پورا ہوا۔شرط یہ ہے کہ خدا ہی اس کو اپنی ''بندگی'' شمار کرے۔ اِس کا پہلا تقاضا یہ ہے کہ بندہ خدا کی بابت اپنا تصور درست کرے۔ نیز وہ اپنے یہاں

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. **حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل** پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

خدا کی وہ حیثیت طے کرے جو انسانوں کی اِس دنیا میں خدا کے لائقِ مقام ہے اور پھر اس میں کسی کو اُس کا شریک نہ رہنے دے:

فَمَن كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلاً صَالِحاً وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَداً (الکہف:۱۱۰)

"پس جو شخص امیدوار ہے کہ اپنے رب سے جا کر ملے، تو اُسے چاہیے عمل کرے نیک۔ اور ہرگز شریک نہ کرے اپنے رب کی عبادت میں کسی ایک کو۔"

خدا کی بابت آدمی نے اپنا تصور ہی اگر درست نہیں کر رکھا.. نبیؐ سے سیکھ کر خدا کی وہ حیثیت ہی ابھی نہیں مانی جس کو تسلیم کروانے کیلئے دنیا میں خدا کے پیغمبر آتے رہے.. تو اس سے پہلے اگر وہ نیکی کے کچھ 'اعمال' کرنے بھی لگتا ہے تو وہ آدمی کے حق میں فائدہ مند بہرحال نہ ہوں گے۔ ایسا شخص 'اعمال' جتنے بھی کر لے، وہ "عبادتِ خداوندی" کی صفت سے خالی ہی رہیں گے۔

خدا کا بندے سے مطالبہ ہے کہ سب سے پہلے یہ اُس کی بابت اپنا "**اعتقاد**" درست کرے۔ 'اعمال' قبول ہونے کیلئے اُس کی یہ باقاعدہ شرط ہے۔ خدا کی اِس شرط کو پورا کئے بغیر آدمی اگر بے حد وحساب نیکیاں بھی کر لے تو وہ بندے کے اپنے ہی نفس کی تسکین ہوں گی یا زیادہ سے زیادہ اُس کو دنیا میں فائدہ پہنچانے والی کوئی چیز۔ خدا کو خوش کرنے والی اور اگلے جہان تک ساتھ دینے والی چیز بہرحال نہیں۔

خدا کی یہ جو شرط ہے، اِس کو پورا کئے بغیر 'نیک اعمال' قبول ہونے کی آس لگانا تو ہے ہی خام خیالی۔ 'گناہوں کی بخشش' تک اُس کے یہاں

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. **حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر**
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

''**عقیدہ**'' کو پاک کئے بغیر ممکن نہیں: اِس کے لئے بھی شرط یہی ہے کہ آدمی پہلے اُن باطل تصورات سے تائب ہو جو اُس ذاتِ کبریائی کی بابت آدمی نے محض اپنی جہالت سے قائم کر رکھے تھے۔ نبیؐ سے اپنے خالق کا درست تعارف پائے اور اُس کی وہ یکتا حیثیت تسلیم کرے جس کی رو سے اُس کے شریک کھڑے کرنا روئے زمین پر ہونے والا سب سے سنگین اور سب سے بڑھ کر نا قابل معافی جرم ہے۔

غرض ''شرک'' سے دستبردار ہوئے بغیر آدمی کی ''نیکیاں قبول ہونا'' تو بہت بڑی بات ہے، ''گناہ معاف ہونے'' کی درخواست بھی اُس کے ہاں نہیں سنی جاتی! یہ بات اُس نے اپنی کتاب میں نہایت واضح اور ہر شک وشبہ سے بالاتر کر رکھی ہے۔

''**عقیدہ**'' کا سنور جانا پس وہ چیز ہے جس سے آپ کی نماز روزہ ودیگر اعمالِ عبادت میں وہ حیرت انگیز صفت آجاتی ہے کہ یہ اعمال اپنے اوپر آسمان کا کوئی ایک بھی دروازہ بند نہ پائیں اور عرش تک ان کی راہ میں کوئی چیز حائل نہ ہو، پھر خدا کے ہاں یہ اعمال ''قبولیت'' پا کر سربمہر کر دیے جائیں اور قیامت تک کیلئے سنبھال رکھے جائیں۔

آپ خود سوچیں، نیک اعمال تو نیک اعمال ہیں، یہ بھلا خدا کو پسند کیوں نہ آئیں گے؟! خدا اگر کسی کا 'نیک عمل' رد کرتا ہے[1] تو اس کا سب سے بڑا سبب

(۱) قرآن میں یہ بات بڑی تکرار کے ساتھ بیان ہوئی ہے کہ مخلوقِ انسانی کا کوئی نیک عمل خدا کے ہاں ضائع جانے والا نہیں۔ قرآن اور حدیث کا تتبع کریں تو یہ بات نہایت واضح ہو کر سامنے آتی ہے کہ ''عمل'' رد ہو جانے کی صرف دو صورتیں ہو سکتی ہیں:

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. **حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل** پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

یہی ہوسکتا ہے کہ خدا کو وہ شخص ہی ناپسند ہو جو یہ عمل کرنے میں لگا ہے۔ خدا کو اُسی شخص کا عمل پسند آئے گا جو خود پہلے خدا کو پسند ہو۔ خدا اپنی مخلوق کو بلاوجہ ناپسند بھی نہیں کرتا۔ البتہ آدمی باطل عقیدہ میں لتھڑا ہوا ہو اور اعتقاد کی اُسی غلاظت میں لت پت وہ اُس پاک ذات کو پوجنے کھڑا ہو گیا ہو تو بھلا کیسے وہ اس سے خوش ہوسکتا ہے؟ وَثِیَابَکَ فَطَهِّرْ!!! پہلے ''شرک'' سے طہارت اور برأت حاصل کرے اور نبیوں سے سیکھ کر ''توحید'' والی پاکیزگی اور ستھرائی اختیار کرے، پھر البتہ وہ خدا کی تعظیم میں ایک لفظ بھی بولے تو وہ اُس کے ہاں قبولیت پائے بغیر نہ رہے گا۔ تب آدمی خدا کی تسبیح و تقدیس کا کوئی ایک بھی پیرایہ بیان کرے تو اُس کے فرشتے آگے بڑھ کر یہ کلمات وصول کرنے کو موجود ہوں گے۔ اُس کی نگری میں یہ تو ہونے والا ہی نہیں کہ ایک ''نیک عمل'' ردی میں پھینک ڈالا جائے! ''عبادت'' ایسی اعلیٰ چیز اُس کے ہاں ضائع چلی جائے! ''نیکی'' وہ چیز ہی

(بقیہ حاشیہ از گزشتہ صفحہ)

۱) سب سے پہلی یہ کہ وہ شخص ہی جو یہ عمل کر رہا ہے، خدا کے ہاں رد ہونے والا ہو۔ مشرک آدمی خواہ کتنے ہی نیک عمل کرے، خدا اُس کے اعمال کو قبول کرنے والا نہیں۔ آدمی خود خدا کو قبول نہیں تو اُس کا عمل خدا کے ہاں قبول ہوتا ہی نہیں۔ عمل رد ہونے کی سب سے سنگین صورت یہی ہے۔ اِس کا تعلق ''**شرکِ اکبر**'' سے ہے۔

۲) دوسری صورت یہ کہ اس عمل میں کوئی کھوٹ ہو، جس کی آگے دو صورتیں ہیں:

الف: وہ خالصتاً خدا کیلئے نہ کیا گیا ہو، بلکہ مخلوق کو متاثر کرنا اور مخلوق سے ستائش پانا بھی اُس عمل میں آدمی کا مقصود ہو گیا ہو۔ اِس کو ''ریاء'' کہتے ہیں، جس کے متعدد درجات ہیں۔ اِس کا تعلق ''**شرکِ اصغر**'' سے ہے۔

ب: وہ عمل شرعِ محمد ﷺ کی پابندی میں رہ کر نہ کیا گیا ہو۔ اِس کا تعلق ''**بدعت**'' سے ہے۔

یہ سب امور ''**عقیدہ**'' کی تعلیم سے ہی آدمی پر صحیح طرح واضح ہوتے ہیں۔

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. **حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل** پر

آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

نہیں جو مٹی میں رُل جائے! ''بھلائی'' کی یہ صفت ہی نہیں کہ وہ خاک میں مل جائے! لکھوکھا فرشتے اُس نے خاص اِس مقصد کیلئے پھیلا رکھے ہیں کہ آسمان کی کوئی چیز یہاں زمین پر پڑی نہ رہ جائے! اُس کے کارندے اِس بات کے پابند کر رکھے گئے ہیں کہ 'بندگی' اور 'عبادت' نام کی کوئی چیز اُس تک پہنچائے بغیر نہ چھوڑی جائے! ''**عبادت**'' کی ایک ایک رَتی تولنے کے لئے تو اُس نے اپنے یہاں ترازو نصب کر رکھے ہیں! اِس جنس کا تو اُس نے وہ مول لگا رکھا ہے کہ آدمی کے لیے اس کا تصور بھی ممکن نہیں۔ اور یہ ''مول'' دیکھ کر، جاننے والوں نے اِس راہ میں اپنے جان مال تک اُس کے ہاتھ بیچ ڈالے!!! پس 'نیک اعمال' سے بڑھ کر اُس کو کیا چیز عزیز ہو سکتی ہے بشرطیکہ وہ ''**صالح اعتقاد**'' سے پھوٹ کر آئیں؟! ''**صالح اعمال**''(۲) کہیں گے ہی ہم اُن اعمال اور رویوں کو جو ''**صالح اعتقاد**'' کی ڈالیوں پر نمودار ہوں۔

انبیاء کی کاشت کردہ فصل تو ایسی ہی ہوتی ہے......!!!

ایک 'خودرَو' فصل سے ''بہشت'' کے ثمر تھوڑی پھوٹ سکتے ہیں......!!!

''**عقیدہ**'' سنوار لینا پس ایسی ہی ایک پاکیزگی اور آراستگی پا لینے کا نام ہے، جس سے آدمی خدا کے ہاں قبول ٹھہرتا ہے۔ آدمی خود جب خدا کے ہاں قبول ہوتا ہے تو اُس کے نیک اعمال پھر خدا کے ہاں قبول ہوئے بغیر رہتے ہی نہیں!

---

(۲) ''عمل صالح'' کی دو شرطیں (اخلاص، اور متابعتِ سنت) بعد کی بحث ہیں۔ یہاں بات یہ ہو رہی ہے کہ ''عملِ صالح'' وجود میں کس طرح آتا ہے۔ صالح عمل وہی ہے جو توحید کے شجر سے پھوٹے اور اخلاص اور متابعت کی شرط پوری کرے۔

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. **حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل** پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

صاحبو! ہر چیز اپنے 'پتے' پر پہنچ کر رہتی ہے۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ "نیکی" خدا تک نہ پہنچے؟!! ولٰکِن یَّنَالُهُ التَّقْوىٰ مِنْكُمْ!!!(۳) "توحید" دراَصل دنیا میں خدا کا "پتہ" ہے، اور "پتے" کے بغیر چیز بہرحال نہیں پہنچتی!!!

پس آپ غور کریں تو "**صحیح اعتقاد**" انسان کی سب سے بڑی اور سب سے پہلی ضرورت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خدا کے بھیجے ہوئے رسولوں نے سب سے پہلے اور سب سے بڑھ کر اِسی پر زور لگایا اور اِسی کو اپنی محنت اور جدوجہد کا اصل میدان بنایا۔

مزید برآں.. "**عقیدہ**" وہ واحد چیز ہے جو مسلمان کو ابتداءً وجود میں لاتی ہے......

"مسلمان" ایک بار وجود میں آ جائے پھر تو واقعتاً اُس کو "نماز" بھی پڑھنا ہوتی ہے، "روزہ" بھی رکھنا ہوتا ہے، "زکات اور حج اور صدقہ وخیرات" ایسے نیکی کے سب کام بھی کرنا ہوتے ہیں بلکہ حقوق اللہ اور حقوق العباد پر مشتمل اعمال کا پورا ایک نظام اختیار کرنا ہوتا ہے اور پوری زندگی ایک جہاد اور مجاہدہ میں گزرانا ہوتی ہے۔ البتہ اہم ترین بات یہی ہے کہ سب سے پہلے ایک مسلمان "وجود" میں آئے۔ یہ کام آپ کو "**عقیدہ**" کے سوا کوئی چیز نہیں کر کے دے سکتی۔ "نماز" ایک مسلمان کو وجود میں نہیں لاتی، بلکہ وجود میں آئے ہوئے ایک مسلمان کے

(۳) وَلٰكِن يَّنَالُهُ التَّقْوىٰ مِنْكُمْ (الحج:۳۷) "ہاں مگر تمہارا تقویٰ اُس تک پہنچتا ہے"
إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ (فاطر:۱۰) "بلند ہوتا ہے اُس کی طرف پاکیزہ کلام (الکلم الطیب) اور بلند کرتا ہے اُس کو صالح عمل"

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

لئے خدا کی بندگی اور عبادت کی ایک صورت بنتی ہے۔ یہی معاملہ روزہ کا ہے اور یہی معاملہ حج اور زکات اور جہاد کا اور یہی اسلام کے دیگر سب اعمال کا۔ یہ سب ایک ''مسلمان'' کے کرنے کے کام ہیں۔ اِن پر زور دینا بھی یوں آپ سے آپ ضروری ہو جاتا ہے۔ پھر بھی ایک ''مسلمان'' کو عدم سے وجود میں لے آنا ''توحید'' ہی کا کمال ہے۔ ''**صالح اعتقاد**'' کے سوا ''مسلمان'' کو وجود میں لانے کا کوئی نسخہ نہیں۔ (٤)

---

(٤) یہ سچ ہے کہ ''فرد'' کو برآمد کرنے کا جو بھی نسخہ آپ پاس رکھتے ہوں، اُس کی بنیاد پر اور اُس کے اقتضاء کے مطابق ''تربیت'' نہ ہو تو اُس نسخہ کا مطلوب فرد پیدا نہیں کیا جا سکتا۔ دنیا کا کوئی بھی منہج اِس بات سے مستغنی نہیں۔ ''تربیت'' کا مطلب ہی ''انسان کی افزائش اور نشو و نما کرانا'' ہے، چاہے اُس انسان کی پیدائش کسی صالح بنیاد سے کرائی گئی ہو یا کسی باطل بنیاد سے۔ پس یہاں اگر ''توحید'' کے پیدا کردہ افراد کسی بڑی سطح پر نہیں پائے گئے، تو اُس کی وجہ یہی ہو سکتی ہے کہ ''توحید'' کو ''تربیت'' کی بنیاد بنانے والے یہاں بہت کم پائے گئے۔ اور یہ بات بھی شاید اُنہی لوگوں کے بارے میں سچ ہو جن کا نقص ''توحید'' کو ''تربیت'' کی بنیاد نہ بنا پانے تک محدود ہو۔ اکثر لوگوں کے ہاں تو ''تصورِ توحید'' ہی میں اچھے خاصے جھول پائے گئے ہیں، اور ''توحید'' کی جامعیت تو کم ہی کسی کے ہاں دیکھنے میں آئی ہے۔

بہرحال ''عقیدہ'' ہمیں اسلام کے مطلوبہ فرد کو پیدا کرنے کیلئے ''بنیاد'' فراہم کر کے دیتا ہے، البتہ یہ ''بنیاد'' ہوگی، اِس کا ذریعہ ''تربیت'' ہی رہے گا۔ بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ اسلام کا مطلوبہ فرد برآمد کرنے کیلئے واحد بنیاد ''عقیدہ'' ہے اور واحد ذریعہ ''تربیت''۔ (ظاہر ہے ''توحید'' کے مواد سے فرد کی تعمیر ایک نہایت خاص انداز کی تربیت ہوگی) پس یہ توقع رکھنا پھر بھی درست نہ ہوگا کہ کسی کا ''عقیدہ'' درست ہو گیا ہے تو یہ معاشرے میں ایک جیتی جاگتی حقیقت کے طور پر بھی دیکھا جانے لگے گا، جب تک کہ اِس کو برآمد کرانے پر محنت نہیں ہونے لگتی۔ ''عقیدہ'' کے ساتھ اِس سے بڑی زیادتی کیا ہو سکتی ہے کہ زیادہ سے زیادہ اِس کو ''تبلیغ'' کا موضوع سمجھا جائے، نہ کہ ''تربیت'' اور ''تحریک'' کا۔

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. **حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر**
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

پس یہ تو درست ہے کہ کاشتکار محنتی نہ ہو تو اُس کا کاشت کردہ شجر شاخوں اور شگوفوں سے لدا ہوا نہیں ہوتا، اور کہیں تو یہ حال ہوتا ہے کہ 'ثمر' نام کی کوئی چیز نہیں۔ پھر بھی ''موحدین'' کا منہج محض 'اعمال' کی دہائی دینا نہیں۔ ''محنت'' بھی ہوگی تو اِس شجر ہی کی کچھ ایسی اصلاح کر دینے پر کہ اِس میں ''اعمال'' کو جنم دینے کی صلاحیت آئے۔ ''شجر'' یہی لا الٰہ الا اللہ ہے؛ ہرا بھرا ہونا ہے تو اِسی کو۔ دیکھ بھال کی جانا ہے تو اِسی کی۔ اور ''ثمر'' لینا ہے تو اِسی سے!!!

''**صحیح اعتقاد**'' جب وہ پاکیزگی اور آراستگی ہے جو آپ کو ابتداءً خدا کے ہاں قبول کرواتی ہے، اور جس کے بعد آپ کے ''اعمال'' میں وہ صفت آتی ہے کہ یہ اُس ذاتِ بے نیاز کے التفات کا محل ٹھہریں، اور حق یہ ہے کہ ایسے اعمال کی پیدائش کی نوبت ہی تب آتی ہے جب ان کی تہہ میں وہ ''**صالح اعتقاد**'' پایا گیا ہو...... تو پھر یہ بات جان لینے کی ہے کہ اِس پاکیزگی اور آراستگی کی کوئی حد نہیں۔ اور جب اِس پاکیزگی اور آراستگی کی کوئی حد نہیں تو پھر ''قبولیت'' کی بھی کوئی حد نہیں!!!

اصل پاکیزگی جب ''**اعتقاد**'' کی پاکیزگی ہے اور ''اعمال'' کو اِسی ''**اعتقاد**'' کی ڈالیوں پر نمودار ہونا ہے، تو پھر ''**اعتقاد**'' کے قوی اور راسخ ہونے کی کوئی متعین حد نہیں۔ یہاں کسی کا شجر بہت تناور ہوگا تو کسی کا نحیف اور لاغر۔ نفس انسانی میں ''**اعتقاد**'' کا گہرا چلا جانا ہر شخص کے معاملہ میں ایک سا نہیں۔ پس طبعی بات ہے کہ ''عمل'' کے برگ و بار بھی ہر شجر پر ایک سے نہ آئیں۔ البتہ محنت کا میدان یہی ہے۔ ''**عقیدہ**'' قلب انسانی کی سرگرمی کیلئے ایک نہایت وسیع افق فراہم کرتا ہے۔

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. **حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل** پر

آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

"عقیدہ" کی پختگی ایک لا متناہی چیز ہے۔"**العروۃ الوثقیٰ**" پر اپنی گرفت مضبوط سے مضبوط تر کرنا ایک غیر اختتام پزیر مشن ہے۔یعنی...... : شرک سے برأت ہے، اِس کو زیادہ سے زیادہ نمایاں کرنے کی بھلا کیا حد ہوسکتی ہے۔ باطل سے عداوت ہے، اس میں آپ جتنا بھی آگے چلے جائیں۔ خدا کے شریکوں کا انکار ہے، اس میں آپ جتنی بھی ہمت دکھاسکیں۔ غیر اللہ سے نا امید ہونا ہے، اس میں آپ جتنا بھی رسوخ پاسکیں۔"عبادت" پر غیر اللہ کے حق کی نفی اور جبت وطاغوت کے ساتھ کفر ہے، یہ کام آپ جتنی بھی شدت سے کرسکیں۔ اللہ کی عظمت اور کبریائی ہے، یہ آپ کے دل میں جتنی بھی گہری اتر سکے۔ اُس کی اطاعت پر دلجمعی جتنی بھی پائی جاسکے۔ اُس کا خوف آپ جتنا بھی رکھ سکیں۔ اُس کی چاہت اور طلب جتنی بھی بڑھاسکیں۔ اُس سے امید باندھ رکھنے میں آپ جس قدر بھی یکسو ہوسکیں۔ اُس پر توکل اور سہارا رکھنے میں آپ جتنا بھی قابل رشک ہوسکیں۔ اُس کی خشیت جتنی بھی اختیار کرسکیں...... غرض "اعتقاد" کو زیادہ سے زیادہ اعلیٰ اور زیادہ سے زیادہ مضبوط بنانے کی کوئی حد نہیں۔ یہ آپ کے ہمت دکھانے کا ایک وسیع وعریض میدان ہے۔'اعمال' میں جان آنا اور 'اعمال' کا خدا کے ہاں پزیرائی پانا اِسی کے دم سے ہے۔ درجات کا تفاوت اُتنا "کثرتِ اعمال" سے نہیں ہے جتنا کہ "قوتِ اعتقاد" سے۔ "دین" سب سے پہلے قلب و ذہن کی ایک کیفیت کا نام ہے۔ یہ آدمی کا ایک خاص ادب اور سلیقے سے خدا کی جانب متوجہ ہونا اور اپنے آپ کو اُس کا زیر نگیں کرلینا ہے۔ بلکہ خدا کی جانب متوجہ ہونے سے پہلے خدا کے ماسوا ہستیوں سے اچاٹ اور بے نیاز ہوجانا ہے۔ اِس "**اعتقاد**" کی شدت سبھی میں یکساں نہیں۔"**توحید**" سے تمسک میں سب برابر نہیں۔

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. **حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل** پر

آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

پس ''**عبادت**'' کے اقوال، اعمال اور رویوں کو **غیر اللہ** سے **پھیر دینے** اور **اللہ** کے لئے **خالص کر دینے** میں ہر آدمی کو اپنا اپنا زور دکھانا ہوتا ہے اور اپنی اپنی ہمت۔ ''دین'' میں جان بس اِسی سے آتی ہے۔

یہ بات ہر دو پہلو سے قابل غور ہے......:

۱) **نفی کے معاملہ میں:** شرک سے برأت سب میں ایک درجہ کی نہیں؛ اِس میں ایک سے ایک بڑھ کر درجہ ہے۔ قلب کے اِس پر یکسو ہونے کی کوئی حد نہیں اور اِس کیلئے عزم وارادہ رکھنے کی کوئی انتہا نہیں۔ ''غیر اللہ کی عبادت کا بطلان'' دل میں بیٹھ جانا کوئی ایک ہی درجہ نہیں رکھتا؛ کسی شخص میں یہ بات پختہ ہوگی تو کسی میں پختہ تر۔ بہتر سے بہتر اور قوی سے قوی تر ہونے کی یہاں ہر کسی کے پاس پوری گنجائش ہے۔ جہنم سے بھاگ لینے میں تیز سے تیز تر ہونا کیا تعجب کی بات ہے؟!

۲) **اِثبات کے معاملہ میں:** پھر خدا کی بندگی کا دم بھرنے میں سب کے سب ایک سے نہیں؛ خدا کا خوف اور خشیت اور محبت رکھنے میں لوگ ایک دوسرے سے بڑھے ہوتے ہیں۔ خدا کے آگے ذلت اور عاجزی اختیار کرنے میں آدمی بہتر سے بہتر درجہ پر جا سکتا ہے۔ خدا کی محتاجی کا شعور رکھنے میں یہاں ایک سے ایک اعلیٰ مقام پایا جاتا ہے۔ اُس کی چاہت اور طلب میں آپ جتنا بھی آگے بڑھ سکیں۔ غرض ''عبادت'' کو اللہ کیلئے خالص کر دینے اور اِس میں زیادہ سے زیادہ نفاست اور کھرا پن لے آنے کی کوئی حد نہیں۔ بہشت میں تو ایک سے بڑھ کر ایک درجہ ہے!

خوب سے خوب تر کا یہی اصل میدان ہے:

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. **حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل** پر
آ گہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلاً وَهُوَ الْعَزِيزُ الْغَفُورُ !!!
جس قدر یہاں محنت ہوگی، اعمال میں قبولیت اُسی کے بقدر آئے گی۔

جب ایسا ہے، تو ''اصلاحِ عقیدہ'' کوئی ایک بار کرلیا جانے والا کام نہیں۔ ''**توحید**'' کوئی 'عبارت' نہیں جس کو پڑھ دیا جائے۔ باطل سے برأت اور بیزاری کوئی 'اسٹیٹمنٹ' نہیں جو ایک بار جاری کر دی جائے۔ ''**صالح اعتقاد**'' کوئی 'لٹریچر' نہیں جس کو 'مطالعہ' سے گزار لیا جائے۔ یہ تو وہ چیز ہے جس کو انسان میں دل کی طرح دھڑکنا ہے۔ پورے تسلسل کے ساتھ انسان کے رویہ وعمل کی بنیاد بنے رہنا ہے۔ اُس کی حرکت اور سعی کو جنم دیتے جانا ہے۔ اُس کی سوچوں اور خیالات سے لے کر اقوال اور افعال تک اور اُس کے اجتماعی وسماجی کردار تک ہر ہر چیز کی صورت گری کرنی ہے۔ اور اُس کے پورے وجود کو اور اُس سے متصل سب امور کو اپنی ایک لڑی میں پرو کر رکھنا ہے اور کسی ایک چیز کو بھی اُس سے باہر رہنے نہیں دینا۔

ہمارا یہ سلسلۂ تالیفات:

''**بیانِ عقیدہ**'' کی اِسی اہمیت کے پیشِ نظر، ''شرح رسائل توحید'' کے عنوان سے یہ ایک سلسلۂ تالیفات سامنے لایا جا رہا ہے۔ ''**عقیدہ**'' پر پہلے سے جو لٹریچر دستیاب ہے وہ اِس وقت یہاں کی بہت سی ضرورتیں پوری کر رہا ہے تو بہت سی ضرورتیں پیدا بھی کر رہا ہے۔ ''**عقیدہ**'' پر جتنا بھی لٹریچر پایا جاتا ہے اُس سارے کا مقصد کتاب اور سنت کے بیان کردہ ''**ایمانی حقائق**'' کو ہی قلوب اور اذہان میں اتارنا ہے، پھر بھی ہر کتاب اپنے اِس ہدف کو ایک خاص سطح پر حاصل کرتی ہے اور دیگر بہت سے تحریری کاموں کیلئے گنجائش چھوڑ دیتی ہے۔ ''**عقیدہ**'' کے بیان اور

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. **حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل** پر
آ گہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

ایضاح کا جو اسلوب ہمارے اِس سلسلۂ رسائل میں اپنایا گیا ہے، اُس میں یہاں کی دعوتی اور تحریکی ضرورتوں کو بطورِ خاص سامنے رکھا گیا ہے۔

ہمارا یہ سلسلۂ تالیفات اس لیے نہیں کہ قاری ''عقیدہ'' کی معروف کتب و مراجع سے مستغنی ہو جائے۔ البتہ یہ امید رکھنی چاہیے کہ ہماری اِن تحریروں کے مطالعہ سے وہ ''عقیدہ'' کی معروف و مستند کتب کی جانب رجوع کیلئے باقاعدہ ایک ترغیب پائے۔ اور یہ کہ پہلے اگر وہ ''عقیدہ'' کی اہمیت کو ایک محدود سیاق میں دیکھتا تھا، تو اب اُس کی نظر میں ایسا نہ رہے اور وہ ''عقیدہ'' اور اِس پر پائے جانے والے مراجع اور کتب کو پہلے سے کہیں بڑھ کر اہمیت دینے لگے۔

ایک طالب علم پر واضح رہنا چاہیے کہ ہمارے یہاں ''عقیدہ'' کے صرف اُنہی جوانب کو نمایاں کرنے کی کوشش ہوئی ہے جو حالیہ ضرورتوں کے لحاظ سے یہاں پر اوجھل دیکھے جا رہے ہیں۔

علاوہ ازیں...... قاری پر مخفی نہ ہوگا کہ ''عقیدہ'' کے موضوع پر حالیہ عشروں میں یہاں جو لٹریچر سامنے آیا ہے وہ زیادہ تر عربی سے ترجمہ شدہ ہے، جو کہ ہمارے نزدیک اِس لحاظ سے خوش آئند ہے کہ ''عقیدہ'' کے باب میں ''اصولِ سلف'' کی پیش قدمی پورے ہندوستان میں جاری ہے، یہاں تک کہ ''عقیدۂ سلف'' کے مقابلے میں قریب قریب کوئی دعوت ہی یہاں اب باقی نہیں رہ گئی ہے۔ پھر بھی یہ ضروری ہے کہ یہاں کا قاری 'تراجم' کے علاوہ بھی کچھ پڑھے! تفہیم عقیدہ کے حوالہ سے برصغیر کے قاری کی ضرورتیں عرب قاری کی ضرورتوں کی نسبت بہت مختلف ہو سکتی ہیں۔ پھر، یہاں کے تحریکی حلقوں کی ضرورتیں یہاں کے روایتی حلقوں کی نسبت بہت مختلف ہیں۔ اِس سلسلۂ کتب کی تیاری میں یہ ہر دو امر ہمارے پیش

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. **حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل** پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

نظر رہے ہیں۔ یوں بھی ادارہ ایقاظ نے اپنی محنت اور جدوجہد کیلئے بالعموم جس میدان کا انتخاب کر رکھا ہے وہ یہاں کے "تحریکی" اور "سماجی" عمل کو "عقیدہ"(۵) سے وابستہ کرانا ہے؛ جس کیلئے ہمیں اپنے ہی ماحول کو سامنے رکھنا ہوتا ہے۔

اِس سارے عمل میں ہمارا مصدرِ استفادہ امت کے معروف علماء، مربی اور مفکرین رہے ہیں۔

□□□□□

'رسائل توحید' عقیدہ کے کچھ بنیادی متون Texts ہیں، جو کہ امام محمد بن عبدالوہابؒ کے کچھ مختصر رسائل سے من وعن لے کر اردو میں ڈھالے گئے تھے۔ اِن میں بطور خاص قابل ذکر یہ ہیں:

١) "الأصول الثلاثة"،

٢) "شروط لا الٰہ الا اللہ"،

٣) "نواقض الإسلام"،

---

(۵) اِس حوالہ سے ادارہ ایقاظ نے ایک الگ سلسلۂ تالیف شروع کر رکھا ہے، جس کا عنوان ہے: "توحید.. تحریک تا معاشرہ"۔ اِس سلسلہ کی پہلی کتاب "موحد تحریک" شائع ہو چکی ہے اور دوسری کتاب "موحد معاشرہ نہ کہ تیسری دنیا" زیر تالیف ہے، جس کے کچھ حصے سہ ماہی ایقاظ میں آچکے ہیں۔

ایک زوردار تحریکی وسماجی اصلاح کے عمل کو "عقیدہ" کے بطن سے جنم دلوانا باقاعدہ ایک منہج ہے۔ ادارہ ایقاظ بالعموم اِسی سے متعلقہ مباحث کو سامنے لانے کیلئے کوشاں ہے۔ ہماری ایک دوسری کتاب "مسلم ہستی کا احیاء" اِسی کیس کو ایک اور جہت سے سامنے لاتی ہے، جسکو دیکھ لینا اِس موضوع میں دلچسپی رکھنے والے حضرات کیلئے مفید ہوسکتا ہے۔

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

۴) ”أنواع التوحيد الثلاثة“،

۵) ”أنواع الشرك“،

۶) ”أنواع الكفر والنفاق“،

۷) ”معنى الطاغوت ورؤوس أنواعه“.

یہ مختصر رسائل، توضیحات وحواشی کے اضافہ کے ساتھ، چند سال پیشتر اردو خواں طبقے کے فائدہ کیلئے شائع کئے گئے تھے اور اب بھی اِسی عنوان (رسائل توحید) سے دستیاب ہیں۔

بعد ازاں، اِن توضیحات وحواشی کو ناکافی جانتے ہوئے ضرورت محسوس کی گئی کہ اِن رسائل کے موضوعات کو ہی ذرا کھول دیا جائے اور یہاں کی تحریکی و سماجی ضروریات کو پیش نظر رکھ کر ان کا ایک مفصل بیان کر دیا جائے۔ یہاں سے ”شرح رسائل توحید“ کا یہ سلسلہ سامنے آیا، جس کا جزءاول **”شروط لا الٰہ الا اللہ“** اِس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اِس کا جزء دوم **”نواقض اسلام“**، جزءسوم **”توحید کے تین اساسی محور“** اور جزء چہارم **”شرک اکبر اور شرک اصغر کا بیان“** طباعت کے مراحل سے گزرنے کو ہیں، جبکہ اِس سلسلہ کے باقی اجزاء پر کام جاری ہے۔

ان رسائل کو عوام کیلئے مفید تر بنانے کا ایک طریقہ یہ ہوسکتا ہے کہ آپ بطور ایک داعی یا بطور ایک دعوتی وتربیتی حلقہ کا انچارج، اجتماعی نشست میں لوگوں کو ان کا مطالعہ کروائیں اور جا بجا خود بھی اِن مباحث کو واضح کرتے جائیں۔ ایسے حلقے مساجد میں ہوں، یا گھروں یا ہوسٹلوں میں، اِس وقت ہماری بہت بڑی ضرورت ہیں۔

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آ گہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

دعوتی ضرورت کے پیشِ نظر، ہم اِن کتابچوں کے چیدہ چیدہ مضامین علیحدہ علیحدہ رسائل کی شکل میں سامنے لانے کا بھی ارادہ رکھتے ہیں۔

''رسائلِ توحید'' صرف متن کے ساتھ مطلوب ہوں تو وہ مختصر کتابچہ الگ سے دستیاب ہے۔

وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللّٰهِ، عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ

حامد کمال الدین

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. **حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل** پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. **حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل** پر
آ گہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

شرح رسائل توحید

1

شروطِ لا الله الا الله

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. **حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل** پر

آ گہی بخش مجلّہ،مطبوعات وویب سائٹ **ایقاظ** کے تحریری مشن میں معاون بنیے

قال

سبحانہ وتعالیٰ

اَلَمْ تَرَ کَیْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا کَلِمَةً طَیِّبَةً
کَشَجَرَةٍ طَیِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّ فَرْعُهَا فِی السَّمَآءِ
تُؤْتِیْ اُکُلَهَا کُلَّ حِیْنٍۭ بِاِذْنِ رَبِّهَا وَیَضْرِبُ اللّٰهُ
الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ یَتَذَکَّرُوْنَ

(ابراهیم: ٢٤)

"کیا تو نے نہیں دیکھا، خدا نے ایک پاکیزہ بات (کلمۂ طیبہ) کی مثال کیسی بیان کی: جیسے ایک پاکیزہ درخت، جس کا تنا جم گیا ہو اور اُس کی شاخیں آسمان میں (پہنچتی) ہوں۔ وہ درخت اپنے پھل دیتا ہے، ہر وقت، اپنے رب کے حکم سے۔ اور خدا لوگوں کو مثالیں بیان کر کے دیتا ہے، تا کہ وہ بات پا کر ذہن نشین کر لیں"

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. **حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل** پر
آگہی بخش مجلہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کی تحریری مشن میں معاون بنیے

وقال

ﷺ

فَإِنَّ السَّمٰوَاتِ السّبْعَ وَ الْاَرْضِيْنَ السَّبْعَ لَوْ وُضِعَتْ فِیْ كَفَّةٍ وَوُضِعَتْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فِیْ كَفَّةٍ رَجَحَتْ بِهِنَّ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَ لَوْ اَنَّ السَّمٰوَاتِ السَّبْعَ وَ الْاَرْضِيْنَ السَّبْعَ كُنَّ حَلَقَةً مُبْهَمَةً قَصَمَتْهُنَّ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ

(مسند أحمد (حديث رقم: 6583) عن عبد الله بن عمرؓ۔ صححه الألبانی)

" اگر ساتوں کے ساتوں آسمان اور ساتوں کی ساتوں زمینیں ایک پلڑے میں پڑیں اور لا الٰہ الا اللہ ایک پلڑے میں پڑے، تو لا الٰہ الا اللہ کا پلڑا ان سب کے بالمقابل بھاری پڑ جائے۔ اور اگر ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں (مل کر) ایک بند کڑا ہوں تو لا الٰہ الا اللہ ان کو پھاڑ کر گزر جائے"

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. **حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل** پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ **ایقاظ** کے تحریری مشن میں معاون بنیے

شرح: ''شروط لا الہ الا اللہ''

پہلا حصہ

تأصیل

- لا الٰہ الا اللہ.. ہر رسالت کا مرکزی عنوان
- میثاقِ لا الٰہ الا اللہ
  - لا الٰہ الا اللہ کا اصل موضوع
  - لا الٰہ الا اللہ کا بیان
  - میثاقِ لا الٰہ الا اللہ.. اور شیاطین کی راہزنی
  - ہم بیزار ہوئے تم سے اور اُن سے جنہیں تم خدا کو چھوڑ کر پوجتے ہو
  - قولوا لا الہ الا اللہ تفلحوا!!!
- ''کلمہ'' کی کیا کوئی ''شروط'' بھی ہیں؟!

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

لا الہ الا اللہ

ہر رسالت کا مرکزی عنوان

وہ بہترین الفاظ جو کائنات میں کبھی بھی کہے گئے یا کبھی بھی کہے جا سکیں، یہ ہیں کہ:

"نہیں کوئی عبادت کے لائق، مگر اللہ"..

یعنی.. "لا الٰہ الا اللہ"......!!!

صاحبو! اِس لا الٰہ الا اللہ سے بہتر کوئی کلمہ نہیں۔ اس سے اعلیٰ تر کوئی دعوت نہیں۔ اس سے افضل کوئی ذکر نہیں۔ اس سے بہتر کوئی دعاء نہیں۔ اِس سے کارگر کوئی وسیلہ نہیں۔ اس سے حسین تر کوئی حقیقت نہیں۔ اس سے بڑھ کر انسان کے پاس کوئی دولت پائی ہی نہیں جا سکتی۔ اس سے بیش قیمت کوئی اثاثہ اِس جہان میں کبھی دیکھا ہی نہ گیا ہوگا۔

یہاں سے رخصت ہوتے دم، ساتھ اٹھانے کیلئے اس سے بہتر کوئی اسباب نہیں۔ یہاں سے تیار کئے جانے والے سامان میں اِس سے نفیس تر کوئی سوغات پائی گئی ہے اور نہ اس سے بڑھ کر آخرت میں مول پانے والی کوئی جنس۔

مبارک ہے وہ نفس کہ روزِ قیامت اُس کا سامان کھلے تو ہر ہر گرہ سے یہی دولت ڈھیروں کے حساب سے برآمد ہو اور اُس کے چاروں طرف اِسی کی جگمگ

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آ گہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

ہو؛ اُس کے ہر ہر عمل سے اِسی لا الٰہ الا اللہ کی روشنی پھوٹے۔ یقیناً اگلے جہان میں اِس کلمہ سے بڑھ کر فائدہ دینے والی اور اِس کلمہ سے بڑھ کر وزن پانے والی کوئی شے نہیں۔

قرآن ہے تو اس کا لب لباب یہی کلمہ ہے۔

رسولؐ ہے تو اس کا سب سے زیادہ زور اِسی کلمہ کو منوانے اور قائم کرنے پر صرف ہوا ہے۔

انبیاء ہیں تو وہ جہان میں اِسی کی گونج اٹھا کر گئے۔

صحابہ ہیں تو وہ اِسی لا الٰہ الا اللہ سے جنم پا کر وجود میں آئے اور اِسی کی عظمت کیلئے جئے۔

شہداء ہیں تو وہ اسی کی راہ میں مرے۔

اولیاء ہیں تو وہ اِسی کی شہادت دینے کے دم سے اولیاء ہوئے۔

صالحین ہیں تو اُن کی زندگیاں اِسی کا محور بنی رہیں۔

اَبرار و مقربین ہیں تو وہ اِسی کی راہ میں ترقیاں کر کر کے یہ رتبۂ بلند پا جاتے رہے کہ...... ''نہیں کوئی اطاعت اور نیاز کے لائق، مگر اللہ''۔

زمین ہے تو وہ اِسی کلمہ کی کہانی جاری رکھی جانے کیلئے اپنا فرش پیش کرتی ہے کہ ''نہیں کوئی الٰہ، مگر اللہ''...... جس دن یہ ''کہانی'' یہاں ختم ہوگی، زمین کی بساط لپیٹ دی جائے گی۔

آسمان ہیں تو وہ اسی کو سایہ دے رکھنے کیلئے قائم ہیں: جونہی اِن کلمات کا عرش کی جانب بلند ہونا یہاں پر موقوف ہوا، آسمان سمیٹ دیے جائیں گے۔

جہان قائم ہیں تو وہ اسی کی گونج سننے کو۔

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

اَجرام اور تارے ہیں تو وہ زمین کی انہی سرگوشیوں کے دم سے فلک کی زینت ہیں؛ جس روز زمین سے اٹھنے والی یہ مانوس صدا نہ سنی جائے گی کہ "نہیں ہرگز کوئی پرستش کے لائق، مگر خدائے مالک الملک".. سنسار کے یہ ٹمٹماتے چراغ یکا یک بجھ جائیں گے؛ تارے اُس دن بے نور ہو کر دم توڑ دیں گے، اَجرام بکھر کر ٹکراتے پھریں گے اور یہ چمکتا دمکتا چرخ سب ریزہ ریزہ ہو جائے گا۔

غرض...... خدا کا صحیح صحیح مرتبہ اور مقام بیان کرنے والا یہ کلمہ جب تک یہاں نشر ہوتا ہے تب تلک وجود کی جان میں جان ہے اور نظامِ ہستی کو فنا سے تحفظ حاصل ہے۔

کائنات کا مالک ہے تو وہ خود شہادت دیتا ہے اور اپنی سب مخلوق کو اِس پر گواہ ٹھہراتا ہے کہ: "نہیں کوئی عبادت کے لائق، مگر وہ خود ہی"۔

ملائکہ اسی شہادت کے دینے پر مامور ہیں اور ہر دم اِسی حقیقت کا ورد کرتے ہیں کہ: "نہیں کوئی بندگی کے لائق، مگر صرف عرش کا مالک"۔

علم والی سب ہستیاں یہی شہادت دے دے کر جاتی رہیں اور یہی شہادت دینے کو جہان میں آتی رہیں کہ: "نہیں کوئی حمد اور تعریف اور سپاس اور عبادت کے لائق، مگر ایک جہانوں کا مالک"۔

علم، دانائی اور روشنی کا سراغ اس جہان میں جس کو بھی ملا اور "حقیقت" کا سرا جس کے بھی ہاتھ آیا اس کی ابتدا اور انتہا پھر اسی بات پر ہوئی کہ: "نہیں کوئی تعظیم اور کبریائی، اور سجدہ اور تقدیس، اور دعاء وفریاد، اور امید وخشیت، اور اطاعت و فرماں برداری وفرماں روائی کے لائق، مگر ایک جہانوں کا خالق":

شَهِدَ اللّهُ أَنَّهُ لاَ إِلَـهَ إِلاَّ هُوَ وَالْمَلاَئِكَةُ وَأُوْلُواْ الْعِلْمِ قَآئِمَاً

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آ گہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

بِالْقِسْطِ لاَ إِلَـهَ إِلاَّ هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ. إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللّهِ الإِسْلاَمُ

(آل عمران:۱۸-۱۹)

"اللہ خود شہادت دیتا ہے کہ نہیں کوئی معبود مگر وہ خود ہی۔ اور فرشتے (یہی شہادت دیتے ہیں) اور علم کی مالک سب ہستیاں، نہایت عدل پہ قائم (شہادت، کہ) نہیں کوئی معبود مگر ایک وہی ذات، عزت اور اقتدار والی، حکمت اور دانائی والی۔ بے شک دین جو اللہ کے ہاں (قبول) ہے ایسا ہی اسلام ہے"۔

کرۂ ارض پر...... "زندگی" سلامت ہے تو سراسر اِسی کی بدولت۔ "زندگی" پر آج ایک سے بڑھ کر ایک رنگ کھلتا ہے، راحت اور آسائش بے حساب اور تا حد نگاہ پھیلی ہے؛ اِس کی جاذبیت اور اس کا حسن ودل آرائی دیکھیں تو "فنا" کا گویا کہیں نام نہیں...... ! صاحبو! ایک "جہانِ فانی" سے "فنا" ہی کو ٹال رکھنے والی وہ برگزیدہ حقیقت اِس کے سوا کیا ہو سکتی ہے کہ ابھی توحید کے نغمے اِس جہان کے اندر برابر نشر ہوتے ہیں؟!

یہاں "زندگی" سانس لیتی ہے؛ شہر بستے ہیں، مخلوق چلتی پھرتی ہے، چرند پرند حیات کا لطف پاتے ہیں.. تو کیا شک ہے کہ یہ سب کچھ زمین پر اِسی کلمہ کے دوام سے ہے۔

کائنات کی ہر چیز بر سر عمل رکھی گئی ہے اور ہزار ہا برس گزر جانے کے بعد بھی اپنے اپنے کام پر عین اُسی طرح چست اور چوبند...... بادل اُسی تن دہی سے دور دراز بیابانوں کو سیراب کرنے پہنچتے ہیں اور اُسی نیاز مندی سے آج بھی زمین کا پانی بھرتے ہیں۔ بجلیوں کے کوندنے اور مچلنے میں اب بھی وہی بے چینی ہے۔ ہواؤں نے اپنی سبک خرامی نہیں چھوڑی اور وہ عین اُسی عقیدت سے زمین کے

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

چاروں طرف بھاگی پھرتی اِس سیارے کی بلائیں لیتی ہیں، کہ اب تک مائل بہ آرام نہیں۔ ہشاش بشاش سورج، روشنی اور حرارت کے بے حد وحساب خزانے لئے روز اپنے کام پر آیا ہوتا ہے، گویا تھکنے کا نام نہیں۔ چاند اُسی باقاعدگی سے پوری پوری شب آسمان پہ پہرہ دیتا ہے اور ایک لمحہ تاخیر کا روادار نہیں۔ دریا اور ندی نالے اُسی زور وشور اور اُسی شوق ورغبت سے بہتے ہیں اور اُسی انہماک سے اپنے دائیں بائیں حیات کی پرورش کرنے میں لگے ہیں۔ سمندر اپنی موجوں کے اضطراب میں کمی لانے پر آج بھی آمادہ نہیں اور اس کا جوار بھاٹا یہاں کے پانیوں کی تازگی جوں کی توں رکھے ہوئے ہے، کہ جس کے دم سے زندگی رواں دواں ہے۔ مٹی میں دانہ پھاڑ کر کونپل نکال دینے کے کرشمے آج بھی اُسی شان اور اُسی قوت سے ظہور کرتے ہیں۔ پودے، کھیت، سبزہ، پھلواری، اور رواں چشمے زندگی کو رعنائی دینے میں اُسی طرح مست ہیں۔ یہاں کے پربت اور وادیاں، میدان اور صحرا، جھنڈ اور سائے، طرح طرح کے چوپائے، ہزارہا قسم اناج، میووں سے لدے باغ، موسم اور فضائیں، مہک اور دھنک......سب اپنے اپنے وجود سے ہستی میں رنگ بھرتے ہیں تو وہ اِسی دم سے اور یہاں ازل سے چلی آئی اُسی ایک کہانی کو دوام بخشنے کیلئے جس کا عنوان ہے: ''نہیں کوئی پرستش کے لائق، مگر اللہ''۔

البتہ جس دن لا الٰہ الا اللہ کے شرارے یہاں بالکل سرد پڑ گئے؛ جس دن توحید کی ایک بھی چنگاری اِس جہان میں دیکھنے کو نہ ملی، اُس دن یہ پورا جہان اپنی وقعت کھودے گا اور اِس کا مالک کوئی پروا کئے بغیر اِسے توڑ پھوڑ ڈالے گا! خدا کے مرتبہ ومقام کا سچا دم بھرنے والا جب کوئی ایک بھی شخص یہاں باقی نہ رہا، اُس روز یہ عالم نیست ونابود ہو جائے گا۔ اس سانحہ کے پیش آنے میں اُس روز نہ تو نظمِ عالم

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. **حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل** پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

کی یہ دلکشی اور سحر انگیزی کوئی ''رکاوٹ'' ہوگی اور نہ اِس کے پرستاروں کا یہ ہجوم! تب یہاں زندگی کی خیر ہوگی اور نہ زندگی کے میلوں کی! یہاں کی سب رونق اور انجمن آرائی دھری کی دھری رہ جائے گی اور ایک نیا جہان بسائے جانے کا اعلان کر ڈالا جائے گا، جو کہ ایک دائمی جہان ہوگا اور جس میں ہمیشہ ہمیشہ کیلئے خدائے لا شریک کی حمد اور تسبیح ہوگی......!!!

''نہیں کوئی پوجا کے لائق، مگر خود ہستی کا موجد'' کے نغمے چھیڑ رکھنے والوں کے، اِس بزم سے اٹھ کر جانے کی دیر ہے، سب 'کارروائی' ہی برخاست کر دی جائے گی!!!!!

کوئی شک نہیں، خدا کی وحدانیت کے تذکرے ہی زمین پر اِس ساری چہل پہل کا راز چلے آتے ہیں۔ خدا کے مرتبہ اور مقام کا ورد ہونا ہی اِس پورے جہان کو بچا کر کھڑا ہے۔ خدا کے مرتبہ اور مقام کے اِن تذکروں سے جونہی البتہ یہ دنیا خالی اور سنسان نظر آئی، اِس کے خاتمے کا فی الفور اعلان کر دیا جائے گا۔ صورِ اسرافیل پھونک دیا جانے کو بس اِسی ایک بات کی دیر ہے، کہ ہستی کو پیامِ فنا مل جائے گا۔ تب وہ 'وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ' ہو جائے گا جس کے ڈر سے زمین اور آسمان آج بھی تھر تھر کانپتے ہیں اور جس کی دہشت سے ہر باخبر آج بھی یہاں دم سادھ کر بیٹھا ہے!!!

ہاں پھر یہی سیارچہ جس کی کوکھ میں ہزارہا سال 'زندگی' ناز سے پلتی رہی، اُس روز لرزہ براندام ہوگا!!! اِس کے شکم میں جتنے آتش فشاں قید کر رکھے گئے ہیں، اِس کا خول توڑ توڑ کر ابلنے لگیں گے اور یہ ہنستا مسکراتا سیارہ جل کر راکھ ہونے سے پہلے اُس پھٹے ہوئے گیند کا نقشہ پیش کرے گا جس کے اندر گویا صرف ہوا بھر رکھی گئی تھی!!!

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. **حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر**

آ گہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

یہی پہاڑ جو لاکھوں برس سے دھرتی کو تھام کر کھڑے ہیں اُس دن بے قابو لڑھکتے پھریں گے، یہاں تک کہ روئی کے گالوں کی طرح اڑیں گے !!! یہی خلقت جو یہاں ٹھاٹھ سے بستی ہے بکھرے پتنگوں کی طرح رلتی پھرے گی!!! یہی سمندر جو یہاں تحفظِ حیات کا ذریعہ ہیں، آگ بن کر دہکیں گے اور پھٹ پھٹ کر اڑیں گے!!!

غرض ''زندگی'' کا یہ سامان ہی اُس روز ''فنا'' کا اسباب کر دیا جائے گا!!!!!

صاحبو! زمین پر اِس شہادت کی گونج سنی جانا کہ ''نہیں کوئی عبادت کے لائق، مگر اللہ''، واقعتاً اِسی قدر عظیم الشان مسئلہ ہے!!!!!

بقائے نوعِ انسانی سراسر اِسی پر معلق ہے۔ ایک نوعِ انسانی ہی کیا، زیست کی سب انواع اِسی دل نشیں واقعہ کی مرہونِ منت ہیں۔ جب تک یہاں اِس کلمہ کی بازگشت ہے ''زندگی'' کے آثار سمجھو تبھی تلک ہیں۔ انسان کیا حیوان، مسلم کیا کافر، نیک کیا بد، جو بھی اِس کرۂ ارض پر بستا ہے اور صبح شام رزقِ وافر اور صحت وشادمانی سے حظ اٹھاتا ہے، محض اِس سلسلہ کے جاری وساری رہنے کی بدولت ہے۔

یہ کلمہ واقعتاً اتنی ہی بڑی سچائی ہے!!!

''بہشت'' ایسا حسین جہاں، جو کسی کے خواب میں آیا ہوگا اور نہ خیال میں، مگر انبیاء کی بتائی ہوئی نہایت سچی حقیقت ہے اور جس کو دارالخلو د یعنی ہمیشگی کا جہان کہا گیا ہے.. ''بہشت'' کا وہ حسین جہاں وجود ہی میں اس لئے آیا کہ وہ اُن پاکیزہ نفوس کی جائے قرار بنے جنہیں لا الٰہ الا اللہ میں ہی یہاں زندگی کا قرار ملتا تھا اور جو اِس بات کو اپنا دستورِ حیات بنالینا قبول کر لیتے رہے کہ: ''نہیں کوئی پرستش وفرماں برداری کے لائق، مگر اللہ''۔

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. **حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر**

آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

''دوزخ'' ایسا وحشت ناک جہاں، جو کسی کے تصور میں آ سکتا ہے اور نہ اندازے میں، مگر انبیاء کی خبر دی ہوئی نہایت سچی حقیقت ہے، اور جو کہ خدائے جبار وقہار کی پکڑ کا ہی دوسرا نام ہے، کہ جس سے ہر مخلوق پناہ مانگتی ہے.. ''دوزخ'' کا وہ خوفناک جہاں وجود ہی میں اس لئے آیا ہے کہ اُس میں وہ شقی نفوس جھونکے جائیں جو اس قدر نڈر ہو گئے تھے کہ انہوں نے جہنم سے بھاگ کر کبھی اِس لا الٰہ الا اللہ کا سہارا نہ لیا اور کبھی اِس حقیقت کو اپنا آئینِ زندگی بنا لینے میں پناہ نہ ڈھونڈی کہ ''نہیں کوئی پرستش وفرماں برداری کے لائق، مگر اللہ''۔

یہ وہ حق ہے کہ عرش تا زمیں اِسی کا اعلان اور اِسی کا بیان ہوتا ہے......!!!

آسمان سے کتابیں اور صحیفے پے در پے آتے رہے اور وحی کا سلسلہ ہزار ہا برس جاری رہا تو اسی ایک مضمون کی بے حد وحساب جہتیں بیان کرنے کو کہ: ''نہیں کوئی پرستش وبندگی کے لائق، مگر وہ ذات جو جہانوں کی پروردگار ہے''۔

'آسمان' کے پیغامات زمین پر جب بھی سنے گئے، اُن کو یہی بولتا ہوا پایا کہ اہل زمین خبردار رہیں کہ خدا کے سوا یہاں کبھی کسی کی ''تعظیم'' اور ''کبریائی'' ہو۔ اُس کے سوا یہاں کسی کی ''شریعت'' اور ''آئین'' چلے۔ پرستش کیلئے کہیں اہل زمین کے اپنے 'خدا' ہوں اور اطاعت وحکم برآری کیلئے ان کے اپنے پیشوا اور معبود۔ ''امید اور لو لگانے'' کیلئے یہیں کی کچھ 'ہستیاں' ہوں اور ''خوف اور خشیت'' ایسے بندگانہ رویوں کیلئے یہیں کی 'سرکاریں'۔ ''دعاء اور پکار اور سہارا ڈھونڈنے'' کیلئے یہیں کے 'آستانے' ہوں اور ''حاجت روائی'' کے لئے یہیں کی 'درگاہیں'۔ غرض ''عبادت'' کے معاملہ میں ایک اُس الحی القیوم کے سوا جو عرش کے اوپر ہے، مطلق طور پر یہ کسی کا دم بھریں۔

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. **حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر**

آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

ایسے پیغامات اور انتباہات زمین پر کوئی ایک آدھ بار نہیں، بے حد وحساب نشر کرائے گئے۔ بشارتوں اور نذارتوں کے ایک دو نہیں ہزاروں سلسلے اِسی ایک غرض سے جاری رہے......

زمین کے فرماں روا کی جانب سے یہاں پر انسانوں کو ڈرانے اور خبردار کرنے والوں کا تانتا باندھ دیا جاتا رہا، جو اُس کی جانب سے لوگوں کو کمال کی حیات آفرین بشارتیں سناتے اور نہایت خوفناک انجام سے خبردار کرتے؛ مالک کے ہاں واپس پہنچنے پر خوش بختوں کیلئے ایسے ایسے خیر مقدم کی خبر دیتے اور اُس کی رحمتوں اور برکتوں کی ایسی ایسی کیف آور تصویریں دکھاتے اور اُس کے ہاں پائی جانے والی تواضع ونوازشات کی ایسی ایسی منظر کشی کرتے کہ خدا کی ملاقات سے بڑھ کر کوئی چیز انسان کو دنیا میں عزیز نہ رہے۔ البتہ مالک کے ہاں واپس پہنچنے پر بدبختوں کی بھی پھر وہ ایسی ایسی ہولناک تصویریں دکھاتے اور اُن کا ایسا ایسا خوفناک حشر کئے جانے کی خبر دیتے کہ رونگٹے کھڑے ہوں اور خدا کے روبرو پیش ہونے کا تصور کر لینے سے بھی انسان کے اوسان خطا ہوں ......خدا کا پیغام گھر گھر پہنچا دینے والے اِن برگزیدہ انسانوں کی زبان پر امید اور ڈراوے کی سب سے بڑھ کر جو بات سنی گئی اور نہایت تکرار سے بیان ہوئی، اور جس کو تاریخ نے نہایت غور سے نوٹ کیا، وہ بات یہی تھی کہ:

يَقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَالَكُمْ مِنْ إِلٰهٍ غَيْرُهُ ......(۱)

"اے میری قوم! پوجو اللہ کو؛ کہ نہیں ہے فی الواقع تمہارے پوجنے کے لائق کوئی ذات، بجز اُس کے"۔

(۱) سورۃ الاعراف اور سورۃ ہود پڑھیں تو انبیاء کی دعوت کا ایک طویل مضمون بیان ہوا ہے، جس میں ہر نبی کی دعوت کی عین ابتدا کے اندر یہی ایک بات تسلسل کے ساتھ دہرائی جاتی ہے۔

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

قومیں بارِیاب ہوتی رہیں اور دنیا و آخرت میں سرخرو ٹھہریں تو وہ اِسی حقیقت کو مان کر۔قومیں عذابات سے بچ جاتی رہیں اور یہاں ''بقائے انسان'' کا سبب بنی رہیں تو اِسی بات کو قبول کر کے اور اِسی کو اپنی زندگی کا دستور ٹھہرا کر کہ:

''نہیں کوئی پرستش و اطاعت کے لائق، مگر اللہ''۔

خراباتِ عبرت ناک سے صالحین کو عین وقت پر نکال لیا جاتا رہا تو اِسی شہادت کی برکت سے اور زمین پر اِسی کا تسلسل برقرار رکھنے کیلئے۔

قومیں صفحۂ ہستی سے مٹا دی جاتی رہیں؛ کوئی غرقِ طوفاں ہو کر، کوئی بادِ صرصر کی نذر ہو کر، کوئی کڑک سے تو کوئی دہل سے، کسی کو زمین میں دھنسا کر تو کسی پر آسمان سے پتھروں کی بارش برسا کر.. تو اساساً وہ قوموں کے اِس بات کو ٹھکرا دینے اور اِس ایک حقیقت کو آئینِ زندگی کے طور پر قبول نہ کرنے کے باعث کہ:

''نہیں کوئی پرستش و اطاعت کے لائق، مگر اللہ''۔

تباہ شدہ قومیں کہ جن پر پھر کبھی آسمان رویا نہ زمین، تہہ خاک ہوئیں اور آسمانی صحیفے اُن پر کوئی کتبہ لگانے کے روادار ہوئے تو بھی یہی کہ:

كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُشْرِكِيْنَ !!! ''ان کے اکثر لوگ مشرک تھے''

اور..

بُعْداً لِّلْقَوْمِ الظَّالِمِيْنَ !!! ''مردود ہوں ایسے ظالم لوگ''

تہذیبیں لگاتار مسمار ہوئیں تو وہ اِسی کلمہ کی زد میں آ کر۔ ہر تباہی کے بعد 'انسان' کو ایک بار پھر سر اٹھا لینا نصیب ہوا تو اِسی شرط پر۔ ہر بار ایک نئی تہذیب کی پیدائش کرائی گئی اور ایک کہانی کا ازسرِنو آغاز کرایا گیا تو وہ اِسی کلمہ کے زیرِ عنوان اور اِسی کو اپنا آئینِ زندگی بنا لینے والوں کے ہاتھوں۔

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. **حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر**
آ گہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

http://www.eeqaz.com مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں

ہجرتیں ہوئیں تو اِسی کی خاطر۔صالحین کی تلواریں کسی وقت بے نیام ہوئیں تو اِسی کی خاطر۔گھر چھوٹے تو اِسی کی خاطر۔شہر بسے تو اِسی کی خاطر۔

’داستانِ زمین‘ میں جا بجا ’آسمان‘ کی دخل اندازی ہوتی رہی اور ہر بار معاملے کو ’ایک حد‘ سے بڑھ جانے سے روک دیا جاتا رہا تو وہ اِسی حقیقت کے زیرِ نگیں کہ ”نہیں کوئی تعظیم اور پرستش کا سزاوار، مگر خدائے لم یزل“۔

زمین کی بکثرت ”صفائی“ کی جاتی رہی اور ’تہذیب‘ کی ”دھلائی“ کبھی کسی وقت رکنے میں نہیں آئی......تو دراصل وہ اِس کلمہ کی حقیقت پر پڑنے والی دھول ہٹا دینے ہی کی خاطر اور اِس کی تاب برقرار رکھنے ہی کیلئے:

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُم بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ . قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِن قَبْلُ كَانَ أَكْثَرُهُم مُّشْرِكِينَ (الروم:۴۱۔۴۲)

”فساد بولنے لگا ہے خشکی اور تری میں، لوگوں کے اپنے ہاتھوں کی کمائی کے کارن۔ تاکہ چکھا دے خدا اِن کو اِن کے کرتوتوں کا ایک حصہ، کہ شاید یہ پلٹ آئیں۔ کہو: زمین میں خوب چل پھر کر دیکھ لو کہ اُن پہلوں کا کیسا انجام رہا تھا۔ اُن کے اکثر بھی مشرک ہی تھے“۔

سب سے بڑی حقیقت اور سب سے وزنی بات اِس جہان میں کسی کے کہنے کی ہے تو وہ یہی کہ ”نہیں کوئی بندگی و پرستش کے لائق، مگر اللہ“.. ایسی وزنی بات کہ اگر ترازو کے ایک پلڑے میں ڈالی جائے اور دوسرے پلڑے میں ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں، تو یہ سب آسمان اور زمینیں اس کے مقابلے میں بے

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. **حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر**
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

وزن نکلیں اور یہ اکیلی بات وزن میں ان سب آسمانوں اور زمینوں کو مات دے جائے.. ایک ایسی زوردار بات کہ اِس کے سامنے اگر آسمانوں اور زمینوں کی سختی اور چوڑائی مل کر بھی آ جائے تو وہ اس کو پھاڑ کر گزر جائے:

آمُرُكَ بِلَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ، فَإِنَّ السَّمٰوَاتِ السَّبْعَ وَ الْاَرْضِيْنَ السَّبْعَ لَوْ وُضِعَتْ فِيْ كَفَّةٍ وَ وُضِعَتْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ فِيْ كَفَّةٍ رَجَحَتْ بِهِنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَ لَوْ اَنَّ السَّمٰوَاتِ السَّبْعَ وَ الْاَرْضِيْنَ السَّبْعَ كُنَّ حَلَقَةً مُبْهَمَةً قَصَمَتْهُنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ (مسند أحمد (رقم: 6583) عن عبد الله بن عمرؓ)[۲]

"میری تجھ کو وصیت ہے: لا الٰہ الا اللہ ("نہیں کوئی عبادت

---

(۲) یہ نوح علیہ السلام کی وصیت ہے جو انہوں نے بوقتِ وفات اپنے فرزند کو کی: کہ وہ لا الٰہ الا اللہ کو لازم پکڑ کر رکھے، اور پھر لا الٰہ الا اللہ کی وہ فضیلت بتائی کہ یہ وزن میں ساتوں زمینوں اور ساتوں آسمانوں پر بھاری پڑنے والی چیز ہے اور یہ کہ اِن کلمات میں وہ صلاحیت ہے کہ زمینوں اور آسمانوں کی چوڑائی اور سختی کبھی مل کر بھی اِس کی راہ میں آ جائے تو یہ ان کو صاف پھاڑ کر گزر جائے۔

ہم نے یہاں حدیث کا صرف ایک حصہ نقل کیا ہے جبکہ اِسی حدیث میں نوح علیہ السلام کی کچھ دیگر وصیتیں بھی مذکور ہیں۔

موسیٰ علیہ السلام کے خدا کے ساتھ ایک مکالمے کے حوالے سے جو ایک مشہور حدیث مروی ہے اور جس میں لا الٰہ الا اللہ کی فضیلت پر اِس سے ملتے جلتے الفاظ آتے ہیں، اُس حدیث کو محدث البانی نے (سلسلۂ احادیث ضعیفہ میں) ضعیف قرار دیا ہے۔ البتہ نوح علیہ السلام کی اپنے بیٹے کو وصیت کے حوالے سے مروی درج بالا اِس حدیث کو البانی نے صحیح تسلیم کیا ہے۔ اِس حدیث کی صحت بیان کرتے ہوئے البانیؒ لکھتے ہیں:

"اس حدیث کو بخاریؒ نے الادب المفرد (548) میں، احمد بن حنبلؒ نے (مسند میں: 2/ 170 - 169 ، 225)، اور بیہقی نے الاسماء والصفات (79هندية) میں صقعب ابن زہیر عن زید بن اسلم کے طریق سے روایت کیا ہے"۔

(السلسلة الصحیحة: حدیث رقم:، جلد 1 صفحہ 209)

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

کے لائق، مگر اللہ'')۔ اِس لئے کہ اگر ساتوں کے ساتوں آسمان اور ساتوں کی ساتوں زمینیں ایک پلڑے میں پڑیں اور لا الٰہ الا اللہ ایک پلڑے میں پڑے، تو لا الٰہ الا اللہ کا پلڑا اِن سب کے بالمقابل بھاری پڑ جائے۔ اور اگر ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں (مل کر) ایک بند کڑا ہوں تو لا الٰہ الا اللہ ان کو پھاڑ کر گزر جائے''۔ (۲)

دنیا میں کیا کیا مسئلے نہ تھے اور جہان کیسے کیسے مصائب سے پر نہ تھا، آخر کوئی تو بات ہوگی کہ جو بھی دنیا کے اندر رسول آیا اُس کو یہی پکار لگانے اور یہی نزاع اٹھانے کا حکم ہوا، کہ فیصلہ ہو تو سب سے پہلے اِسی کا فیصلہ ہو اور تصفیہ ہو تو ہر نزاع سے پہلے اِسی نزاع کا:

وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رَّسُولٍ إِلَّا نُوحِيْ إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ (الأنبیاء: ۲۵)

''اور نہیں بھیجا تجھ سے پہلے ہم نے کوئی رسول، مگر اُس کو یہی وحی کرتے رہے کہ: نہیں کوئی عبادت کے لائق سوائے میرے، پس ایک مجھ ہی کو پوجو''

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولاً أَنِ اعْبُدُواْ اللّهَ وَاجْتَنِبُواْ الطَّاغُوتَ فَمِنْهُم مَّنْ هَدَى اللّهُ وَمِنْهُم مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلالَةُ فَسِيْرُواْ فِيْ الأَرْضِ فَانظُرُواْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ (النحل:۳۶)

''اور یقیناً ہم نے ہر قوم میں ایک رسول بھیجا کہ: عبادت کرو اللہ کی، اور دامن کش رہو طاغوت (خدا کے ماسوا پوجی جانے والی ہستیوں) سے۔ پھر کسی کو اللہ نے ہدایت دی اور کسی پر گمراہی کا ثبوت ہو گیا۔ تو پھر چل پھر لو زمین میں اور آنکھوں دیکھ لو کیسا رہا انجام جھٹلانے والوں کا''

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

قُلْ أَفَغَيْرَ اللَّهِ تَأْمُرُونِّي أَعْبُدُ أَيُّهَا الْجَاهِلُونَ وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ بَلِ اللَّهَ فَاعْبُدْ وَكُن مِّنَ الشَّاكِرِينَ وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ وَالْأَرْضُ جَمِيعاً قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّماوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ

(الزمر:٦٤-٦٧)

”کہہ دو: کیا مجھ سے فرمائش کرتے ہو کہ میں غیر اللہ کو پوجوں، ارے اے جاہلو؟ یہ تو پہلے ہی وحی کی جا چکی ہے تجھ کو بھی اور تجھ سے پہلوں کو بھی کہ: اگر تو نے شرک کرلیا تو تیرا سب کیا کرایا غارت ہو جائے گا اور تو خسارہ پانے والوں میں ہو رہے گا۔ بس تو پوج ایک اللہ کو اور ہو جا (اُس کے) شکر مندوں میں۔ (در حقیقت) نہیں حیثیت جانی ان لوگوں نے اللہ کی، جیسی حیثیت جاننا حق رکھتا ہے۔ وہ تو وہ ہے کہ قیامت کے روز ساری زمین اُس کی مٹھی میں ہوگی اور سب کے سب آسمان لپٹ کر اُس کے دست راست میں آ رہیں گے۔ پاک ہے وہ ذات اور بلند و برتر ہے اس سے جو یہ اُس کے ساتھ شریک کرتے ہیں“

يُنَزِّلُ الْمَلآئِكَةَ بِالْرُّوحِ مِنْ أَمْرِهِ عَلَى مَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ أَنْ أَنذِرُواْ أَنَّهُ لاَ إِلَـهَ إِلاَّ أَنَاْ فَاتَّقُونِ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضَ بِالْحَقِّ تَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُون (النحل:٢-٣)

”وہ فرشتوں کو بھیجتا ہے الروح کے ساتھ، خاص اپنے حکم سے، اپنے بندوں میں سے جن پر وہ چاہے، (اِس مشن کیلئے) کہ ”خبر دار کردو، کہ نہیں کوئی عبادت کے لائق، مگر میں ہی۔ پس مجھ

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

سے ہی ڈرتے رہو"۔ آسمانوں اور زمین کو اُس نے حق پر بنایا ہے۔
بلند و برتر ہے وہ اُس سے جو یہ اُس کے ساتھ شریک کرتے ہیں"

وَاسْأَلْ مَنْ أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رُّسُلِنَا أَجَعَلْنَا مِن دُونِ الرَّحْمَنِ آلِهَةً يُعْبَدُونَ (الزخرف:۴۵)

"تو اُن سب پیغمبروں سے جن کو ہم نے تجھ سے پہلے بھیجا،
پوچھ لے: کیا خدائے رحمٰن کے سوا کبھی ہم نے دوسرے معبود
ٹھہرائے ہیں، کہ اُن کی بھی عبادت ہو؟"

یہ ہے شان اِس کلمہ لا الٰہ الا اللہ کی......!!!

تو صاحبو! کیا یہ روا ہوگا کہ ایسا عظیم الشان کلمہ ہمارے یہاں آئے تو بے معنیٰ ہو کر رہ جائے؟! نہ اِس کا کوئی مطلب جسے ازبر کیا جائے، نہ اِس کا کوئی اطلاق جو مفاہمت سے بالاتر ہو اور نہ اِس کا کوئی دائرہ جس کو توڑ دیا جانے سے ہماری نظر میں قیامت آ جاتی ہو؟!

کیا یہ روا ہوگا کہ وجودِ کائنات جس "کلمہ" کے دم سے قائم ہو، ہمارا اپنا وجود سرے سے اُس کلمہ کی شہادت نہ ہو؟! پورا جہان اگر اِس "کلمہ" کی خاطر آباد رکھا گیا ہے، تو کیا یہ درست ہوگا کہ ہماری اپنی زندگیاں اِس کی شہادت سے خالی اور ویران ہوں؟! وجودِ ہستی کا تو یہی عنوان ہو، مگر ہماری اپنی ہستی میں اِس کی صدائے بازگشت سنی ہی نہ جاتی ہو؟!

ایسی با معنیٰ بات جس کیلئے انبیاء آتے رہے اور جس کو اپنا مرکزی ترین موضوع بناتے رہے ہمارے لئے سرے سے کوئی مفہوم نہ رکھتی ہو اور ہم اِس کو زبان سے بول دیا جانے والا 'اجنبی زبان' کا ایک غیر مفہوم لفظ سمجھیں؟! زیادہ سے زیادہ ہم روادار ہوں تو بس یہ کہ منہ سے اُسے بول دیں، اور یہ بولتے وقت نہ دل

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آ گہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

ہمارا ساتھ دے رہا ہو اور نہ دماغ؟! شعور اس میں شریک ہو اور نہ وجدان؟! بلکہ ایسی بامعنیٰ بات جو صحیفوں میں بار بار دہرائی گئی اور کتابوں میں پوری تکرار کے ساتھ بتائی گئی بلکہ جو سب شریعتوں کا ہی مرکزی ترین عنوان ٹھہرا دی گئی، اُس کو بول دیتے وقت ہمارا قلب و ذہن اور ہمارا شعور و وجدان تو کیا ساتھ دے گا، اور ''یقین'' کا موضوع بھی ہمارے یہاں یہ کلمہ کیونکر بنے گا، ہمیں اِس بات کا ہی ادراک نہ ہو کہ اِس کا معنیٰ اور مراد کیا ہے؟! ہماری اپنی زندگی اور ہمارے ماحول اور معاشرے میں اور وہ پورا جہان جس میں ہم بستے ہیں اُس کے اندر ہمیں یہی معلوم نہ ہو کہ اِس کلمہ کی زد کہاں کہاں پڑتی ہے؟! یہ کلمہ ہماری دنیا میں کس کس چیز کی نفی کراتا ہے اور کس کس چیز کا اثبات؟! زمانے میں یہ کس کس بات کا انکار کرواتا ہے اور کس کس بات کا اقرار؟! جہان میں کس کس بات کو یہ کلمہ ختم کروانے آیا ہے اور کس کس بات کو باقی رکھنے؟ اور کس کس بات کو عدم سے وجود میں لانا ہی اِس کلمہ کا منشا اور تقاضا ہے؟!

صاحبو! قرآن کا لب لباب اگر یہی کلمہ ہے، رسولؐ کا سب سے زیادہ زور اگر اِسی کلمہ کو منوانے اور قائم کرنے پر صرف ہوا ہے، انبیاء جہان میں اِسی کی گونج اٹھا کر گئے، صحابہ نے اِسی سے جنم پایا اور پھر اِسی کی عظمت کیلئے جئے، شہداء اِسی کی راہ میں مرے اور اولیاء اِسی کی شہادت دینے کے دم سے اولیاء ہوئے، صالحین کی زندگیاں اِسی کا محور بن کر رہیں اور اَبرار و مقربین کو رتبے اِسی کی راہ میں ترقی کے بقدر ملتے رہے، حق پرستوں کی سب ہجرتیں اِسی کی راہ میں ہوئیں اور سب جہاد اور سب قربانیاں ایک اِسی کی خاطر...... تو اِس کلمہ کو جاننے اور سمجھنے پر زندگیاں لگا دینے سے بھلا ہم ہی کیوں پیچھے رہیں؟! زندگی کوئی دوسری بار تھوڑی ملے گی!!!

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. **حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر**

آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

یہ تو ایک ہی زندگی ہے.. یا یہ لا الٰہ الا اللہ کی شہادت ہے اور یا یہ لا الٰہ الا اللہ کی شہادت نہیں ہے!!!!!

دوستو! یہ کلمہ ہی اگر کائنات کی سب سے بڑی سچائی ہے تو اِس کو قلب و ذہن میں بٹھانے اور اپنی دنیا میں اِس کی سچی ترین شہادت دینے سے بڑھ کر کونسا فرض ہوسکتا ہے؟! اگر یہ سچ ہے کہ جہان کی سب سے بڑی اور سب سے برگزیدہ حقیقت یہی ہے اور عرش والے کے ہاں سب سے بڑھ کر پزیرائی لے کر دینے کی قدرت بھی اِسی کلمہ کے اندر رکھ دی گئی ہے؛ عرش والے کو اِسی کے واسطے دے دے کر بلانا اگر سب سے زیادہ برحق ہے، تو پھر اِس کی مراد پا لینے کیلئے صبح شام ایک کر دینا بھی آخر کیا بڑی بات ہے!!!

ایسی وزنی بات جو آسمانوں اور زمینوں پر بھاری پڑ جائے، ہمارے یہاں بے وزن نکلے؟! خرد پر اِس کی کوئی ہیبت ہو اور نہ دل پر اِس کی کوئی دھاک؟!

بہشت کے دروازے کھلوا لینے کی سب سے مؤثر صلاحیت اگر اِسی کلمہ میں رکھ دی گئی ہے کہ "نہیں کوئی عبادت کے لائق، مگر اللہ" تو پھر اِس کے معانی کی گہرائی میں اترنے کے اندر آخر کیا مانع ہے؟! دوزخ کو قفل لگوا دینے کا راز اگر اِسی ایک کلمہ میں پوشیدہ کر رکھا گیا ہے تو پھر اِس کلمہ کا ایک ایک معنیٰ اور ایک ایک مفہوم پا لینے کیلئے دنیا جہان ایک کر دینا اور اِس سے متعارض ایک ایک بات کی چھان بین کر لینا بھلا کیونکر وارے کا نہیں؟!

سب سے بڑا وسیلہ اور مالک کا قرب پانے کا موثر ترین ذریعہ اگر یہی کلمہ ہے تو اِس کو علم اور یقین کا میدان نہ ماننا اور اِس کے اندر رسوخ پانے کیلئے تگ ودو نہ کرنا کیونکر عقلمندی ہے؟!

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

اور تو اور.. ''مسلمان'' ہونے کی شرط اگر یہی ایک کلمہ ہے تو پھر اِس کلمہ کو ادا کرنے کے قواعد اور ضوابط سے ہی ناواقف رہنا کہاں کی خردمندی ہے؟! ایک ایسا شخص جو یہ کلمہ ادا کر کے خدا کے ہاں سرخرو ہونا چاہتا ہے اور قبر اور حشر کی سب دشواریاں کامیابی کے ساتھ پار کرنا ہی کلمہ پڑھنے سے درحقیقت اس کا مقصد ہے، کیونکر روادار ہوسکتا ہے کہ وہ اِس کلمہ کی شروط اور قیود سے ہی انجان رہے؟!

آخر یہ کلمہ آدمی کو چھڑوانے ہی کیلئے تو ہے، بشرطیکہ اِس کو ایک بامعنیٰ کلمہ مان لیا جائے جس کا کوئی نہ کوئی مطلب ہے اور جو آدمی سے کچھ کہتا ہے!!!

ایسے شخص کیلئے اِس کلمہ میں کونسی خوشخبری اور بشارت، جو اِس کو ایک بے معنیٰ لفظ کے طور پہ لینے پر ہی مصر ہے اور جو یہ مان لینے کیلئے ہی تیار نہیں کہ اِس کلمہ کا باقاعدہ ایک مطلب ہے اور اِس کے ادا ہونے کی باقاعدہ کچھ شروط؟!

جس ''بات'' پر نجات کا کل دارومدار ہے اور فلاح کا سب انحصار، ہم یہی نہ جانتے ہوں کہ اُس کا بنیادی مفہوم کیا ہے؟! ہمیں یہی معلوم نہ ہو کہ اُس کے پورا ہونے کی کم ازکم شروط کیا ہیں اور اُس کو کالعدم کر دینے والی موٹی موٹی کوئی اشیاء ہیں تو کیا؟!

ایسی برگزیدہ حقیقت جس کے سرے لگنے کے انتظار میں قیامت کا آنا روک رکھا گیا ہو، جس کے دم سے آسمان اور زمین قائم ہوں اور جس کو ممکن العمل بنا رکھنے کیلئے جہان کی ہر ہر چیز مسخر کر رکھی گئی ہو اور جس کی بدولت ہی دنیا کے یہ سب رنگ باقی ہوں.. اُس پر ہمارا البتہ کوئی وقت صرف ہوا ہو اور نہ محنت؟!!! کائنات کا سب سے بڑا، سب سے عظیم المرتبت اور سب سے عالی شان واقعہ ہماری زندگی کا ایک ناقابل ذکر واقعہ ہو اور ہمارے معاشرے کی ایک ناقابل التفات حقیقت؟!!!

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. **حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر**

آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

وہ بات جو ہر رسالت کا ''مرکزی ترین'' موضوع رہی ہو، ہماری دعوت کا نہایت 'غیر مرکزی' موضوع ہو......اور وہ بھی اگر ہو!

''نہیں کوئی عبادت کے لائق، مگر اللہ'' ہمارا مدعا ہو اور نہ معاشرے اور دنیا کے اندر ہمارا یہ کیس؟! نہ اِس پر ہمارا جھگڑا اور نہ اِس پر ہماری صلح؟! نہ یہ ہمارے ''اختلاف'' کی قوی ترین اور مرکزی ترین بنیاد ہو اور نہ یہ ہمارے ''اتفاق'' کی خالص ترین اساس؟! نہ یہ ہمارا ''وجہِ نزاع'' اور نہ یہ ہمارا ''وجہِ امتیاز''؟! نہ اِس پر ہمارا جڑنا اور نہ اِس پر ہمارا ٹوٹنا؟! نہ اِس پر ہماری دوستی اور نہ اِس پر ہماری دشمنی؟! نہ یہ ہماری نمایاں ترین شناخت اور نہ دوسروں کے ساتھ یہ ہماری وجہِ مفاصلت یا عنوانِ مخاصمت؟! نہ یہ ہمارا مرکزی ترین موضوع ہو اور نہ ہماری سرگرمیِ عمل کا واضح ترین محور؟! نہ اِس کیلئے محنت اور نہ سعیِ پیہم؟! اِس کے لئے 'ہجرت' اور 'جہاد' کا رتبہ تو خیر بے حد بلند ہے، اِس کی بنیاد پر وہ ''اختلاف'' ہی کھڑا نہ کیا گیا ہو جو ایسی کسی ''ہجرت'' یا ''جہاد'' کا رخ اور سمت متعین کرتا ہے یا سرے سے اُس کی نوبت آنے کا سوال پیدا کرتا ہے؟!

ہر حد کے توڑے جانے پر اپنے یہاں شور اٹھ کھڑا ہو سوائے لا الٰہ الا اللہ کی حدوں کے؟!!!!! 'فرد' بھی جانتا ہو کہ کس بات کے توڑے جانے پر زمین آسمان ایک کر دینا اُس کا پیدائشی حق ہے اور اُس کے یہاں ہر چیز سے بڑھ کر ضروری۔ 'گھر' کس بات پر چیخے گا، پورے گھر کو یہ بات معلوم ہو۔ کیا چیز ہو جائے تو 'جماعت' آسمان سر پر اٹھا لینے پہ تیار ہوگی اور اس پر 'خاموش' رہنے کو موت سے برا جانے گی، جماعت کے ہر فرد اور ہر کارکن پر یہ بات واضح ہو بلکہ ہر شخص کو اِس کا پیشگی اندازہ ہو۔ کونسا آئین ہے جس کے پامال ہونے پر 'معاشرہ' برہم ہو کر

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

دکھائے گا اور وہاں 'برداشت' اور 'رواداری' کا نام بھی لیا جائے تو آپے سے باہر ہونے لگے گا اور اُس کی حرمت پہ کٹ مرنے پر آخری حد تک تیار پایا جائے گا، پوری دنیا کو اِس کی خبر ہو۔کونسا دستور ہے جس کے ٹوٹنے پر چیخ پڑنا یہاں ہر 'باشعور' کا فرض ہے اور 'پڑھا لکھا' ہونے کی ایک نہایت پکی علامت، کسی سے یہ بات اوجھل نہ ہو...... ہاں مگر "لا الٰہ الا اللہ" کو ڈھونڈیں تو اُس پوری فہرست سے روپوش پائیں جس میں ایک فرد بھی 'مفاہمت سے بالاتر اشیاء' کا پورا پورا اندراج رکھتا ہے اور ایک گھرانہ بھی، جماعت بھی اور معاشرہ بھی!!!!! 'پڑھے لکھے' بھی اور 'ان پڑھ' بھی!!! اِلا من رحم ربک۔ "لا الٰہ الا اللہ" کا دستور زمانے میں کتنا ہی پامال ہو اور اِس کی حدیں کتنا ہی جی کھول کر کیوں نہ توڑی جائیں، شرک کتنا ہی اپنے آس پاس کیوں نہ پایا جائے اور عبادتِ طاغوت کا کیسا ہی چلن کیوں نہ ہو، یہ نہ جھگڑا کرنے کی بات ہے اور نہ نزاع اٹھانے کی!!!!! "نہیں کوئی بندگی و پرستش کے لائق، مگر بندوں کا مالک" کسی کا مقدمہ نہ نزاع!!! اور تو اور، اِسی پر تعجب ختم ہونے میں نہیں آتا کہ "لا الٰہ" سرے سے کوئی نزاع ہے! یہی تسلیم کرنا مشکل ہے کہ اِس کلمہ کے شروع میں "لا" کسی نزاع کی نشاندہی کیلئے رکھا گیا ہے اور "نہیں" سے ایک بات کا آغاز کرایا جانا کسی واضح "انکار" پر دلالت کرتا ہے......!!

صاحبو! سب سے بڑھ کر کوئی چیز اِس "لا الٰہ" کی رو سے ناقابل برداشت ہے تو وہ یہی کہ بندگی اور پرستش میں، فریاد اور استغاثہ میں، فرماں برداری اور اطاعت میں، اور قانون و آئین دینے میں کوئی یہاں مالک الملک کا شریک ہو اور اِن سب معاملات میں زمین پر عرش کے مالک کی ہمسری ہوتی ہو۔

صاحبو! 'کلمہ' تو اصل میں وہی 'چیز' ہے جس پر کسی قوم کا شیرازہ مجتمع کر رکھا

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. **حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر**

آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

گیا ہو۔ 'کلمہ' اُسی 'چیز' کو کہیں گے جو کسی فرد، کسی جماعت یا کسی معاشرے کیلئے ہر مفاہمت سے بالاتر ہو۔ جس پر اُس کے پڑھے لکھے کیا ان پڑھ، سب غیرت میں آتے ہوں اور جس کو توڑا جانا وہاں لوگوں کو سب سے بڑھ کر چیلنج کرتا ہو۔ اور جس کی حرمت اور ناموس کی اُس کے یہاں صبح شام آوازیں پڑتی ہوں۔ دنیا میں کسی کا 'کلمہ' کچھ ہے تو کسی کا کچھ۔ البتہ وہ ملت جس کو ''ملت ابراہیمؑ'' کہا گیا ہے، اِس بات سے وجود میں آتی ہے کہ انسان کے ٹوٹنے اور جڑنے کی بنیاد یہ ہو کہ ''نہیں کوئی بندگی اور پرستش کے لائق، مگر اللہ''۔ یہی چیز اُس ''فرد'' کی پہچان ہو جو اِس ملت سے نسبت کا دعویٰ کرے اور یہی پہچان اُس جماعت یا اُس قوم یا اُس ملک کی جسے یہ نسبت عزیز ہو۔ کم ہی لوگ ہوں گے جو اِس کلمہ کو ''کلمہ'' سمجھ کر ادا کرتے ہیں!!!

حضرات! انبیاء نے یہ کلمہ یونہی تھوڑی پڑھایا تھا! یہ محض کوئی 'تلاوت' کی چیز تھوڑی ہے!!! یہ نرا 'خوش الحانی' کا میدان تھوڑی ہے!!! اِس پر تو ایک ''ملت'' کی تشکیل ہوتی تھی۔ اور اس سے پہلے یہ کلمہ ایک ''ملت'' کی نفی کرتا اور کراتا تھا!!! یہ کلمہ وفاداریاں بدلواتا تھا۔ دوستیوں کو دشمنیوں میں تبدیل کروا دیتا اور دشمنیوں کو دوستیوں میں۔ یہ وہ کلمہ ہے جو باپ اور بیٹے کے مابین جدائی ڈال دیتا، بھائی کو بھائی سے الگ کروا دیتا اور آدمی کو 'برادری' کا ہی سراسر ایک نیا تصور دیتا جس میں لوگ اپنے سات سات خون معاف کر دینا فخر کی بات جانتے اور اپنے باپ کا قاتل بھی ہو تو اُس کے ساتھ پیر سے پیر ملا کر خدائے واحد کی بندگی کرتے، وہ بھی کس ماحول میں؟ 'قبائل' کی دنیا میں جہاں 'قبیلہ' ہی آدمی کیلئے زمین ہوتا اور 'قبیلہ' ہی اُس کیلئے آسمان! 'کلمہ' زندگی کو بالکل ایک نیا رخ دینے کا اعلان ہوتا۔ آدمی کے جذبات، احساسات، خیالات، افکار، نظریات، ترجیحات، زندگی کے مقاصد

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. **حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل** پر

آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

اور اہداف، کونسی چیز ہے جو تبدیل ہوئے بغیر رہ جاتی ؟! پس یہ چند لفظ تھوڑی ہیں۔ یہ تو ایک دنیا ختم کرنے کا عنوان ہے اور ایک دنیا کھڑی کر دینے کا!!! یہ جہان میں سب سے بڑی تبدیلی لائی جانے کا اعلان ہے اور سب سے بڑا انقلاب برپا کر دینے کا حجر اساس!!! صاحبو! یہ محض 'پڑھ دینے' کی چیز تو نہیں!!!!!

اِس کلمہ پر ایمان کا کم از کم حق یہ ہے کہ انسان ہاتھ اور زبان سے کچھ نہیں کر سکتا تو بھی اُس کا قلب و ذہن تو ضرور ہی اُس باطل کو رد کرے جو خدا کے ماسوا پوجا جاتا ہے۔ اُس کا دل اور دماغ تو ضرور ہی اُن باطل ہستیوں کی نفی کرے جن کی اِس دنیا میں تعظیم اور کبریائی ہوتی ہے۔ شعور کی دنیا میں تو وہ ہر حال میں اُس شرک سے برأت کرے جو اُس کے گرد و پیش میں کیا جاتا ہے۔ قلب و ذہن سے تو وہ لازماً اُس نزاع میں شریک ہو جو دنیا کے اندر ''عبادتِ غیر اللہ'' کے خلاف اٹھایا جانا ہے۔ سب سے بڑھ کر گرم ہونے اور جوش میں آنے کی بات اُس کے یہاں ہو تو یہی کہ اُس کی دنیا میں کہیں خدا کی عظمت پر حرف آیا ہے اور کسی نادان نے زمین پر آسمان والے کا شریک ٹھہرا دیا ہے۔ سب سے بڑھ کر رد کرنے کی بات اُس کے ہاں ہو تو یہی کہ خدا کے مرتبے اور مقام کو چیلنج کر دیا گیا ہے، جو یہ ہے کہ پرستش، اطاعت، بندگی اور اتباعِ آئین میں کسی کو اُس کا شریک یا ہمسر ٹھہرا دیا جائے۔ یہ بات بہرحال اُس کی برداشت سے باہر ہو جائے۔ اِس کے بغیر آدمی کیسا 'کلمہ گو' اور کیسا 'مسلمان'؟؟؟!

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

میثاقِ لا اِلٰہ الا اللہ

لا الٰہ الا اللہ کا اصل موضوع: افعالِ عبادت

مالک بندے کو دینے کیلئے کیا کچھ پاس رکھتا ہے، یہ حساب کرنا بندے کا بس نہیں۔ البتہ اُس کی کائنات کو دیکھ کر بندہ اِس کا کچھ اندازہ ضرور کرسکتا ہے۔ ابھی یہ وہ کائنات ہے جس کو وہ کہتا ہے کہ یہ محض ایک عارضی بندوبست ہے وہ اصل جہان جس میں اُس کی عنایات ظاہر ہوں گی، ابھی آنے والا ہے۔ اُس کی دین دیکھنی ہوتو وہاں دیکھیں!!!

مالک بندے کو کیا کچھ دیتا ہے اور کیا کچھ دے سکتا ہے، حساب سے باہر ہے لیکن سمجھ آنے والی بات ہے۔ بہت کچھ وہ اِس کو دیتا ہے اور بہت کچھ کی یہ اُس سے آس رکھتا ہے۔ وہ رب ہے، یعنی پروردگار۔ جو پالتا اور سنبھالتا ہے۔ کھلاتا اور پلاتا ہے۔ نعمتیں اور نوازشیں کرتا ہے۔ دنیا کا جاہل سے جاہل شخص بھی اگر سیدھی صاف بات کرنے پہ آئے تو لازماً یہ بتائے گا کہ سب کچھ دینے والی ہستی کون ہے۔ دنیا کا بڑے سے بڑا کافر اور بڑے سے بڑا مشرک بھی آج تک یہ انکشاف نہیں کرسکا ہے کہ سب کچھ کرنے اور دینے والی خدا کے سوا فلاں اور فلاں ہستی ہے۔ خرمستی میں ضرور یہ ایسا کوئی کفر بک دیتے ہوں گے، مگر سوچ سمجھ کر بولنا پڑے تو کبھی ایسی حماقت نہ کریں گے۔ بھلا کون ہے جس کے بارے میں دعویٰ کیا

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

جا سکتا ہو یا کبھی کیا گیا ہو کہ وہ زمین اور آسمان کا خالق ہے، کائنات کو عدم سے وجود میں لایا ہے، پورے جہان کو تھام کر کھڑا ہے، اور ہر ذی نفس کو کھلاتا اور پلاتا اور مارتا اور جلاتا ہے؟ اور اگر کوئی خالق حقیقی کے سوا کسی ہستی کی بابت ایسا دعویٰ کردے تو ہم جانتے ہیں دنیا سب سے پہلے اس کے ہوش وحواس کی بابت شک کرے گی۔

پس انبیاء نے یہاں پر رک جانا ضروری نہیں جانا کہ وہ لوگوں کو بس یہی بتائیں کہ سب کچھ کرنے اور سب کچھ دینے والی ذات کون ہے۔ اِس سے آگے گزر کر، انبیاء نے جس بات کو موضوع بنایا اور جس پر قوموں کے ساتھ اُن کا نزاع ہوا وہ یہ کہ: وہ ذات جو سب کچھ کرنے اور سب کچھ دینے والی ہے، اُس کے ساتھ انسان کا اپنا رویہ اور تعامل کیا ہو؟؟؟

پس لا الٰہ الا اللہ کا موضوع ''خدا کے افعال'' نہیں جو خدا بندے کیلئے کرتا ہے۔ لا الٰہ الا اللہ کا موضوع درحقیقت ''بندے کے افعال اور رویے'' ہیں جو بندہ خدا کیلئے بجالاتا ہے۔

لا الٰہ الا اللہ کی بابت سب سے پہلی بات سمجھنے کی یہی ہے۔

مالک بندے کو کیا کچھ نہیں دیتا۔ اُس کی دین اور اُس کی نوازش حساب سے باہر ہے۔ اُس کا قادر ہونا اور بندوں پر اُس کا مہربان ہونا طے شدہ حقیقت ہے۔ اُس کے کرم اور عنایت پر ہر کسی کا ایمان ہے۔ وہ انسان کو دینے کیلئے سب کچھ پاس رکھتا ہے اور مسلسل دیتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ انسان اُس کو کیا دے؟ انسان کے پاس ہے کیا جو یہ خدا کو پیش کرے؟ ''لا الٰہ الا اللہ'' دراصل اِسی سوال کا جواب ہے۔ مالک تو بندے کو جو دیتا ہے سو دیتا ہے اور مالک کی دین پر تو کسی کو کوئی کلام

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

نہیں، البتہ بندہ مالک کو دے تو کیا دے؟؟؟ اِس پر البتہ دنیا میں بے شمار مذاہب ہوئے ہیں اور بے حد و حساب دستور۔ انبیاء کا جھگڑا قوموں کے ساتھ دراصل یہاں سے شروع ہوتا ہے!

یعنی: مالک تو بندے کو دیتا ہی ہے اور دے بھی وہی سکتا ہے، بندہ مالک کو کیا دے؟ رزق اور روزی؟؟؟ یہ تو نہ اُسے چاہیے اور نہ یہ بندے کے دینے کی ہے۔ یہ تو وہ چیز ہے جو خود بندہ اُس سے پاتا اور اُس سے مانگ کر کھاتا ہے۔ لیکن کیا بس ایسی ہی بات ہے کہ مالک دیتا جائے اور یہ کھاتا جائے؟ نہ اِس کے سوا کچھ قصہ اور نہ کہانی؟!! یا پھر معاملہ کچھ اور ہے اور اِس بامعنی جہان کی تخلیق اِس سے ذرا مختلف نقشے پر ہوئی ہے؟؟؟ بندے سے مالک کا تقاضا ایک نہایت خاص تقاضا ہے۔ وہ بندے سے وہ چیز مانگتا ہے جو بندے کے دینے کی ہے اور مالک کے لائقِ مقام۔ صاحبو! اِس چیز کا نام "بندگی" ہے، جو کہ واحد چیز ہے جو بندے کے دینے کی ہے اور مالک کے لینے کی۔ اِسی کو "عبادت" کہتے ہیں۔ اِسی کا نام "پرستش" ہے۔ ہاں یہ اُس کی طلب ہے، اور نہایت برحق۔ انسان کے ہاں اِس سے خوبصورت چیز کبھی نہیں پائی گئی۔ اندازہ تو کرو، وہ واحد چیز جو یہ بنجارا خدائے غنی و بے نیاز کو پیش کر سکتا ہے!!!!! یہ چیز تو وہ نہ بھی طلب کرتا تو یہ اُسی کو دینے کی تھی، مگر یہ تو ایسی کمال کی چیز ہے کہ انبیاء کو بھیج کر وہ باقاعدہ اِس کا تقاضا کرتا رہا ہے!!! یہی نہیں، بلکہ واشگاف طور پر متنبہ کرتا رہا ہے کہ اُس کی یہ چیز ہرگز کسی اور کو پیش نہ کی جائے!!! وہ کوئی ایک آدھ تنبیہ کر دیتا تو بھی ڈر جانے کی بات تھی مگر اُس نے اپنی کتاب میں شاید ہی کوئی صفحہ چھوڑا ہو جہاں یہ تنبیہ درج نہ کر رکھی ہو کہ اِس "بندگی" میں ذرہ بھر اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا جائے! یہاں تک کہہ دیا کہ وہ کچھ بھی معاف کر

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

سکتا ہے مگر یہ ایک بات وہ کبھی معاف کرنے والا نہیں۔ اُس کی یہ چیز اُس کو پیش کرنے میں کچھ کمی کوتاہی رہ جائے تو شاید وہ درگزر کر دے لیکن اُس کی یہ چیز جو کہ اُسی کے لائقِ مقام ہے اگر کسی اور کی نذر کر دی گئی تو خواہ آسمان اور زمین اپنی جگہ سے ہٹ جائیں وہ ایسا ظلم کرنے والے کو دوزخ سے نکالنے والا نہیں۔

اُس نے آخرت کا جہان تو واقعتاً اِسی لئے بنایا ہے کہ اُس کے بندے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اُس کی مجاورت میں بسیں اور اُس کی قربت اور اُس کی دائمی عنایت کا لطف اٹھائیں۔ ہمیشہ ہمیشہ کے جہان میں تو اُس کے بندے مزے اور ٹھاٹھ سے ہی رہیں گے۔ البتہ اِس دائمی قربت اور عنایت کا استحقاق پانے کی صورت یہ ٹھہری کہ کچھ دیر یہ اُس کو اپنی "طلب" بتائیں اور اپنی اُس "طلب" کے اندر جانچے جائیں کہ آیا یہ اپنی "مانگ" بتانے میں سچے تھے یا جھوٹے؟ ان کو اپنی "طلب" بتانے کا یہ موقعہ دینے کے لئے اُس نے یہاں ایک عارضی جہان بسایا اور اِس کے اندر یہ شرط ٹھہرا دی کہ:

پوجا، نیاز، نماز، محبت، گرویدگی، احسان مندی، دعاء، فریاد، لجاجت، آہ و زاری، خشیت، خوف، خضوع، خشوع، تعظیم، کبریائی، حمد، تسبیح، تکبیر، تقدیس، نذر، چڑھاوا، قربانی، ذبیحہ، طواف، زیارت، قیام، رکوع، سجود، کورنش اور تحیات، ذکر، توکل، امید، انابت، تسلیم، رضا، وابستگی، وفاشعاری، خودسپردگی، فرماں برداری، اطاعت، ذلت، انکساری، عاجزی، مملوکی اور اِس سے ملتے جلتے بے شمار رویے اور افعال جو انسان کی سرشت میں بے حد وحساب ڈال رکھے گئے ہیں...... انسان کے اندر پائے جانے والے "پوجا" اور "پرستش" کے یہ سب افعال اور رویے اپنے مالک کا پتہ کریں اور اپنا آپ اُس کی عظمت پر نچھاور کیا کریں:

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر

آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ مَا أُرِيدُ مِنْهُم مِّن رِّزْقٍ وَمَا أُرِيدُ أَن يُطْعِمُونِ إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ

(الذاریات:۵۶-۵۸)

''نہیں پیدا کیا میں نے سب جنوں اور انسانوں کو کسی مقصد کے واسطے، مگر یہ کہ وہ ایک مجھ ہی کو پوجیں۔ نہیں مانگتا اِن سے میں ہرگز کوئی روزی اور نہ اِن سے میرا تقاضا ہے کہ یہ مجھے کھلائیں۔ بے شک اللہ ہی ہے بہت بڑا رازق، قوت والا، تمکنت والا''۔

مفسر قرآن عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں: آیت میں مذکور لفظ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ کا مطلب ہے: ''صرف مجھ ہی کو پوجیں''۔ بلکہ پورے قرآن میں جہاں کہیں ''اللہ کی عبادت'' کا حکم ہوا ہے وہاں مراد ہے: 'صرف اللہ کی عبادت''۔

پس لا اِلٰہ اِلا اللہ اِس خدائی دستور کا بیان ہے کہ: ''انسان'' نام کی یہ مخلوق زمین پر کیونکر رہے اور ایک دائمی جہان کے اندر جا بسنے کا استحقاق کیونکر پائے؟ کس شرط پر یہ مخلوق ہر دو جہان میں سرخروئی پا کر رہے؟ ابدی فلاح پانے کا یہی وہ مطلق و حتمی قانون ہے جس کو خدا کی ہر رسالت دنیا میں بیان کرنے آئی، یعنی: ''نہیں کوئی عبادت کے لائق، مگر اللہ''۔ یہ وہ آئین ہے جس پر چلے بغیر یہ جہان وبال ہے اور اگلا جہان مصیبت۔

لا الٰہ الا اللہ کا بیان

پس وہ چیز جو خدا کے بے حد وحساب احسانات اور انعامات کے بدلے میں بندے کو مالک کے حضور پیش کرنی ہے، کلمہ اُس کا تعین کرتا ہے۔ کلمہ کہتا ہے کہ

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

اس چیز کا نام ”بندگی“ ہے۔ پھر کلمہ یہ واضح کرتا ہے کہ یہ ”بندگی“ خدا کو کس ادب اور سلیقے سے پیش کی گئی ہو تو اُس کے ہاں قبولیت پاتی ہے۔ اِس ادب اور سلیقے کا نام ”توحید“ ہے۔ پھر اتنا ہی نہیں، یہ کلمہ وہ ترتیب بھی بتاتا ہے جو اِس امر میں ملحوظ رکھی جانی ہے۔ یعنی پہلے توحید اور پھر خدا کی بندگی۔

پس لا الٰہ الا اللہ جس بندگی کو انسان کیلئے دستور ٹھراتا ہے وہ ایک خاص بندگی ہے۔ یہ محض 'خدا کو پوج لینا' نہیں، بلکہ یہ وہ ”بندگی“ ہے جس میں کوئی اور خدا کے ساتھ شریک ہی نہ رہنے دیا گیا ہو!!!

اِس ”بندگی“ سے بڑھ کر کوئی جذبہ اور کوئی جوہر انسان کے پاس نہیں۔ کلمہ کا کہنا ہے کہ یہ چیز خدا کو پیش کر دینا انسان کا سب سے بڑا فرض ہے اور اسے خدا کے سوا کسی ذات کو پیش کر دینا سب سے بڑا جرم۔ سو یہ کلمہ انسان کا سب سے بڑا فرض بھی بتاتا ہے اور سب سے بڑا جرم بھی۔

خدا کی یہ چیز اور یہ امانت ــــ یعنی بندگی ــــ جو ہر زندہ شخص اپنے وجود میں اٹھائے پھرتا ہے.. خدا کی یہ چیز خدا کو پیش کی جائے تو اِس پر وہ جس قدر خوش ہوتا ہے بلکہ قدردان ہوتا ہے کہ بندے نے مالک کا صحیح حق پہچانا، اِس سے کہیں زیادہ وہ اِس بات پر غضب ناک ہوتا ہے کہ اُس کی یہ چیز کسی اور سرکار کو پیش کر دی جائے۔ اِس عاجز مخلوق کی اِتنی بڑی جسارت کہ یہ اپنی مرضی سے اُس قوی و برتر ذات کا کسی کو شریک اور ہم مرتبہ کر دے! خدا کی نظروں کے عین سامنے یہ اُس کے سوا کسی اور کو پوجے؟!! یہ بات البتہ وہ کبھی برداشت کرنے والا نہیں۔

پس اب ہمارے پاس ایک نہیں دو باتیں ہو گئیں۔ یہ ”بندگی“، یہ ”پرستش“، یہ ”پوجا“ اور یہ ”عبادت“ صرف اُسی کی چیز ہے جو اُس نے اِس

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. **حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل** پر

آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

مخلوقِ عاقل کی سرشت میں ڈال رکھی ہے اور پھر اِس کو اپنا پتہ بھی دے رکھا ہے، لہٰذا یہ ''بندگی'' اور ''پرستش'' تو لازماً اُسی ذات کو پیش کی جانا ہے جس کو یہ سزاوار ہے۔ مرنے سے پہلے پہلے لازماً یہ امانت اِس کے ''حق دار'' کو پہنچانا ہے اور اِس کے بغیر مر جانا حسرت ہی حسرت ہے اور بربادی ہی بربادی۔ فرائض میں اِس سے اوپر کوئی فرض نہیں۔ البتہ دوسری بات جو کہ اِس سے بھی بڑھ کر اہم ہے، وہ یہ کہ: ''بندگی''، ''پرستش''، ''پوجا'' اور ''عبادت'' ایسی یہ نایاب ترین سوغات اُس ذاتِ کبریائی کے سوا کسی اور کی نذر نہ کر دی جائے۔ جرائم میں اِس سے اوپر کوئی جرم نہیں۔

اُس کے کلام کے ایجاز اور بلاغت پر قربان جائیں، یہ اتنی بڑی بڑی باتیں اُس نے چار لفظوں کے ایک کلمے میں سمو دیں: لا اِلٰہ اِلا اللہ۔ پھر اس کی ترتیب بھی ایسی لگائی کہ اِس کے مباحث کی سب ترجیحات آپ سے آپ واضح ہو جائیں!!!

چنانچہ اپنی اِس ''تنبیہ'' کو اُس نے بالکل آغاز میں رکھا اور بات ہی ''لا'' سے شروع کی۔ تا کہ اُس کے بندے ''شرک'' سے تائب پہلے ہوں اور اُس کی ''عبادت'' کے زینے پر قدم بعد میں رکھیں۔ عبادتِ طاغوت کے گڑھے سے پہلے نکل آئیں اور پرستشِ خداوندی کی منزلیں اس کے بعد چڑھیں۔ گندگی سے نکل آئیں تو بندگی کے پہناوے پہنیں۔ خدا کے غضب سے بھاگ لیں تو اُس کے فضل خواستگار ہوں۔ بربادی سے چھٹکارا پا لیں تو نعمتوں اور آسائشوں کو پانے میں زور لگا دیں اور خوش بختی کی راہ میں بڑھ چڑھ کر شریک ہوں اور اِس میں جتنا آگے جاسکتے ہوں جائیں۔

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. **حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر**
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

پس اِس کلمہ میں انسان کا فقر بھی ہے: یعنی آدمی اپنی حقیقت کا اعتراف کرتا ہے کہ یہ تو ہے ہی بندہ۔ بندگی کرنا اِس کی سرشت ہے۔ غلامی اِس کی اصل ہے۔ محتاجی اِس کے روئیں روئیں میں ہے۔ یہ ہے ہی عبد۔ عاجز۔ ضرورتمند۔ مانگنا اِس کی صفت ہے۔ ہاتھ پھیلانا اِس کا خاصہ ہے۔ یہ "فقر" درحقیقت بندگی کی جان ہے۔ بلکہ "فقر" ہی "بندگی" ہے۔ انسان محتاج نہ ہوتو کیوں وہ مالک کی بندگی کا دم بھرے؟ بے نیاز ہوتو کیوں وہ معبود کا سہارا چاہے؟ سو یہ "فقر" ہی ہے جو "بندگی" کی صورت میں اپنا ظہور کرتا ہے۔ پس اِس کا یہ اعتراف کرنا کہ خدا ہی اِس کا اللہ ہے آپ سے آپ اقرار ہے کہ یہ اُس کا عبد اور مملوک ہے۔ "پوجا" درحقیقت ایسے ہی ایک جذبے اور ایسے ہی ایک تعلق کا نام ہے: یعنی اپنے فقر کا مداوا خدا کی دین سے کرنا۔ جتنا پھوٹ پھوٹ کر مالک کے آگے اِس کا "فقر" ظاہر ہوگا اتنی ہی مالک کے ماسوا ہستیوں سے اِس کی "بے نیازی" ہوتی چلی جائے گی!!! جس قدر مالک کے آگے اِس کی کمر دہری ہوگی اتنا ہی غیر ہستیوں کے آگے آپ سے آپ اِس کا سر اونچا ہوگا!!! یوں اِس کو وہ "دولت" ملتی چلی جائے گی جو دنیا کے کسی امیر سے امیر شخص کے پاس بھی کبھی نہ پائی گئی ہوگی، اور جو کہ صرف آخرت کے رؤسا کے یہاں ملا کرتی ہے! اِس کو زور لگانا ہے تو اپنے اِسی "فقر" کو خدا کے آگے ظاہر کرنے پر، جس کیلئے اُس نے اِسے "عبادت" کے ان گنت آداب اور "بندگی" کے بے شمار پیرائے سکھا رکھے ہیں!!! یوں...... جتنا "خدا" اِس کی "ضرورت" بنے گا اتنا ہی اِس کو "استغنا" ملتا چلا جائے گا، اور جو کہ اصل "دولت" ہے اور جس سے یہ بہشت میں جو چاہے خرید لے! گویا جتنا اِس کا "فقر" اُتنی اِس کی "تونگری"!!!

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. **حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر**

آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

یہ کلمہ اِنسان کے فقر اور ضرورت کا بیان ہے تو اِس بات کا اعلان بھی کہ اِس کا یہ فقر اور فاقہ کہیں پورا ہونے کا نہیں، سوائے رب العالمین کی بندگی اختیار کر لینے میں۔

بقول ابن قیمؒ، بہت لوگ اپنا فقر مانتے بھی ہیں تو روٹی پانی، کپڑے لتے اور صحت وروزی وغیرہ کی حد تک۔ حالانکہ انسان کا اصل فقر اِس میں پائے جانے والے بندگی اور عبادت کے وہ جذبات ہیں جو ظہور میں آنے کیلئے معبود کا پتہ مانگتے ہیں۔ یہ مطلق طور پر معبود کا ضرورت مند ہے نہ کہ محض روٹی کھانے اور پیاس بجھانے کی حد تک۔ اِس کی سب سے بڑی ضرورت ''پوجنا'' ہے۔ اِس کے بغیر یہ کہیں کا نہیں۔ کسی کی عظمت کو ماننا اور اُس کے آگے اپنی ذلت اور بے بسی رکھنا، اُس کو اپنا آپ دے کر رکھنا، اُس کے آگے اپنی عاجزی اور نارسائی محسوس کرنا اور اُس سے اِس کا مداوا چاہنا، اُس کو پا لینے میں سب کچھ پالینا اور اُس کو کھودینے میں سب کچھ کھودینا اور اُس کے بغیر اپنے آپ کو ضائع اور تباہ حال جاننا.. یہ سب جذبات وہ اصل ''فقر'' ہیں جو انسان کی سرشت میں ڈال رکھا گیا ہے۔ انسان مجسم فقر ہے۔ اِس کی سب سے بڑی صفت یہی ہے۔ پس یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ یہ صفت اپنا ظہور کرنے میں تاخیر کرے؟ اِس کو لازماً کسی چیز یا کسی ذات کے ساتھ لو لگانا ہے۔ کسی چیز یا کسی ذات کے ساتھ 'وابستہ' ہونا ہے۔ کسی نہ کسی معنیٰ میں اُس کو اپنا ولی وکارساز جاننا ہے اور اپنے فاقہ وضرورت کے لئے اُسی کا قصد اور اُسی کی جانب رخ کرنا۔ ''دعاء'' اور ''پکار''، ''توکل'' اور ''امید''، ''خوف'' اور ''ذلت'' اور ''عاجزی''، ''محبت'' اور ''گرویدگی'' اور ''اطاعت'' اور ''فرماں برداری'' ایسے سب رویے اِسی ''فقر'' کی ہی ایک بے ساختہ زبان ہیں۔ پس ''بندگی'' اور ''عبادت''

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

درحقیقت انسان کے ہاں پائے جانے والے ''فقر'' کا ہی ایک بے ساختہ بیان ہے۔ اِسی لئے اپنے اِس عجز کو غیر اللہ کے آگے رکھنا انسان کے حق میں سب سے سنگین جرم ہے اور غیر اللہ کے آگے اپنی اِس عفت کو بچا کر رکھنا اِس پر سب سے بڑا فرض۔

نیز جہاں یہ کلمہ: ''اپنی حیثیت'' پہچان لینا ہے کہ خدا کے سامنے میری اوقات کیا ہے اور میرے اِس فقر و فاقہ کی حقیقت کیا ہے...... وہاں یہ کلمہ: ''جملہ مخلوقات کی حیثیت'' کو جان لینا ہے کہ وہ نرے عاجز ہیں اور سراسر ناقابل التفات۔ ''کلمہ'' پڑھتے وقت انسان باقاعدہ طور پر یہ کہتا ہے کہ اِس کا یہ فقر (کہ یہ کسی ذات کو پوجے، اُسی کو ٹوٹ کر چاہے اور اُسی کی ہیبت دل پہ محسوس کرے، اُسی کے آگے ذلت کا اظہار کرے اور اُسی کی اطاعت کا دم بھرے، اُسی سے مانگے اور اُسی کے سہارے جئے).. اِس کا یہ فقر کہیں سے پورا ہونے کا نہیں مگر ایک خدائے رب العالمین سے۔ یہ پوجے گا تو اُسی کو اور دم بھرے گا تو ایک اُسی کا۔

انسان پر اپنا ''فقر'' اور ''بندگی'' واضح ہو جائے کہ یہ تو میری اساسی ترین صفت ہے...... تو یہ کلمہ مالک کے در کو پہچاننے کا نہایت خوبصورت پیرایہ بنتا ہے۔ ''نہیں کوئی پرستش کے لائق، مگر اللہ''.. یہ لفظ کہنے والا، عین اپنے معبود تک جا پہنچنے کا اعلان کرتا ہے۔ راہ میں.. نہ تو کسی کا کروفر اِس کو مرعوب کر سکا اور نہ کسی کی بڑائی اِس کی نگاہ میں جچی۔ نہ کسی کی قوت اِس کی راہ میں حائل ہو پائی۔ نہ کسی کی سطوت نے اِس کو اپنا اسیر کیا۔ نہ کوئی روشن سے روشن چیز اِس کی نگاہ کو خیرہ کر سکی اور نہ کوئی حسین سے حسین صورت اِس کا دل لے سکی۔ نہ کسی کا لطف و احسان اِس کے دل پر قبضہ جما سکا اور نہ کسی کی خوبی اِس کو اپنا بندہ بنا سکی۔ کہیں بھی تو اِس کا دل نہیں بٹا

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. **حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل** پر

آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

اور یہ پورے کا پورا اپنے اصل معبود پر فدا ہونے کیلئے باقی رہا!!! یہ سالم کا سالم اپنے معبود کی عظمت پر نچھاور ہونے کیلئے پس انداز رہا!!! إذ جاء ربه بقلبٍ سليم!!!!! ایک صاف، خالص، مکمل اور غیر منقسم دل یہ اپنے مالک کو پیش کر دینے کیلئے پاس رکھتا تھا اور پھر ایسے دل کے ساتھ یہ مالک کی چوکھٹ پر آ جھکا...... "نہیں کوئی عبادت کے لائق، مگر اللہ"!!!

یہی وجہ ہے کہ لا اِلٰہ اِلا اللہ کو "كلمةُ الإخلاص " کہا گیا ہے۔ اِخلاص یعنی "بندگی" اور "پرستش" ایسی نفیس چیز کو کسی کیلئے نہ رہنے دینا، سوائے اللہ کے۔ اِس کو منقسم تک نہ ہونے دینا۔ اِس کو سالم ثابت رکھنا۔ اِس پر خالصتاً اللہ کا حق ماننا اور اللہ کیلئے اِس کو پورے کا پورا پیش کر دینا۔ اِس کو عین اُس ساخت پر باقی رکھنا جس پر اول سے اِس کی آفرینش ہوئی، یعنی "فطرت"۔ کیونکہ انسان کے پاس یہ ایک ہی قیمتی چیز ہے جو مالک کو پیش کر دینے کی ہے؛ یہ اُس کو من وعن پیش کی جانی ہے اور اِس پوری کی پوری پر مالک کا حق ہے۔ اِس میں کسی ردوبدل کا پھر یہ روادار کیونکر ہو؟! اِس کو اِس کی اصل پر باقی رکھنا، یعنی انسان کا "فطرت" پر قائم رہنا اور ماحول میں پائے جانے والے 'خداؤں' کو اِس سے کوئی حصہ نہ لینے دینا اِس کی زندگی اور وجود کا سب سے بڑا چیلنج ہے۔ مالک کا ایک ایسا وفادار جو کسی کو "مالک کی چیز" کو ہاتھ لگانے دینے کا روادار نہیں! ایک سالم یک سُو دل جو صرف خدا کے آگے جھکنا جانتا ہے! کہ یہ اُس ایک کے سوا ہر معبود سے بیزار ہے! "حنيفاً مسلماً" کمال کا ایک وصف ہے جو انسان کے اندر پیدا ہو جائے تو اس کو رشکِ خلائق کر دیتا ہے:

اَصْبَحْنَا عَلىٰ فِطْرَةِ الْاِسْلَامِ، وَ كَلِمَةِ الْاِخْلَاصِ، وَعَلىٰ دِيْنِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر

آگہی بخش مجلہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

ﷺ، وَعَلیٰ مِلَّةِ أبِیْنَا اِبْرَاهِیْمَ حَنِیْفاً مُّسْلِماً وَّمَا کَانَ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ.(۱)

پس جہاں یہ ''کلمہ'' مالک کا در پہچاننا ہے وہاں یہ اُس کے سوا ہر در کو پہچاننے سے انکاری ہو جانا ہے۔ جہاں یہ رب العالمین کی خدائی تسلیم کرنا ہے وہاں یہ رب العالمین کے ماسوا ہستیوں کی خدائی کو مسترد کرنا ہے۔ بلکہ باطل ہستیوں کی خدائی کا انکار پہلے ہے اور حق تعالیٰ کی خدائی کا اقرار اُس کے بعد۔ ''کلمہ'' کے الفاظ کی اپنی ہی ترتیب صاف صاف ہمیں یہ بتلاتی ہے۔ پس اِس ''کلمہ'' کی رو سے: آدمی کو غیر اللہ کی عبادت کا بطلان پہلے کرنا ہے؛ اللہ کی عبادت پر عمل پیرا ہونے کا مسئلہ اس کے بعد ہی آتا ہے؛ اور اگر پہلے آئے تو ناقبول رہتا ہے۔

چنانچہ اسلام کا سب سے پہلا عمل یہ ٹھہرا کہ آدمی اِس ''کلمہ'' کی صورت میں اپنی زندگی کا ایک رخ متعین کرے۔ نماز وروزہ، حج وزکات، ذکر واذکار اور صدقہ و خیرات وغیرہ ایسے دین کے جملہ 'اعمال' سے پہلے یہ خدا کے ساتھ باقاعدہ ایک رشتہ

---

(۱) پوری حدیث اِس طرح ہے:

کَانَ یُعَلِّمُنَا إِذَا أَصْبَحَ أَحَدُنَا أَنْ یَقُوْلَ: اَصْبَحْنَا عَلیٰ فِطْرَةِ الْإِسْلَامِ، وَکَلِمَةِ الْإِخْلَاصِ، وَعَلیٰ دِیْنِ نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ ﷺ، وَعَلیٰ مِلَّةِ أَبِیْنَا اِبْرَاهِیْمَ حَنِیْفاً مُّسْلِماً وَّمَا کَانَ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ

''رسول اللہ ﷺ ہمیں سکھاتے کہ ہم میں سے کوئی شخص صبح کرے تو کہے:

''صبح کی ہم نے اسلام والی فطرت پر۔ اور اخلاص والے کلمہ پر۔ اور اپنے نبی محمد ﷺ والے دین پر۔ اور اپنے باپ ابراہیم والی ملت پر، کہ جو تھا حنیفا مسلما (یکسو موحد، فرماں بردار مسلم) اور ہرگز نہ تھا مشرکوں میں سے''۔

اِس حدیث کو صحیح قرار دیتے ہوئے محدث البانی لکھتے ہیں:

أخرجه النسائی فی الیوم واللیلة-- وکذا ابن السنی-- والدارمی-- والطبرانی فی الدعاء-- وابن أبی شیبة-- وأحمد من طرق کثیرة صحیحة--- (السلسلة الصحیحة: ٦: ١٢٣٠)

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر

آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کی تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

اور ایک عہد استوار کرے......وہ ''رشتہ'' اور وہ ''عہد'' جس کو ''بندگی'' اور ''یکسوئی'' کہا جاتا ہے اور جس کی رو سے خدا کے ماسوا پوجی جانے والی ہستیوں سے اِس کو برأت اور بیزاری کرنا ہوتی ہے اور اُس کے سب شریکوں کا صاف صاف کفر کر دینا، اپنے پورے وجود کو اُس کے آگے جھکا دینا اور اپنا آپ اُس کی غلامی میں دے دینا، نیز خدائے وحدہ لاشریک کی بندگی کی اِس راہ میں محمد ﷺ کو اپنا راہبر اور مقتدا تسلیم کر لینا......اپنی زندگی اور سرگرمی کی سمت کا یہ واضح اور صریح تعین کر لینا دین کا وہ پہلا عمل ہے جس سے پہلے کوئی عمل نہیں۔ یہ ''کارروائی'' جو اسلام کا ''رکن اول'' کہلاتی ہے پورے دین کی جان اور اساس ہے۔ ''کلمہ'' پڑھنا درحقیقت یہی ہے۔

إِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَالسَّمَاوَاتِ وَالأَرْضَ حَنِیْفاً وَمَا أَنَاْ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ (الانعام:۷۹)

''میں نے اپنا سب کا سب رخ کیا اُس ذات کی طرف، جو
آسمانوں اور زمین کو وجود میں لانے والی ہے، یک سو ہوکر، اور نہیں
ہرگز میں مشرکوں میں سے ہونے کا''(۲)

(۲) سورۃ الانعام میں ابراہیم علیہ السلام کے یہ کلمات اُس موقعہ پر ذکر ہوتے ہیں جب وہ اپنی قوم کے خداؤں کا ایک ایک کر کے انکار کرتے چلے جاتے ہیں اور اپنے ہدایت پا جانے کا اعلان کرتے ہوئے دوٹوک انداز میں فرماتے ہیں: یَا قَوْمِ إِنِّیْ بَرِیْءٌ مِمَّا تُشْرِکُوْنَ. یعنی: **''اے میری قوم، میں بری و بیزار ہوں اُس سے جو تم شرک کرتے ہو''**۔ اِس کے بعد ابراہیمؑ اپنے وہ الفاظ کہتے ہیں جو آج بھی ہم کئی ایک مسنون اذکار میں پڑھتے ہیں اور جو کہ اوپر متن میں نقل ہوئے ہیں، یعنی إِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَالسَّمَاوَاتِ وَالأَرْضَ... یعنی: **''میں نے اپنا سب کا سب رخ کیا اُس ذات کی طرف، جو آسمانوں اور زمین کو وجود میں لانے والی ہے، یک سو ہوکر، اور نہیں ہرگز میں مشرکوں میں سے''**......جس

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. **حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر**

آگہی بخش مجلہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

پس یہ ''کلمہ'' ہے: انسان کا خدا کی جانب یک رخ ہو جانا۔ اپنا چہرہ خدا کو سونپ دینا۔ حنیفاً: اُسی ایک کیلئے یک سو ہو کر۔ یعنی اُس کے سوا سب معبودوں اور سب راستوں سے اچاٹ ہو کر اور اپنا راستہ ان کے راستوں سے الگ تھلگ کر کے اور صرف خدا کے راستے کو ہی اپنا راستہ مان کر۔

خدا کے ہاں قبول ہونے کی واحد صورت یہی ہے:

فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيفاً فِطْرَةَ اللَّهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ ذَلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ مُنِيْبِيْنَ إِلَيْهِ وَاتَّقُوهُ وَأَقِيْمُوا الصَّلَاةَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوا دِيْنَهُمْ وَكَانُوا شِيَعاً كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ (الروم: ۳۰-۳۲)

''پس تو ایک طرف کا ہو کر اپنا چہرہ اس طریقِ بندگی کیلئے سیدھا کر دے۔ اللہ کی اُس فطرت کے مطابق، جس پر اُس نے

(بقیہ حاشیہ از گزشتہ صفحہ)

کے ساتھ ہی قوم کے ساتھ وہ 'کبھی ختم نہ ہونے والا جھگڑا' کھڑا ہو جاتا ہے......:

وَحَآجَّهُ قَوْمُهُ قَالَ أَتُحَاجُّوْنِّي فِي اللّٰهِ وَقَدْ هَدَانِ۔ (الأنعام: ۸۰)

''اور اُس کی قوم اُس کے ساتھ جھگڑا کرنے لگی۔ ابراہیم نے کہا: کیا تم مجھ سے جھگڑتے ہو اللہ رب العزت کی بابت، جبکہ اُس نے مجھے راہ دکھا دی ہے''......؟!

رسول اللہ ﷺ سے تہجد کے استفتاح کے اندر، نیز قربانی کا ذبیحہ کرتے وقت کے جو اذکار مروی ہوئے ہیں، ہم دیکھتے ہیں ان میں ابراہیم علیہ السلام کے بولے ہوئے یہ خوبصورت الفاظ إني وجهت وجهي للذي فطر السمٰوات والأرض... بھی شامل ہیں، کہ درحقیقت یہ لا الٰہ الا اللہ کا ہی ایک خوبصورت بیان ہے!

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

سب لوگوں کو پیدا کیا، اللہ کی پیدا کی ہوئی (اِس) سرشت کو ہرگز نہیں بدلنا۔ یہی ٹھیٹ دین ہے اور لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ اُسی ایک کی طرف رجوع (انابت) کرتے ہوئے۔ اور اُسی سے ڈرتے رہو۔ اور صلوٰۃ قائم کرو۔ اور شرک کرنیوالوں سے نہ ہو جاؤ۔ اُن لوگوں سے جنھوں نے اپنا دین ٹکڑے ٹکڑے کر لیا اور کئی گروہ ہو گئیے۔ ہر گروہ اُسی پر جو اُس کے پاس ہے، اترائے چلا جاتا ہے"۔

وَأَنْ أَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفاً، وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ (یونس:۱۰۵)

"اور یہ کہ تو اپنا رخ اِسی طریقِ بندگی کیلئے سیدھا کر لے، یکسو ہو کر اور مشرکوں سے ہرگز نہ ہو"۔

خدا کی جانب اِس انداز میں "یکسو" ہو جانا____ یوں کہ اُس کے ما سوا سب معبودوں سے آدمی نے منہ موڑ لیا ہو اور اپنی زندگی کا تمام رخ ایک اُسی کی جانب پھیر دیا ہو اور اِس کے سوا سب ملتوں سے بری و بیزار ہو کر ایک اسی کی ملت میں اپنا آپ گم کر لیا ہو____ "حَنِيْفِيَّت" کہلاتا ہے اور اِس وصف کے حامل لوگوں کو قرآن کی اصطلاح میں "حَنِيْف" یا "حُنَفَاء" کہا جاتا ہے۔ صاحبو! اِس "حَنِيْفِيَّت" کے بغیر...... 'خدا کو پوجنا' بے معنی ہے اور 'خدا کو ماننے' کا زعم رکھنا نرا نفس کا بہکاوا اور شیطان کا فریب۔ اِس اَدائے "حَنِيْفِيَّت" کے بغیر خدا کو پانے کی امید سراسر نادانی ہے۔

وَمَن يَرْغَبُ عَن مِّلَّةِ إِبْرَاهِيمَ إِلَّا مَن سَفِهَ نَفْسَهُ (البقرۃ:۱۳۰)

"کون ہے جو ابراہیم کے (اِس) راستے سے منہ موڑے، مگر وہی جو اپنے آپ کو نادانی میں رکھے ہوئے ہے......؟"

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. **حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر**

آ گہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

ہاں وہ لوگ جو انبیاء کے طریقے پر خدا کے ساتھ لو لگانا سیکھتے ہیں، وہ البتہ اِس ''حَنِیْفِیَّت'' میں وہ لطف اور وہ مزہ پاتے ہیں جو دنیا کی کسی بات میں نہیں۔ تب ان کے ہر عمل میں اِسی ''حَنِیْفِیَّت'' کا رنگ اور اِسی کا اثر ملتا ہے۔ اِس وصف کے حامل لوگ یعنی ''حنفاء'' جب یہ لفظ بولتے ہیں کہ ''نہیں کوئی عبادت کے لائق، مگر اللہ''، تو اُن کیلئے وہ باقاعدہ ایک معنیٰ اور مفہوم رکھتا ہے اور ان کی زندگی کو ایک متعین شکل دے رہا ہوتا ہے، بلکہ اُن کے ذریعے پوری دنیا کو باقاعدہ ایک دھارا اختیار کر لینے کا نہایت واضح پیغام دے رہا ہوتا ہے۔

حُنَفَاءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهِ!!! (الحج:۳۱)

یہی ''حَنِیْفِیَّت''(۳) درحقیقت ''ملتِ ابراہیمؑ'' کہلاتی ہے؛ اُس ابراہیمؑ کی ملت جس نے خدا کا ایک گھر بنانے سے پہلے باطل خداؤں کا ایک گھر مسمار کیا تھا! خدا کیلئے ایک شہر بسانے سے پہلے جس نے باطل کی پوری ایک دنیا کو خیر باد کہہ

(۳) واضح رہے یہ لفظ ''حَنِیْفِیَّت'' ہے جو کہ نسبت ہے ''حَنِیْف'' سے، جو کہ قرآن مجید میں متعدد مقامات پر ذکر ہوا اور ابراہیم علیہ السلام کے تعارف کیلئے بالخصوص اور ہر دور کے موحدین کیلئے بالعموم استعمال ہوا، اور جس کا تذکرہ پچھلے چند صفحات کے اندر ہمارے اِس مضمون میں ہوا ہے۔ یہ وضاحت اِسلئے ہوئی کہ ''حَنِیْفِیَّت'' کے اِس لفظ کو کہیں ''حَنَفِیّت'' سے خلط نہ کر دیا جائے، جو کہ نسبت ہے ''حَنِیْفَة'' (امام ابوحنیفہؒ کی کنیت) سے اور جو کہ اسلام کے معروف فقہی مذہب میں سے ایک فقہی مذہب یا ایک فقہی نسبت کے طور پر مستعمل ہے۔ چنانچہ ''حَنَفِیّت'' تو ایک فقہی مذہب ہے جبکہ فقہی مذاہب اسلام کے اندر اور بھی ہیں جیسے شافعی، مالکی، حنبلی، ظاہری اور اہل الحدیث وغیرہ۔ البتہ ''حَنِیْفِیَّت'' تمام اہل اسلام کا متفقہ طریقہ بندگی ہے جس میں حنفی موحدین کیا شافعی و مالکی و حنبلی و اہل حدیث موحدین سب مشترک ہیں، بلکہ ''حَنِیْفِیَّت'' نہ صرف تمام امتِ اسلام بلکہ جملہ آسمانی امتوں کا طریقہ وطرزِ عبادت ہے۔

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

ڈالا تھا اور توحید کے رشتے کے سوا سب رشتوں کو پس پشت ڈال دینے کی ریت پورے جہان کے اندر متعارف کرائی تھی! خدا کی جانب قبلہ رخ ہونے سے پہلے جس نے 'قوم' اور 'قبیلے' اور 'باپ دادا' اور 'ملک' اور 'وطن' ایسی سب جاہلی بنیادوں سے بیزار ہوکر اور اِن سب باطل 'قبلوں' سے رخ پھیر کر دکھایا تھا۔ ''خدا کو پوجنے'' کیلئے جس نے دنیا میں ''باطل معبودوں کے ساتھ کفر'' کرنے کی مثال اور اسوہ و نمونہ بن کے دکھایا تھا۔ تب یوں ہوا کہ خدا نے اپنی بندگی اور عبادت کے معاملہ میں ابراہیمؑ کو ہی ''مثال'' اور ''اسوہ'' اور ''نمونہ'' ٹھہرادیا:

إِنَّ إِبْرَاهِيْمَ كَانَ أُمَّةً (النحل:۱۲۰)

''یقیناً ابراہیمؑ ایک قابل تقلید نمونہ تھا''

اور تو اور، یہ تک فرما دیا کہ جو شخص ابراہیمؑ کے اِس راستے سے منہ موڑے وہ اپنے آپ ہی کو نادانی اور بے خبری میں رکھے ہوئے ہے:

وَمَن يَرْغَبُ عَن مِّلَّةِ إِبْرَاهِيْمَ إِلَّا مَن سَفِهَ نَفْسَهُ (البقرۃ:۱۳۰)

''کون ہے جو ابراہیم کے (اِس) راستے سے منہ موڑے، مگر وہی جو اپنے آپ کو نادانی میں رکھے ہوئے ہے......؟''

یہ ''حَنِيْفِيَّت'' ہی درحقیقت ''خدا کو پانا'' ہے؛ اِس کے سوا ''خدا تک پہنچنے'' کا کوئی راستہ نہیں۔ اِس کو چھوڑ کر ''خدا کو پانے'' کے جتنے تصورات اور جتنے فلسفے تاریخ کے اندر دیکھے یا پڑھے پڑھائے گئے ہوں گے...... اِس ''حَنِيْفِيَّت'' کو بنیاد بنائے بغیر جتنے بھی 'شیریں بیان' خطبے ''خدا سے لو لگانے'' کے موضوع پر آپ کو سننے اور جتنے بھی 'دلنشیں' مضمون ''روح کو ترقی دینے'' کے باب میں پڑھنے کو ملے ہوں گے.. وہ رسولوں کی دعوت سے سراسر ناواقفیت کی دلیل

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

ہیں اور یا پھر 'خدا کو پانے' کی بابت رسولوں کے دیے ہوئے تصور سے سیدھا سیدھا اعراض:

وَمَن يَرْغَبُ عَن مِّلَّةِ إِبْرَاهِيمَ إِلَّا مَن سَفِهَ نَفْسَهُ......!!!(البقرۃ:۱۳۰)

جہاں ہم یہ جانتے ہیں کہ ہر نبی کی دعوت یہی ''لا الٰہ الا اللہ'' تھی وہاں قرآن نے ہم پر یہ بھی نہایت واضح کر دیا کہ ہر دور میں خدا کا مطالبہ یہی رہا کہ ''حَنِيْفِيَّت'' اور صرف ''حَنِيْفِيَّت'' کی صورت لوگ اپنی بندگی اور نیاز کو خدا کیلئے خالص ومختص کر کے رہیں؛ اور جو کہ ''لا الٰہ الا اللہ'' کی ہی حقیقی وعملی تفسیر ہے:

وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ حُنَفَاءَ وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ وَذَلِكَ دِينُ الْقَيِّمَةِ (البینۃ:۵)

''اورنہیں حکم دیا گیا تھا اُن کو مگر یہی کہ عبادت کریں اللہ کی، اطاعت کیشی وفرماں برداری کو اُسی ایک کیلئے خالص کر رکھتے ہوئے، یک سو ہو کر، اور صلوۃ قائم کریں اور زکوۃ ادا کریں، اور یہی تھا وہ (اصل) ٹھیٹ طریقِ بندگی''۔

وَذَلِكَ دِينُ الْقَيِّمَةِ ...!!! ''یہی تھا وہ (اصل) ٹھیٹ طریقِ بندگی''!!!

''لا الٰہ الا اللہ'' کا مطلب زندگی میں ایسا ہی ایک رخ اختیار کر لینا ہے جس کو قرآن کی اصطلاح میں ''حَنِيْفِيَّت'' کہا گیا ہے۔ ''کلمہ گو'' ہونے کا مطلب بھی درحقیقت یہی ہے: یعنی ایسا ''کلمہ گو'' ہونا جس کا خدا کے ہاں اعتبار ہے۔ انبیاء کا اپنی قوموں کو ''کلمہ'' پڑھوانا فی الواقع یہی معنی اور مراد رکھتا تھا۔ محض 'الفاظ' کہلوا دینا انبیاء کا مطمح نظر بہرحال نہیں تھا......!

اِس کلمہ کو ایسی ہی کوئی 'ہلکی پھلکی' چیز سمجھ لینا جو بس زبان سے کہہ ڈالی جائے اور اس کے سوا اِس کے معتبر ہونے کی کسی شرط سے آدمی واقف تک نہ ہو...... یہ خدا

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. **حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل** پر
آگہی بخش مجلہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

کی کتابوں اور خدا کے رسولوں کے اُس واضح مطالبہ سے جو وہ ''انسان'' کے سامنے رکھتے رہے، آخری حد تک بے خبر ہونے کی دلیل ہے!

صاحبو! محض ایک ''کلمہ'' پر جنت اور دوزخ ایسے دائمی جہانوں کا دار ومدار ہونا اور اِسی کی بنیاد پر ترازوؤں کا نصب ہونا کوئی معمولی بات نہیں۔ اِس کیلئے ''سنجیدگی'' کی وہ کم از کم سطح مطلوب ہے جو اِس کلمہ کو محض 'الفاظ' تک محدود جاننے سے مانع ہو!!!

دوستو! ''کلمہ'' ایک میثاق اور ایک عہد نامہ ہے۔ ایک ''میثاق'' اور ایک ''عہد نامہ'' کسی حدود اور قیود کے بغیر بھلا کب پایا گیا ہے؟!

میثاقِ لا الٰہ الا اللہ.. اور شیاطین کی رہزنی

لازم ہے یہ بات بھی بیان کر دی جائے کہ لا الٰہ الا اللہ کے اِس ''میثاق'' میں شیطان سب سے بڑھ کر کہاں نقب لگاتا ہے اور وہ کونسا مقام ہے جہاں پر بیشتر 'خدا کے پجاری' شیاطین کے ہاتھوں لٹ کر جاتے ہیں......!

شیطان، کہ خوب جانتا ہے یہ ''فطرت'' اپنی پوجا اور اپنے اظہارِ فقر کیلئے صرف اور صرف خالق کا پتہ مانگتی ہے اور نیاز و فرماں برداری کیلئے ہمیشہ آسمان کی جانب رخ کرتی ہے، بکثرت یہ تدبیر کرتا رہا کہ اپنی کمین گاہیں یہ ''آسمان'' کی طرف جانے والی راہوں میں ہی نصب کر کے رکھے۔ چنانچہ شیطان نے یہاں پر کچھ ایسے 'واسطے' اور 'درمیانی انتظامات' کھڑے کر دیے کہ آسمان کی طرف جانے والی ''چیز'' بیچ میں ہی اُچک لی جائے......! یوں ''بندگی'' کرنے والوں کا زعم بھی

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

قائم رہا کہ وہ 'خدائے واحد' کو پوجتے ہیں البتہ خدا کی چیز ''خالص حالت'' میں خدا کو پہنچنے سے بھی صاف روک لی گئی! خدا کے نام پر ''عبادت'' کا جذبہ بھی ابھار لیا گیا اور پھر ''عبادت'' کا وہ سب نفیس مادہ، جو کہ ''انسانیت'' کا اصل جوہر ہے، خدا کے ماسوا ہستیوں کے قدموں میں بھی ڈھیر کروا دیا گیا!

انسانی فطرت روادار نہیں کہ ''خدا'' کو مقصود بنائے بغیر ہی ''عبادت'' ایسے نفیس جذبات و احساسات اِس سے برآمد ہوں۔ شیاطین نے جب یہ جانا کہ ''پرستش'' ایسے والہانہ رویے جب بھی انسان کے وجود سے پھوٹیں گے اِن کو ''خدا'' سے ہی کوئی نہ کوئی نسبت درکار ہوگی، تو اِس نسبت کو ختم کرا دینا شیاطین نے بڑی حد تک غیر ضروری جانا۔ تب وہ اِسی بات کو غنیمت جاننے لگے کہ 'آخری مقصود' تو بے شک خدا کی ذات رہے، البتہ بیچ میں کچھ ایسے 'واسطے' کھڑے کر دیے جائیں کہ ''عبادت'' اور ''اطاعت'' کی صورت میں خدا کو جو کچھ پہنچانا مقصود ہے پہلے وہ اِن کو پہنچے گا تو پھر یہ اُس کو خدا تک پہنچائیں گے!

اِس سے بڑھ کر رہزنی کر لینا بالعموم شیطان کے بس میں نہیں۔ چنانچہ اپنا سارا زور اس کو اِسی نقطے پر صرف کرنا تھا اور یہی اس کی سرگرمی کا ایک بڑا محور رہا ہے۔

بہت کم کسی دور میں ایسا ہوا ہو گا کہ ''انسان'' صاف صاف اور پورے دھڑلے کے ساتھ خدا کو اپنی ''عبادت'' اور ''بندگی'' سے بے دخل کر دے اور پوری ڈھٹائی کے ساتھ اِس پر غیروں کا حق تسلیم کرتا پھرے۔ اتنی سی شرم ''انسان'' کی آنکھ میں بالعموم باقی رہی ہے کہ وہ مالک کو لائقِ عبادت ماننا ضرور رہے، بلکہ 'مستقل بالذات' معنی میں مالک کے سوا کبھی بھی کسی کو لائقِ عبادت نہ مانے!!! ایسا

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. **حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل** پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

حوصلہ بہت کم لوگ پاتے ہیں کہ وہ غیر ہستیوں کو عین اُسی 'حیثیت' میں پکاریں جس 'حیثیت' میں خدا کو پکارا جاتا ہے! مخلوقات کو مدد اور حاجت روائی کیلئے عین اُسی 'اعتقاد' کے ساتھ آواز دیں جس 'اعتقاد' کے ساتھ خدا کو آواز دی جاتی ہے! مخلوقات کو عین اُسی معنی میں پیشوا مان لیں اور ان کیلئے انسانی معاشروں کو حلال و حرام کے ضابطے اور روا و ناروا کے دستور صادر کر دینے کا عین وہی حق تسلیم کریں جیسا 'مستقل بالذات' حق خالق کو سزاوار ہے!!!

اِس کیلئے شیطان انسان کو یہ سبق پڑھاتا ہے کہ خدا کے ماسوا ہستیوں کو 'غیر مستقل بالذات' سمجھ کر پوجو اور اِسی 'بے ضرر' سی حیثیت میں ان کو پکارتے رہو۔ اور نہیں تو چلو اِسی 'ثانوی' حیثیت میں ہی اِن ہستیوں کے حضور کسی وقت اپنی جبین نیاز کو رکھ آؤ۔ اِسی حیثیت میں ان کے آگے اپنی ذلت اور نارسائی رکھو۔ اِن کی اِسی 'غیر مستقل بالذات' حیثیت کو ذہن میں رکھتے ہوئے ہی اِن ہستیوں کی ہیبت اور ان کا خوف کھاؤ۔ اِن سے دب کر رہو اور اِن کے التفات کے طلبگار بنو۔ اِسی 'غیر مستقل بالذات' حیثیت کو مدنظر رکھ کر ان مخلوقات سے امیدیں اور آرزوئیں رکھو اور ان پر تکیہ اور بھروسہ کرو، اور اِسی 'معمولی سی' حیثیت میں ان سے اپنی مرادیں پوری کراتے چلے جاؤ۔ بس اِسی 'عطائی' حیثیت میں ہی ان کو پیشوا اور ان کے فرمائے کو حرف آخر مان لو، یعنی یہ اعتقاد کہ: آپ اپنے زور پر نہیں تو خدا کے نام پر ہی ان کو اپنی چلانے کا کوئی اختیار حاصل ہو چکا ہے! غرض.. خدا کے غیر کو پوجو ضرور، لیکن 'غیر مستقل بالذات' سمجھ کر......! ''عبادت'' کے سب افعال ان کیلئے حسب منشا بجا لاؤ، بس اتنا کرو کہ 'غیر مستقل بالذات' کا سابقہ یا لاحقہ ان ہستیوں کے ساتھ ضرور لگا رہے۔ مخلوقات کے آگے سر جھکانے میں بھی 'خدا' ہی کو

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. **حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر**

آگہی بخش مجلہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

اپنا حتمی مطلوب ومقصود مانو؛ یعنی یہ اعتقاد رکھو کہ 'تمہاری ان کے آگے اور ان کی خدا کے آگے'......!!!

اِس طریقے سے.. یعنی 'ذاتی' اور 'عطائی' کے مابین تمیز کا ایک من گھڑت فلسفہ پیش کر کے، مخلوق کو پوجنے کی راہ کے سب بند کھلوا دیے گئے!!! شیاطین نے اپنے اِس حربے سے کام لے کر خدا کے ماسوا ہستیوں کی سرکار میں ہدیہ کئے جانے والے ''عبادت'' اور ''نیاز'' کے کئی ایک مظاہر 'حق' کے پردے میں ہی پیش کر ڈالے.. کہ یوں لوگ خدا کے ساتھ بے تحاشا شرک بھی کریں اور اِس شرک پر اُس کے ہاں اجر وثواب پانے کا برتہ بھی رکھیں! بلکہ اُس کو خوش کرنے ہی کیلئے اور اُس کے ہاں قبول ہونے ہی کیلئے اُس کے ماسوا ہستیوں کو پوجیں اور برابر یہ سمجھتے رہیں کہ اِس طریقے سے وہ اِن کی خوب سنے گا، بلکہ یہ مانیں کہ اِس کے بغیر وہ اِن کی سنے گا ہی نہیں!!!

یوں شیاطین نے بنی آدم کے ساتھ نہایت زبردست ہاتھ کیا؛ 'ذاتی' اور 'عطائی' کے مابین تمیز کے اِس 'فلسفہ' پر خدا نے اپنی کسی کتاب اور اپنی کسی شریعت میں کبھی کوئی سند نہیں اتاری تھی۔ خدا کے کسی ایک بھی نبی نے 'ذاتی' اور 'عطائی' کے مابین فرق کروانے کا یہ 'نکتہ' کبھی بیان نہیں کیا تھا؛ جو کہ آج آپ کو صرف ہندو سادھوؤں سے ہی نہیں، دورِ آخر کے بعض نام نہاد 'مسلم' شاستروں سے بھی بکثرت سننے کو مل جاتا ہے!

کون نہیں جانتا...... جو بھی نبی آیا اُس نے مطلق طور پر غیر اللہ کو پوجنے اور پکارنے سے روکا، جبکہ اِن 'نکتہ وروں' کی طرح بڑی آسانی کے ساتھ وہ لوگوں کو 'ذاتی' اور 'عطائی' کا فرق کروا سکتا تھا، خصوصاً جبکہ بہت سے نبیوں کی قومیں

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

شیاطین کو نہیں بلکہ صالحین کو ہی پوجتی اور پکارتی تھیں! بڑے ہی آرام کے ساتھ ہر نبی ان کو کہہ سکتا تھا کہ ان نیک روحوں کو پوجتے اور پکارتے ضرور رہو مگر 'غیر مستقل بالذات' سمجھ کر! تب 'غیر اللہ کو پوجنے اور پکارنے' کے مظاہر کو جڑ سے ختم کرنے کی ضرورت ہی انبیاء کے یہاں پیش نہ آتی! صاف ظاہر ہے، تب انبیاء کا مشن شرک کے وہ مظاہر ختم کئے بغیر ہی نہایت خوبی کے ساتھ پورا ہو جاتا، جن کو ختم کرانے میں انبیاء کی پوری پوری زندگیاں صرف ہوئیں، اور خلقت کہیں آسانی کے ساتھ 'خدا کو ماننے' لگتی!!! معاذ اللہ، یوں 'غیر اللہ کو پوجنے' کی راہ سے ہی انسان کو 'خدا تک پہنچنے' کی راہ دکھالی جاتی!!!

کسی نبی کی شریعت میں ایسا ہوتا تو 'عطائی' اور 'غیر مستقل بالذات' سمجھ کر نہ صرف ان صالحین کو پوجنے کی تلقین ہوتی، بلکہ نبی اپنے پیچھے یہ 'وصیت' تک کر کے جاتا کہ خود اُس کے دنیا سے رخصت ہو جانے کے بعد لوگ پرانے صالحین کو ہی پکارنے پر اکتفا نہ کریں بلکہ خود اُس نبی سے بھی بے دریغ حاجتیں پوری کروایا کریں! یہی نہیں، اپنی نذریں اور چڑھاوے پہنچانے کیلئے خود اس نبی کے شایانِ شان ایک 'درگاہ' بنائیں...... آخر نبی سے بڑھ کر تو کوئی خدا کے قریب نہیں ہوسکتا!!!

خدا کو پانا اگر صالحین کے آگے سر نیاز خم کر کے ممکن ہے تو سب سے بڑھ کر منطقی بات تو یہ تھی کہ انبیاء لوگوں کو اپنے آگے جھکاتے اور اپنے آپ کو پکارنے کی ہی زیادہ سے زیادہ تلقین کر کے دنیا سے جاتے! مگر دیکھ لیجئے، انبیاء سے فریاد اور استغاثہ کرنے والے دنیا میں پیدا ہوئے بھی تو انبیاء کے دنیا سے چلے جانے کے صدیوں بعد کہیں جا کر!!!

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. **حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر**

آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

قُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ وَسَلَامٌ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَى آللَّهُ خَيْرٌ أَمَّا يُشْرِكُونَ (النمل:۵۹)

پس وہ مقام جہاں 'خدا کو پوجنے' کا زعم رکھنے والی بہت سی خلقت شیاطین کے آگے اپنا آپ لٹاتی ہے اور 'خدا تک پہنچنے' کے جھانسے میں غیر ہستیوں کی عبادت کی راہ پر ڈال دی جاتی ہے، چاہے یہ عبادت ''دعاء'' اور ''نذر'' کی صورت میں ہو، اور چاہے ''خوف'' اور ''گرویدگی'' کی صورت میں، اور چاہے ''تعظیم'' اور ''اطاعت'' کی صورت میں.. وہ ہے 'عطائی' اختیارات کے حامل کچھ ایسے 'واسطے' اور 'وسیلے' کھڑے کرنا جن کو خدا تک پہنچنے کیلئے پوجنا اور پرنام کرنا ضروری باور کرایا جاتا ہے۔

'عطائی'.. یعنی آپ اپنی ذات میں تو یہ ہستیاں مخلوق ہیں اور ایک اُسی کے در کی سوالی ہیں، اور یہ کہ 'ذاتی' طور پر اور 'ازل' سے تو ان کی یہ صفت نہیں، مگر خدا نے مہربان ہو کر کسی وقت ان کو کوئی ایسی عجیب صفت 'بخش' دی ہے کہ ان سے اب سوال بھی کیا جا سکتا ہے، ان کے آگے اب اپنی ذلت اور عاجزی کا پردہ بھی اٹھایا جا سکتا ہے، ان کے در کا طواف بھی ہو سکتا ہے، ان کے نام کی نذر بھی دی جا سکتی ہے، ان کے نام کی جے بھی پکاری جا سکتی ہے، ان کا غضب بھڑک اٹھنے سے ڈر کر رہنا اور ان کے آگے دم سادھ کر رہنا بھی انسان پر واجب ہے اور ان کو رام کرنے کے جس قدر جتن ہو سکیں وہ بھی اس کے حق میں بے حد ضروری! یہ ہستیاں خدا کے ساتھ جیسا معاملہ کریں، یہ خود ہی جانیں، البتہ ہمیں خدا سے کچھ لینا ہے تو اِن کے ذریعے، اور خدا کو راضی کرنا ہے تو اِن کی وساطت، اور خدا کی اطاعت کرنی ہے تو اِن کی تحلیل اور تحریم کا پابند اور اِنہی کے دائرۂ اختیار میں قید رہ کر اور اِنہی کو اپنی عبادت اور گرویدگی کا حقدار جان کر!!!

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

إِنَّا أَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللَّهَ مُخْلِصاً لَّهُ الدِّينَ أَلَا لِلَّهِ الدِّينُ الْخَالِصُ وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِن دُونِهِ أَوْلِيَاء مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَى إِنَّ اللَّهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِي مَا هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ كَاذِبٌ كَفَّار. (الزمر:۲)

"بے شک ہم نے تجھ پر کتاب اتاری، واضح حق کے ساتھ، پس تو پوج ایک اللہ کو، تمام تر دین (اطاعت و بندگی) کو ایک اُسی کیلئے خالص کر دیتے ہوئے۔ خبر دار رہو! اطاعت اور بندگی خالصتاً ایک اُسی کی ہے۔ رہے وہ لوگ جو اُس کے سوا ہستیوں کو اپنی عبادت و وابستگی کا حقدار بنا چکے، (وہ کہتے ہیں): 'ہم ان کو نہیں پوجتے مگر اِس لئے کہ یہ ہمیں خدا کے قریب کر دیں'، بے شک اللہ ہی ان کے مابین فیصلہ کرنے والا ہے اُس میں جو یہ اختلاف کرتے ہیں۔ بے شک اللہ نہیں ہدایت دیا کرتا ایسے شخص کو جو بڑا جھوٹا ہو اور حد درجہ ناشکر گزار"۔

شیاطین کی اِس واردات کا سدباب اِسی طرح کیا جا سکتا تھا کہ آسمانی شرائع میں خدا تک پہنچانے والے واسطوں اور وسیلوں کا تصور ہی ختم کر کے رکھ دیا جاتا۔ چنانچہ انبیاء کی دعوت میں یہ مضمون بکثرت درج ہوا کہ: غیر اللہ کو کسی بھی حیثیت میں پوجنا اور پکارنا خدا کے غضب کو صاف دعوت دینا ہے.. اور یہ کہ: غیر اللہ کی اطاعت اور عبادت مطلقاً باطل ہے۔

یہی وجہ ہے کہ قرآن نے بڑی تکرار کے ساتھ ان مشرکین کا رد کیا جو غیر اللہ کے آگے افعالِ بندگی بجا لاتے اور اس کی تفسیر اپنے تئیں یہ کرتے کہ ان کے اِس عمل میں بھی درحقیقت خدا ہی ان کا مقصود ہے۔ اور یہ کہ وہ اپنے اِس فعل سے در

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. **حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل** پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

اصل خدا تک ہی پہنچنا چاہتے ہیں۔ اور یہ کہ خدا کے کسی مقرب کے ہاں ان کا درخواست دے کر آنا فی الواقع خدا کے ہاں ہی درخواست دینا ہے؛ یعنی وہ نیک ہستیاں جن کو یہ پکارتے ہیں خدا کے ہاں محض اور محض اِن کے سفارشی ہیں:

وَيَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللّهِ مَا لاَ يَضُرُّهُمْ وَلاَ يَنفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ هَـؤُلاء شُفَعَاؤُنَا عِندَ اللّهِ قُلْ أَتُنَبِّئُونَ اللّهَ بِمَا لاَ يَعْلَمُ فِي السَّمَاوَاتِ وَلاَ فِي الأَرْضِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ.

(یونس:۱۸)

"اور یہ پوجتے ہیں اللہ کو چھوڑ کر ان ہستیوں کو جو ان کا نقصان کرسکتی ہیں اور نہ ان کو نفع پہنچاسکتی ہیں، اور کہتے یہ ہیں کہ اللہ کے ہاں یہ ہمارے سفارشی ہیں۔ کہو: کیا تم اللہ کو وہ بات سمجھاتے ہو جسے نہ وہ آسمانوں میں جانتا ہے اور نہ زمین میں؟! پاک ہے وہ اور نہایت بلند ہے اس سے جو یہ (اُس کے ساتھ) شریک کرتے ہیں"۔

قرآنی مباحث کا ایک بڑا حصہ اِسی "سفارشیوں" والے مشرکانہ تصور کا رد کرتا ہے۔ پیرائے بدل بدل کر "مَالَكُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلاَ شَفِيْعٍ" کا مضمون لے کر آیا جاتا ہے اور اِس پر انذار اور وعید کی حد کر دی جاتی ہے۔ بار بار خدا کے ماسوا "شفعاء" پکڑنے سے خبردار کیا جاتا ہے اور صاف صاف اِس کو شرک کہا جاتا ہے۔ قرآنی مباحث کے اِن مقامات پر جس "شفاعت" یا "شفعاء" کی نفی کی جاتی ہے اور اِس کو "شرک" سے جوڑا جاتا ہے، یہ وہی "شفیع" ہیں جن کی بابت مشرکین کا تصور تھا کہ "ہماری ان کے آگے اور ان کی خدا کے آگے"۔ یہ "سفارشیوں" کا وہی تصور ہے جس کی رو سے یہ اُن کو پوجتے اور پرنام کرتے، اور

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

اعتقاد رکھتے کہ خدا تک اپنی درخواست پہنچانے کا یہی قاعدہ اور طریقہ ہے۔ یہ 'درباریوں' کا وہی فلسفہ ہے جو مشرکین کے خیال میں کائنات کے بادشاہ کے ہاں کوئی 'اثر و رسوخ' رکھتے ہیں۔ یہ 'سیڑھیوں' کا وہی ڈھکوسلہ ہے جس کے بغیر خدا تک پہنچنے کا خیال ذہن میں لانا مشرکین کے نزدیک بے ادبی اور گستاخی باور ہوتا ہے۔ عرش کے مالک کی بابت ان کا خیال ہے کہ وہاں پر بھی 'سفارشیں' چلتی ہیں لہٰذا ''بندگی'' اور ''گرویدگی'' کی گرہ سے بہت کچھ ان 'سفارشیوں' کو بھی دینا دلانا پڑتا ہے!

قرآن کے یہ مباحث پڑھ لیجئے، آپ یہ ماننے میں ادنیٰ تامل نہ کریں گے کہ ''شفاعت'' کا یہ تصور جو اوپر کے پیرے میں ذکر ہوا اور جس کی جانب سورۂ یونس کی آیت (۱۸) کے اندر اشارہ ہوا، رب العالمین کے ساتھ صریح شرک ہے۔ ایسے ''واسطے'' اور ''وسیلے'' اور ''سیڑھیاں'' جن کے لئے عبادت کا کوئی ذرہ بھر عمل بجا لایا جائے، چاہے یہ ''پکارنے'' کی صورت میں ہو، یا ''نذر'' اور ''نیاز'' کی صورت میں، چاہے ''ذبیحہ'' اور ''طواف'' کی صورت میں، چاہے ''پوجا'' اور ''تعظیم'' کی صورت میں اور چاہے ''اطاعت'' اور ''گرویدگی'' کی صورت میں .. یعنی وہ واسطے اور وسیلے جو عبادت کے اِن سب افعال اور رویوں کو اللہ رب العزت کے لئے خاص نہ رہنے دیں...... ایسے سب ''واسطے'' اور ''وسیلے'' اور ''سیڑھیاں'' عین وہ ''شفعاء'' ہیں جنہیں پکڑنے پر قرآن کے اندر شرک کی فردِ جرم عائد کی گئی ہے۔ یہ شیطان کی وہ کمین گاہیں ہیں جنہیں وہ اپنی رہزنی کیلئے نصب کرتا ہے اور جہاں پر ڈھیروں خلقت کھیت ہوتی اور بالآخر جہنم کا ایندھن بنا دی جاتی ہے۔ قرآن پڑھنے سے پتہ چلتا ہے؛ بیشتر لوگ مرتے ہیں تو یہیں پر۔

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. **حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل** پر
آ گہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

رب العالمین کے سوا کسی کو 'مستقل بالذات' سمجھ کر کون پوج سکتا ہے؟! لٰہذا یہاں 'پوجا' کی ہی ایک اور صنف متعارف کرا دی گئی اور وہ یہ کہ ان کو 'غیر مستقل بالذات' سمجھ کر پوجتے اور پکارتے رہو، آخر جب تم نے ان کو 'قادرِ مطلق' جان کر نہیں پکارا تو یہ خدا کے ہم سر کیسے ہو گئے......؟!

اب یہ 'دوسرے درجے کی پوجا' ہر طرف ہوتی ہے۔ دنیا ان 'دوسرے درجے کے معبودوں' سے بھری پڑی ہے۔ ''بندگی''، ''اطاعت''، ''تعظیم'' اور ''گرویدگی'' ایسا انسانی جوہر اِن کے چرنوں میں ہر طرف خاک آلود ہوتا ہے۔ اور کبھی پوچھیں تو جواب ملے گا کہ خدا کا جو مقام ہے وہ ہم ان کو کب دیتے ہیں؟! مگر کبھی یہ نہ بتا سکیں گے کہ ابراہیمؑ اور محمد ﷺ کے طریقے پر خدا کو پوجنا وہ کیا ہوا کہ مانگو تو ایک اُسی سے اور مانو تو ایک اُسی کی؟! خدا کو براہِ راست پکارنا اگر صرف 'پہنچے ہوؤں' کو سزاوار ہے تو پھر محمد رسول اللہ ﷺ تو عام گناہگاروں ہی کو کیا مکہ کے مشرکوں کو کہتے رہے تھے کہ پوجو تو صرف خدا کو اور پکارو تو صرف خدا کو، تعظیم کرو تو خدا کی اور ذکر کرو تو خدا کا، سب تسبیح اُسی کی اور تمام تعریف اُسی کے لئے، سجدہ و رکوع بھی اُسی کو اور کبریائی کے سب صیغے بھی اُسی ایک کے لئے، اُسی کا خوف اور اُسی کی خشیت، ذلت بھی اُسی کے آگے اور تمام تر وارفتگی بھی اُسی کیلئے، اطاعت بھی اُسی کی اور حکم اور دستور بھی اُسی کا، لَو بھی اُسی سے اور وابستگی بھی، امید بھی اُسی سے اور بھروسہ بھی اُسی پر!!!

اُس ایک کے سوا کسی اور کا کبھی کوئی ذکر تو ہوا ہو؟؟؟ قرآن میں اُس ایک کے سوا کیا کسی اور کو پوجنے اور پکارنے کا کیا کوئی اشارہ تک ملتا ہے......خواہ وہ کسی بھی 'حیثیت' میں ہو؟؟؟

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

http://www.eeqaz.com مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں

کیا محمد ﷺ سے یا کسی بھی رسول سے یہ بات ملی کہ ''عبادت'' کے یہ رویے اور مظاہر چلیں 'کسی نہ کسی حیثیت' میں اوروں کے آگے پیش کر لئے جائیں؟؟؟

وَاسْأَلْ مَنْ أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رُّسُلِنَا أَجَعَلْنَا مِن دُونِ الرَّحْمَنِ آلِهَةً يُعْبَدُونَ (الزخرف:۴۵)

''پوچھ لے ان سب رسولوں سے جو تجھ سے پہلے ہم بھیج چکے، اُس مہربان ذات کے سوا کیا کبھی ہم نے اور بھی عبادت کی سزاوار ہستیاں ٹھہرائیں کہ جنہیں پوجا جائے؟''

اندازہ کر لیجئے، وہی بات جس کے رد سے قرآنی مباحث پُر نظر آتے ہیں آج اِس امت کے ایک کثیر طبقے کے ہاں بھی آپ کو سننے کو ملی کہ اِن 'پہنچے ہوؤں' کو واسطہ اور وسیلہ مان کر پکارنے میں آخر کیا حرج ہے؟! بلکہ یہ کہ اِن 'واسطوں' اور 'وسیلوں' اور 'سیڑھیوں' کے بغیر خدا تک پہنچنا بھلا کب ممکن ہے، یہ نہیں تو عرش کے مالک تک ہماری بات کون پہنچائے گا؟!!

وَيَقُولُونَ هَـؤُلاء شُفَعَاؤُنَا عِندَ اللّهِ (یونس:۱۸)

''کہتے ہیں، یہ خدا کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں''!

انبیاء نے جس عرش کے مالک کا ہم کو پتہ لے کر دیا ہے وہ وہی ذات ہے جس کا کوئی مثل نہیں اور جس کو اِس دنیا کے کسی عاجز فانی بادشاہ اور اُس کے آدابِ شہنشاہی پر قیاس کرنا ظلم بھی ہے اور کفر بھی۔ انبیاء نے جس معبود کی ہم کو پہچان کرائی اُس کی تو صفت ہی یہ ہے کہ وہ ہر کسی کی سنتا ہے اور ہر ایک سے بڑھ کر مہربان ہے! بلکہ یہ صفت ہی ایک اُس کی ہے کہ وہ ہر کسی کی سنتا ہے اور ہر تائب کو باریاب کرتا ہے!!! گناہگار سے گناہگار بھی اُس کی بارگاہ میں آئے تو وہ اپنی اُس رحمت کے ساتھ

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

جو ہر چیز پر وسیع ہے، اُس کا استقبال کرتا ہے۔ یہی تو وہ مقام ہے جہاں خالق کی یکتائی تسلیم کی جاتی ہے کہ اُس جیسا کوئی نہیں! انبیاء نے جس معبود کا ہم کو دامن تھمایا وہ وہی تو ہے جو بندے کو اکیلا کافی ہے! اُس سے بڑھ کر مہربان آخر کون ہے؟ اُس سے بڑھ کر شنوائی کہاں ہوتی ہے؟ اُس سے قریب تر، آدمی کیلئے آخر ہے کون؟ کون ہے جو اُس کے سننے سے پہلے بندے کی بات سن لے اور پکارنے والے کو اُس سے بڑھ کر جواب دے؟! کیا اِس سے بڑھ کر کوئی نادان ہوسکتا ہے جو اُس تک آواز پہنچانے کیلئے پہلے کسی اور کو آواز دے؟! کیا کوئی محرومی سی محرومی ہے کہ آدمی اُس ذات میں کوئی کمی دیکھے اور اس کی تلافی کیلئے کسی اور طرف کا رخ کرے؟!!!

'واسطوں' کی ضرورت تو تب پڑی جب کسی بد بخت کو وہ دروازہ بند نظر آیا!!!!!

''شرک'' جس مصیبت کا نام ہے بالعموم وہ اِسی صورت میں پائی گئی ہے۔ اِس سے بڑھ کر کوئی چیز مالک کو چیلنج کر دینے والی نہیں، تو مومن کو چیلنج کر دینے والی بھی اِس سے بڑھ کر کوئی بات نہ ہونی چاہیے۔ مومن کا ''کلمہ'' جو اِس کو پورے جہان سے منفرد کرتا ہے ''**لا الٰہ الا اللہ**'' ہو، یعنی ''**نہیں کوئی پرستش کے لائق، مگر اللہ**''...... لیکن مومن کے ٹوٹنے اور جڑنے اور جوش میں آنے اور سرگرم ہونے کی بنیادیں کچھ اور باتیں ہوں؟!!!

یہاں ضروری ہو جاتا ہے کہ 'بیچ کی مخلوق' middle man کو بندے اور مالک کے درمیان سے ہٹا دیا جائے۔(٤) ''بندگی'' وہی جو خدا کی براہ راست

(٤) یہاں کچھ مذہبی چالبازوں نے قرآن میں ذکر ہونے والے لفظ ''وسیلہ'' (المائدۃ: ۳۵) کا ایک من گھڑت مفہوم بیان کر کے بھی بہت سے کم علم طبقوں کو گمراہ کیا ہے۔ اِس کی تفصیل کسی اور مقام پر کی جائے گی، البتہ یہ واضح ہو کہ علمائے توحید نے ''وسیلہ'' کا وہ مفہوم جس پر نبی ﷺ،

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

(بقیہ حاشیہ از گزشتہ صفحہ)

صحابہؓ و دیگر اَداورِ سلف سے دلیل اور سند ملتی ہے، نہایت کھول کر بیان کر دیا ہے۔ مختصراً، وہ وسیلہ جو خدا کے ہاں مقبول ٹھہرتا ہے اور جس پر نبی ﷺ اور صحابہؓ سے سند ملتی ہے وہ تین امور ہیں:

۱) مخلوق اُس کو اُسی کی عظمت اور اُسی کی صفات کا واسطہ دے کر پکارے اور اُسی کے اسمائے حسنٰی کے وسیلے دے دے کر اُس کے حضور اپنی درخواست رکھے،

۲) مخلوق اُس کو خود اپنی بندگی اور عاجزی کے واسطے دے۔ اُس کے حضور اپنی درخواست رکھتے وقت، اپنی گرویدگی اور اطاعت کے بعض اعمال بھی اُس کے آگے رکھے۔

۳) کسی زندہ مخلوق سے آدمی اپنے لئے دعا کروائے۔ ایک دوسرے سے اپنے لئے دعاء کروانا صحابہ سے بکثرت ثابت ہے، حتٰی کہ خود نبی ﷺ کا عمر رضی اللہ عنہ سے خانہ کعبہ میں اپنے لئے دعاء کی فرمائش کرنا کتب میں وارد ہوا ہے۔

یہ وسیلہ کی مشروع قسم ہے۔ علمائے توحید نے باقاعدہ طور پر وسیلہ کی تین اقسام بیان کی ہیں، ایک مشروع وسیلہ، دوسرا بدعتی وسیلہ، اور تیسرا شرکیہ وسیلہ:

الف) **مشروع وسیلہ:** جو کہ وسیلہ کی وہ صورت ہے جو رسول اللہ ﷺ اور صحابہؓ سے ثابت ہے اور جو کہ اوپر بیان ہوئی۔

ب) **بدعتی وسیلہ:** مثلاً آدمی پکارے تو خدا کو ہی، مگر اُس کو کسی کی جاہ کا واسطہ دے، یعنی اُس کے حضور کسی نیک مخلوق کے مرتبہ و مقام کا وسیلہ رکھے۔ اس کو شرکیہ وسیلہ نہیں کہا جائے گا کیونکہ اِس شخص نے اللہ کے سوا کسی کو نہیں پکارا۔ البتہ اس کو پکارنے کی ایک ایسی صورت اختیار کی ہے رسول اللہ ﷺ اور صحابہ نے کبھی اختیار نہیں کی۔ اللہ کے آگے کسی کا مرتبہ و مقام رکھنے کا اسلوب اُس کی عظمت سے میل نہیں کھاتا اور پھر یہ رسول اللہ ﷺ سے ثابت بھی نہیں اور سلف سے بھی اِس پر کوئی سند نہیں ملتی۔ (گو چند ایک اہل علم نے بعض ضعیف آثار کو صحیح باور کرتے ہوئے اِس میں اختلاف بھی کیا ہے)۔ لہٰذا اِس سے منع کیا جائے گا اور اِس کو دین میں ایک نیا کام جانا جائے گا۔ البتہ اِس کو شرک نہیں کہا جائے گا۔

ج) **شرکیہ وسیلہ:** یعنی آدمی مخلوق کو پکارے، اِس اعتقاد کے ساتھ کہ وہ مخلوق جس کو پوجا اور پکارا جا رہا ہے اِس کی بات خدا تک پہنچائے گی۔ یہ صاف صاف شرک ہے، نہ کہ محض بدعت۔ اوپر مضمون کے متن میں وسیلہ کی یہ شرکیہ قسم ہی ہمارے زیرِ بحث آئی ہے۔

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. **حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر**

آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

تعظیم ہو۔ ''عبادت'' وہ چیز ہی نہیں جو کسی 'واسطے' سے خدا تک پہنچائی جائے۔ ''اطاعت'' اور ''گرویدگی'' خدا کا اخص الخاص حق ہے اور اِس میں کوئی اور ذات کسی بھی 'حیثیت' میں حصہ دار نہیں کی جا سکتی۔ وہ ذلت جس کو ''عبادت'' کہا جاتا ہے کسی اور کے آگے رکھی ہی نہیں جا سکتی۔ یہ وہ تعلق ہی نہیں کہ بیچ میں کوئی اور ذات آئے۔ آدمی خالص خدا کا اور خدا کے لئے ہو جائے، یہ ''اسلام'' کا وہ اصل وصف ہے جو انسان میں سب سے پہلے مطلوب ہے۔ ''اسلام'' کا مطلب ہی یہ ہے کہ آدمی اپنا آپ پورے کا پورا خدا کو دے دے، یعنی خود سپردگی۔ یہ شخص تو اپنا سب کچھ خدا کو دے چکا، غیروں کو دینے کیلئے اِس کے پاس ہے کیا، سوائے ایک ''**لا**'' کے جسے یہ اپنے کلمہ کے عین شروع میں پڑھتا ہے! یہ ہے وہ شخص جس نے توحید انبیاء سے پڑھی ہے۔ یہ ہے وہ وصف جو انبیاء کی اتالیقی اختیار کرنے سے ملتا ہے اور یہی ہے وہ وصف جو عرش پر اِس مخلوق کی قدر کرواتا ہے۔ تمام تر پیغمبر دنیا میں آتے رہے تو وہ انسان کے اندر یہی جوہرِ نایاب پیدا کرانے کیلئے اور کتابیں اترتی رہیں تو وہ اِسی مقصد سے۔ یہ ''حنیفیت'' ہی انبیاء کے پیروکاروں کی سب سے بڑی پہچان ہے۔ یہ ''موحدانہ طرزِ بندگی'' ہی انبیاء سے نسبت رکھنے والوں کا سب سے بڑا تعارف ہے۔ انبیاء نے اپنے پیچھے کچھ چھوڑا تو یہی بات:

وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ (الزخرف:۲۸)

''ابراہیمؑ اپنے پیچھے اِسی کلمہ کو دائمی کر کے چھوڑ گیا کہ وہ
(اِسی کی طرف) لوٹ آتے رہیں''

اِس پہچان سے دستبردار ہونا یا ''اسلام'' کے اِس اخص الخاص وصف پر کوئی حرف آنے دینا ''لا الٰہ الا اللہ'' کہنے والے ایک شخص کی زندگی میں خارج از سوال

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. **حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر**
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کی تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

ہے۔ اِس کے بغیر ''لا الٰہ الا اللہ'' کا کوئی معنی اور مطلب ہی نہیں رہ جاتا۔

إِنَّا بُرَآءُ مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (الممتحنة: ٤)

ہم بیزار ہوئے تم سے اور ان سے جنہیں تم خدا کو چھوڑ کر پوجتے ہو

آج بھی مظاہرِ کائنات کو پوجنے والوں کو آپ خدا کی بے حد و حساب تعریفیں کرتا ہوا دیکھیں گے اور ان کو یہ کہتا ہوا پائیں گے کہ اِن مظاہر میں درحقیقت وہ ''خدا'' کو پوجتے ہیں!!! ایسے لوگ گلوبلائزیشن کے اِس دور میں کچھ بڑھ ہی رہے ہوں گے، کم نہیں ہو رہے۔ اِن مظاہر کی پوجا میں وہ خدا کو پانے کے ایسے ایسے 'روح پرور' محسوسات بیان کریں گے اور اِس عمل کے ذریعے خدا کی طلب اور جستجو کے ایسے ایسے حیرت انگیز مطالب زبان پر لائیں گے کہ آدمی ان کے سحر میں کھو کر رہ جائے۔ واجب ہے کہ آدمی کہہ دے: میں نے کفر کیا تمہارے اِن معبودوں سے اور تمہارے اِن راستوں سے جنہیں تم نے اور تمہارے باپ دادا نے اپنے پاس سے گھڑ لیا ہے۔ میرا معبود وہ ہے جس نے اپنی عظمت کی تجلی اپنی وحی کے ذریعے صرف انبیاء پر کی ہے اور جس کا پتہ دنیا میں صرف انبیاء دے سکتے ہیں۔ انبیاء سے بیگانہ ہو کر تم خدا تک پہنچنے کے دعویدار ہو تو تمہارا ہادی و رہبر صرف شیطان ہو سکتا ہے۔ رسولوں کے پیچھے چلے بغیر خدا تک پہنچ لینے کا زعم، اور مخلوق کی پوجا کے ذریعے خالق کو پا لینے کا وہم تم پر ایسے ہی کسی شیطان کی وحی ہے۔ تمہاری اِس عبادت اور تمہارے اِن معبودوں سے ہمیں کفر کرنے کا حکم ملا ہے، خواہ اپنے ان 'مظاہر' کے ذریعے جن کو تم پوجتے ہو ''خدا''

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

تمہارا کتنا ہی بڑا مقصود ہو اور ''خدا'' کو خوش کرنا تمہارا کتنا ہی بڑا ہدف۔ تمہارا یہ راستہ شرک ہے اور تمہاری منزل جہنم۔

ایسا صاف دوٹوک موقف اگر کسی کی زبان پر نہیں آتا، تو وہ ''**لا الٰہ الا اللہ**'' کو آج تک سمجھا ہی نہیں ہے۔

کتنے ہی لوگ ایسے نظر آئیں گے جو کچھ نیک فوت شدگان کو پوجنے اور پکارنے میں خدا کے تقرب کے متلاشی ہیں۔ کوئی اولیاء کو آوازیں دیتا ہے اور کوئی نبیوں کو۔ کوئی 'یسوع مسیح' کو پکار کر پار لگنا چاہتا ہے، کوئی 'علی مولا' یا 'پنجتن پاک' کو، کوئی 'غوث' تو کوئی 'داتا' تو کوئی 'غریب نواز' یا ایسی ہی کسی ذات کو جو یہاں کے شہروں اور محلوں میں بڑی دیر سے روپوشِ خاک ہوئی بیٹھی ہے...... جبکہ الحی القیوم ''عرش والے'' کا یہ حق کہ یہ اظہارِ نیاز صرف اور صرف اُس کے روبرو ہو اور آدمی اپنا یہ فقر اور اپنی یہ ذلت اُس کے سوا کسی کے آگے رکھنے کا روادار نہ ہو، ''عرش والے'' کا یہ حق گویا ہے ہی نہیں! غرض یہ اِنہی نیک ہستیوں کو وسیلہ مان کر خدا تک پہنچنا چاہتے ہیں بلکہ اِن سے دعاء واستغاثہ کرنے کو ''خدا'' کی ہی عبادت مانتے ہیں۔ اِس سے کیا فرق پڑتا ہے کہ خدا کو چھوڑ کر جس کو پکارا جا رہا ہے وہ کوئی نبی ہے یا کوئی ولی یا کوئی فرشتہ، 'مستقل بالذات' سمجھ کر پوجا جا رہا ہے یا 'غیر مستقل بالذات' مان کر...... ان کا شرک عین وہی ہے جس کو مٹانے کیلئے انبیاء مبعوث ہوتے رہے۔ اِس پر اِس قدر صریح اور دوٹوک ہونا اُسی شخص پر 'حد سے زیادہ گراں' گزرے گا جس کے ہاں ''**لا الٰہ الا اللہ**'' 'حد سے زیادہ بے وزن بات' ہو اور جس کے دل پر ''**نہیں کوئی پرستش کے لائق، مگر اللہ**'' کے الفاظ کوئی ہیبت نہ رکھتے ہوں۔ البتہ جس کے دل پر کلمۂ توحید کے یہ الفاظ ثبت ہوں وہ تو اِس شرک کی نفی

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. **حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر**

آگہی بخش مجلہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

کئے بغیر چین ہی نہ پائے گا۔ اُس کو تو صرف اِس بات سے غرض ہوگی کہ روئے زمین کے کچھ نادانوں نے اِس کلمہ کی حقیقت پر جو خاک انڈیل دی ہے، یہ اس کے چہرے سے وہ میل ہٹائے اور ایک صاف ستھری اجلی نکھری شہادتِ لا الٰہ الا اللہ کے ساتھ ہی یہ اپنے مالک سے ملے۔ دنیا میں خدا کے ساتھ شرک ہو تو اس پر ایک ایسی بے چینی اور اضطراب اِس کے روئیں روئیں میں دیکھی جائے جس کو اِس کا پورا ماحول محسوس کئے بغیر نہ رہ سکے۔ میثاقِ لا الٰہ الا اللہ کا مطلب زندگی میں ایسا ہی ایک رویہ رکھنا ہے اور باطل معبودوں کی نفی کرنے کا ایسا ہی ایک دستور۔

کتنے ہی انتظام دنیا میں ایسے پائے گئے ہیں کہ خدا کے نام پر جس چیز کو چاہیں حلال ٹھہرا دیں اور جس چیز کو چاہیں حرام ٹھہرا دیں۔ ان کے ہاں کچھ ایسے فلسفے گھڑ لئے گئے ہیں کہ خدا ان کو بہت سے اختیارات دے کر معاذ اللہ فارغ ہو چکا ہے۔ یہ اب جس چیز کو چاہیں دستور ٹھہرا دیں اور جس چیز کو چاہیں نا دستور۔ احبار اور رہبان ہیں، پوپ اور پادری ہیں جن کی بات آئین ہے اور جن کا فرمایا ہوا دستور، جس کو خدا کی شریعت میں چیک کرنا اور خدا کے فرمائے ہوئے کی روشنی میں جانچنا فرض ہی نہیں ہے! صدیوں تک ان کی یہ پیشوائی قائم رہی اور لوگوں پر فرض تھا کہ ان سے صادر ہونے والے الفاظ کو ہی قانون مانیں۔ پھر ایک وقت آیا کہ اِن پوپوں اور پادریوں نے اپنی یہ پیشوائی 'پارلیمانوں' کو بیچنے کا فیصلہ کیا اور اپنا 'حقِ اطاعت' صرف 'مذہبی معاملات' تک محدود کرلیا۔ اب ''انسانوں'' پر واجب ہے کہ 'غیر مذہبی معاملات' میں پارلیمانوں کی اطاعت کریں اور 'مذہبی معاملات' میں پوپوں اور پادریوں کی! 'جدید معاشروں' کی بنیاد اسی چیز پر رکھی گئی ہے۔ خدا نے جو بھی فرمادیا ہے، یہ پیشوا جانیں اور ان کا کام۔ ایک عام شہری کا فرض ہے تو بس یہی

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

کہ وہ دیکھیں اِن سیاسی و مذہبی پیشواؤں نے کیا چیز ان کیلئے صادر کی ہے اور کیا چیز ان پر فرض ٹھہرائی ہے! 'پیشوا' اپنے فیصلے کب تبدیل کرتے ہیں اور کب نہیں، یہ وہ خود ہی جانیں، البتہ 'عام شہری' پر فرض ہے کہ یہ انہی سے صادر ہونے والے فیصلوں پر چلیں جب تک کہ وہ ان کی جگہ کوئی نئے فیصلے نہیں کر دیتے! خدا کا جو بھی کوئی حقِ اطاعت ہے وہ انہی پیشواؤں کے فیصلوں میں کہیں گم ہو کر رہ جاتا ہے۔ خدا نے جو بھی فرما دیا ہے اور خدا کا فرمایا ہوا جتنا بھی واضح ہے مخلوق کو چلنا ہے تو اب انہی پیشواؤں کے دیے ہوئے 'پروسیجرز' کا پابند رہتے ہوئے اور انہی کے 'سسٹمز' کی پیروی کرتے ہوئے!

حتیٰ کہ خدا کے فرمائے ہوئے کو 'قانون' کا مرتبہ دلانا ہے تو بھی اِنہی کے ہاں درخواست دائر ہوگی اور اِنہی کے فیصلے کا انتظار!!!

یہ شرک مغرب میں پایا گیا ہو یا اب مشرق میں درآمد کر لیا گیا ہو، صاف صاف خدا کی ہمسری ہے اور رسولوں کے دین کے ساتھ نہایت صریح تصادم۔ أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ (الاعراف: ۵۴) تخلیق اُس کی تو حکم بھی اُسی کا۔ مالک وہ ہے تو اطاعت بھی اُسی کی۔ میثاقِ لا الٰہ الا اللہ اِن سب نظاموں کے ساتھ کفر کر دینا ہے اور اِن کو ہلاکت اور بربادی کی راہ جاننا۔

أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ شَرَعُوا لَهُم مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَأْذَن بِهِ اللَّهُ

(الشوریٰ: ۲۱)

"کیا ان کے کوئی شریک ہیں جو ان کے لئے طریقِ زندگی صادر کرتے ہیں، کہ جس کی خدا نے کہیں منظوری ہی نہیں دے رکھی"

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

قُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تُفْلِحُوْا..!!!

''**نہیں کوئی پرستش کے لائق، مگر اللہ**'' کو اپنا دستور ماننا اور اِسی کو دنیا کی سب قوموں، سب ملتوں، سب جماعتوں، سب نظاموں اور سب دستوروں کے روبرو اپنا مایۂ امتیاز بنا رکھنا.. یعنی اِس کی بنیاد پر دنیا کی ان سب قوموں، سب ملتوں، سب شریعتوں، سب نظاموں اور سب دستوروں کے ساتھ اپنا ایک بنیادی ترین اختلاف سامنے لانا.. اور اِس اختلاف پر آخری درجے کا اصرار کر کے دکھانا اور اِسی کو اپنے جڑنے اور ٹوٹنے کی اساس بنا کر رکھنا اور اپنا جینا اور مرنا اِسی کیلئے کر لینا، یہاں تک کہ یہی اس کی پہچان ہو اور یہی اس کا تعارف...... صاحبو! یہ وہ پہلا اور بنیادی کام ہے جو انبیاء کے پیروکار اِس دنیا میں کر کے جاتے ہیں۔ رسولوں کا مشن اصل میں یہی ہے۔ صالحین اور مصلحین کے عمل کا نقطۂ ابتدا یہی ہے۔ اِس سے بڑھ کر سعادت کا کام دنیا میں کوئی نہیں۔ شریعت میں اِس سے بڑا کوئی فرض نہیں۔ عرش کے مالک کے ساتھ دوستی اور وابستگی کی اِس سے اعلیٰ تر کوئی صورت نہیں۔

پس میثاقِ لا الٰہ الا اللہ یہی ہے کہ دنیا بھر میں غیر اللہ کی پرستش کے ساتھ اللہ کے ایک وفادار کی جنگ چھڑ جائے۔ ''عبادتِ غیر اللہ'' ہزار ہا لبادے میں اُس کے سامنے لے آئی جائے تو بھی اُس کی نگاہِ توحید شناس اُس کو پہچاننے میں دیر نہ کرے اور صاف صاف اُس کا کفر کرے۔ وہ 'کلمہ گو' کیا ہوا جس سے ہزار ہا پیغام 'اسلام' کے نام پر نشر ہوں مگر طاغوتوں اور اللہ کے شریکوں کے ساتھ عداوت کا لہجہ اُس کی ''دعوت'' ہی نہیں خود اُس کے ''فہم اسلام'' ہی میں عنقا ہو؟! شرک کا کوئی ملک اُس کی آنکھ میں کھٹکے اور نہ کوئی ملت۔ شرک کا کوئی عقیدہ اُس کو دعوتِ

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

مبارزت دیتا ہو اور نہ کوئی نظام اور نہ کوئی دستور۔شرک کے شعارات سے دنیا بھری پڑی ہو مگر 'عبادت' کے نام پر اُس کو اپنے ورد اور وظیفوں ہی سے غرض ہو اور اللہ کے ساتھ محض اپنے 'قلبی تعلق' ہی کی فکر!!!

دنیا باطل معبودوں سے اٹی پڑی ہو، اور اس کو کوئی فکر ہو تو 'خیر سگالی' کی! خدا کے حق پر ڈاکے پڑتے ہوں اور اِس کو فکر ہو تو 'مسکراہٹیں' بکھیرنے کی! شرک پر اِس کا چہرہ کبھی غصے کے ساتھ تمتمائے اور نہ خدا کی گستاخی ہونے پر یہ اپنے آپ کو چیلنج ہوتا ہوا محسوس کرے! الحاد کے ساتھ اِس کو کوئی پرخاش اور نہ عبادت غیر اللہ کے ساتھ اِس کا کوئی جھگڑا!!! ہزارہا بار یہ **قُلْ یَا أَیُّھَا الْکَافِرُوْنَ لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ** پڑھ کر گزر جائے گا مگر اِس کو "اسلام کی ڈپلومیسی" کا کوئی مفہوم اِس کے اندر سے نہ ملے گا! ہزاروں سیرت کی کتابیں اِس کی نظر سے گزریں گی، 'سیرت پروگراموں اور کانفرنسوں' کے بغیر اِس کی زندگی کا کوئی سال نہ گزرا ہوگا، یہاں تک کہ 'سیرت' کی ایک ایک 'ڈی ٹیل' اِس کو ازبر ہوگی، مگر یہ معلوم نہ ہوگا کہ وہ ساری ہجرتیں، وہ سارے غزوے، وہ ساری جدوجہد، وہ سب مخالفت، وہ سب اذیتیں اور تکلیفیں اور دشمنیاں جو اِس نبیؐ اور اس کی مٹھی بھر جماعت کو پیش آئیں، اُس کی نوبت آخر آئی کیوں تھی؟ آخر وہ کونسا اسلوب تھا کہ **"نہیں کوئی پرستش کے لائق، مگر اللہ"** کے الفاظ کہنا ایک 'جرم' بن جاتا تھا؟!! 'انبیاء کے واقعات' بھلے مانس کو اِس دِقت اور تفصیل سے یاد ہوں گے کہ 'انسائیکلوپیڈیا' کی شاید ہی کمی محسوس ہو، مگر انبیاء دنیا میں آئے کیوں تھے اور رسولوں کا اپنی قوموں کے ساتھ اصل جھگڑا کیا تھا، یہ ایک بات البتہ 'علم' میں آنے سے رہ گئی ہوگی......! وجہ یہی کہ دین کی ہر بات سمجھی، مگر لا الٰہ الا اللہ کو نہیں سمجھا!!! دین کا ہر سبق لیا مگر دین کا پہلا سبق لئے بغیر چھوڑ دیا!!!

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. **حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر**
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

جاہلیت کو آج بطورِ خاص ایسے 'کلمہ گوؤں' کی ضرورت پڑ گئی ہے جو اِس کلمہ کے 'لا' سے صرفِ نظر کر کے آگے گزر جائیں، اور پھر خدا کو جتنا مرضی پوجیں! یہاں تک کہ 'خدا کو ماننے' کی دعوت بھی پھر جس قدر مرضی دیں! جہان میں اللہ کے ساتھ دوسرے معبودوں کی باقاعدہ پوجا اور پرستش ہو لیکن ہمارے اِن 'کلمہ گوؤں' کو دیگر ادیان کے ساتھ صرف 'مشترک' نکات کی تلاش ہو!!![٥] رسولوں کی

---

(٥) ''گلوبلائزیشن'' کی ضرورتوں کیلئے پریشان 'تقاربِ ادیان' کے داعی یہاں پر قرآن کی آیت قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْاْ إِلَى كَلَمَةٍ سَوَاء بَيْنَنَا وَبَيْنَكُم (آل عمران:٦٤) سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ دیگر مذاہب کے ساتھ 'مشترک نکات' ہی کو نمایاں کرنا اور سب گروہوں اور فریقوں کو ایسے ہی کچھ 'مشترک نکات' پر آنے کیلئے کہنا دین کا ایک مشروع عمل ہے! قرآن خدا کے فضل سے وہ کتاب ہے کہ باطل نہ سامنے سے اِس کے اندر راہ پا سکتا ہے اور نہ پشت سے۔ اِس موضوع پر تفصیل سے بات کسی اور مقام پر ہوگی، لیکن مختصراً یہاں یہ چند نکات بیان کر دیے جانا ہی اللہ کے حکم سے کفایت کرے گا:

١) سورۂ آل عمران کی یہ آیت توحید کی نہایت صریح اور واشگاف دعوت ہے اور خدا کے ماسوا پوجی جانے والی ہستیوں سے برگشتہ ہو جانے اور شرک سے دستبردار ہو جانے کا ایک ''شدید حد تک'' صریح مطالبہ:

أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللّهَ وَلاَ نُشْرِكَ بِهِ شَيْئاً وَلاَ يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضاً أَرْبَاباً مِّن دُونِ اللّهِ

''یہ کہ ہم (ہر دو فریق) نہ پوجیں مگر اللہ کو۔ اور یہ کہ نہ شریک کریں اُس کے ساتھ کچھ بھی۔ اور یہ کہ نہ پکڑے ہم میں سے کوئی کسی دوسرے کو ارباباً من دون اللہ''

(دیکھئے آل عمران کی یہی آیت ٦٤، جس کا یہ تقارب ادیان کے داعی حوالہ دیتے ہیں)

بتائیے اِس سے زیادہ صریح دعوت باطل معبودوں کی نفی کے باب میں کیا ہو سکتی ہے؟

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر

آ گہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

(بقیہ حاشیہ از گزشتہ صفحہ)

توحید کا اِس سے زیادہ قوی بیان کیا ہوسکتا ہے؟ کیا اِس آیت کا مطلب واضح نہیں کہ ہمارا اشتراک ہوسکتا ہے تو باطل خداؤں کی نفی پر اور خدا کی بلاشرکتِ غیرے عبادت پر، جوکہ موسیٰ علیہ السلام کی بھی دعوت تھی اور عیسیٰ علیہ السلام کی بھی، بلکہ خدا کے ہر نبی اور ہر رسول کی دعوت، جسے ان کے نام لیوا آج چھوڑ بیٹھے ہیں؟ ''اشتراک'' کی بنیاد کوئی ہوسکتی ہے تو انبیاء کی دعوت کے اُن حصوں کو سامنے لاکر جنہیں اہل کتاب نے شرک کا شکار ہوکر اب طاقِ نسیاں میں رکھ چھوڑا ہے۔ یعنی ''اشتراک'' کی کوئی بنیاد ہوسکتی ہے تو انبیاء کی دعوت کے وہی حصے جن کو اپنے شرک کے باعث اہل کتاب اب 'متنازعہ' کرچکے ہیں۔ پس یہ تو ایک ''تنازعہ'' کو ریکارڈ پر لانا ہے نہ کہ اُس کو روپوش کرا دینا۔ اور بفضلہٖ تعالیٰ یہ بات قرآن کی اسی آیت سے واضح ہے جسے یہ لوگ اپنی گمراہی کے ثبوت کیلئے لاتے ہیں۔

۲) پھر اِس آیت کا سیاق بھی قابل غور ہے۔ سورۂ آل عمران کی یہ آیت اُن آیات کے متصل بعد آتی ہے جن میں اہل کتاب کو مباہلہ کی دعوت دی گئی ہے۔ مفسرین آپ کو بتائیں گے کہ یہ وفد نجران کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کا وہ مناظرہ ہے جس میں نجران کے پادریوں کو جواب دینے سے آپ ؐ کو اس لئے روک دیا گیا تھا کہ ان کا جواب خود قرآن کو دینا تھا، اور تب سورۂ آل عمران کی یہ آیات اتری تھیں! خود اِس آیت کو دیکھئے اور اِس سے متصل پہلے گزرنے والی آیت مباہلہ کو دیکھئے، دونوں آیتوں کا اختتام فإن تولوا ''اگر یہ منہ موڑیں'' کے الفاظ پر ہوتا ہے، جس سے واضح ہے کہ آیتِ مباہلہ اور اِس زیرنظر آیت کا ایک ہی سیاق ہے اور ایک ہی تسلسل۔

۳) پھر یہ بھی واضح ہے کہ وفد نجران نے آپ ؐ کی اس دعوت کو قبول کرنے سے منہ موڑ لیا تھا۔ نہ مباہلہ کرنا قبول کیا جو کہ پہلی آیت میں ان کو کہا گیا، اور نہ اِس 'کلمۃ سواءٍ' پر آنا قبول کیا جو کہ اِس زیر بحث آیت میں مذکور ہوا۔ جس پر وہ جزیہ دینا قبول کرکے نجران واپس لوٹ گئے، گو واپسی میں ان میں سے کچھ لوگ مشرف بہ اسلام بھی ہوئے۔ کوئی تقاربِ ادیان کے اِن داعیوں سے سوال کرے، اِس آیت میں وہ کونسے 'مشترکہ نکات' تھے جو وفد نجران کو جزیہ دے دینے سے بھی بڑھ کر ناقابل قبول تھے؟

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

دعوت تو اُس نزاع کو کھڑا کرنے سے شروع ہو جو خدا کے ساتھ اوروں کو شریک کرنے سے متعلق ہے اور اِن 'کلمہ گوؤں' کی دعوت عین اِسی نزاع کو روپوش کرانے سے شروع ہو! اللہ کو پوجنے کیلئے رسولوں کی ہمیشہ یہ پیشگی شرط رہی ہے کہ غیر اللہ کی پوجا کا انکار ہو۔ دعوتِ اسلام کی یہ اخص الخاص پہچان ہے۔ انبیاء نے قوموں کے سامنے اپنی پہلی بات ہی یہ رکھی ہے، جبکہ 'مشترک نکات' سامنے لانے کی گنجائش انبیاء کے پاس بھی کچھ ایسی کم نہ تھی اور اِس اسلوب کے 'فوائد' بھی ان کی نظر سے اوجھل نہ تھے! لیکن اللہ کی تعظیم اور توقیر اِس کے سوا کچھ ہے ہی نہیں کہ سب سے پہلے 'شریکوں' اور 'ہم سروں' کی غلاظت ہی اُس کی بندگی کے تصور سے ہٹا کر رکھ دی جائے اور سب سے پہلے اُس کے نام اور اُس کے مقام کی یکتائی ہی تسلیم کروائی جائے۔ آخر وہ کونسا اسلام ہے جس میں اللہ کی تعظیم اور توقیر کی یہ اولین شرط ہی پس منظر میں لے جائی جائے؟! ''اسلام'' کی اِس اخص الخاص پہچان کے بغیر ہی دنیا میں اسلام کی کوئی 'پہچان' کرالی جائے؟! اور ''خدا کو ماننے'' کے اِس بنیادی ترین تصور پر اصرار کئے بغیر ہی کسی کا 'خدا کو ماننا' قابل اعتناء جان لیا جائے؟! اسلام کے داعی اِسی کو غنیمت جاننے لگیں کہ چلیں لوگ خدا کو مانتے تو ہیں! اِس 'مشترک نکتے' پر اِس قدر فریفتہ ہوں کہ ''متنازعہ'' نکات کو 'مذاہب کا اندرونی مسئلہ' مان کر خاموش ہو جائیں......؟! کون نہیں جانتا دعوتِ رسل کے خنجر کا رخ ہمیشہ مذاہب کے اِسی 'اندرونی مسئلہ' کی جانب رہا ہے اور کسے معلوم نہیں کہ جاہلیت کا سب واویلا اِسی بات پر ہوا ہے؟!! 'مشترک نکات' کے سُروں پر معاذ اللہ اگر انبیاء اور ان کے پیروکار بھی سر دھننے لگتے تو جاہلیت کہیں بڑھ کر اُن کے پیر چومتی اور آج کے تقاربِ ادیان کے 'مسلم' داعیوں کی نسبت کہیں بڑھ کر اُن کو 'تمغے' اور 'پرائز' دیتی!!!

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. **حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل** پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

مگر یہ انبیاء تھے جو جانتے تھے، خدا کے تمغے جاہلیت کے تمغے ٹھکرانے کی قیمت پر ملتے ہیں اور آخرت کی داد و تحسین دنیا میں خدا کی خاطر دشنام سننے کا انعام ہے! کہاں وہ مکہ کے کچھ بدبختوں کے بیہودہ آوازے اور دریدہ ذہنی و ہرزہ سرائی اور کہاں آج آدھی دنیا میں اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کا ورد!!!!

حضرات! جاہلیت آج صدیوں کی محنت کے بعد 'گلوبلائزیشن' کی صورت میں جس تیاری اور جس مشرکانہ ایجنڈا کے ساتھ میدان میں اترنے جا رہی ہے، امکان ہے کہ پوری دنیا عنقریب وہی 'مکہ' بن جائے اور ''ایمان'' کے ویسے ہی امتحان پھر سے ہونے لگیں۔ ''**نہیں کوئی پرستش کے لائق، مگر اللہ**'' کہنے والوں کا 'زمانہ' دنیا میں کبھی بھی ختم نہیں ہوا لیکن اِس ''میثاقِ لا الٰہ الا اللہ'' کے ساتھ میدان میں اترنے والوں کا تو زمانہ آج خاص طور پر منتظر ہے......

جاہلیت پورے جہان کو شرک کے ایک ہی جل تھل میں غرق کرا چکی، صرف 'اسلام' کا وہ 'ایڈیشن' درکار ہے جو جاہلیت کی جانب سے چھوڑے گئے 'مذاہب' کے خانوں میں سے کسی ایک 'خانے' میں فٹ ہو سکے اور جو اِس گلوبل ویلج کیلئے ایسے 'سدھائے ہوئے' باشندے بڑی تعداد میں فراہم کرنے کا اجارہ لے جو 'پرسنل لائف' میں ہی خدا کو پوجیں البتہ اس سے باہر کسی چیز سے تعرض نہ کریں! جو بڑے اخلاص کے ساتھ خدا کا حق خدا کو دیں اور 'قیصر' کا حق 'قیصر' کو! جن کے ذہن تک میں کبھی یہ سوال کھڑا نہ ہو کہ مسجدوں کی 'چاردیواری' سے باہر اِن شہروں اور اِن ملکوں میں کون پوجا جاتا ہے اور کروڑوں اربوں کی ان آبادیوں پر شرق تا غرب کس کا قانون چلتا ہے؟ جو 'خدا کی عبادت' کو بس قلبی واردات کا ہی محل جانیں اور اس کا دائرہ 'اخلاقیات' سے باہر ہرگز نہ جانے دیں۔ رہے 'معاشرے' اور ان کے چلائے

جانے کی سمت تو 'نمازی' اور 'روزہ دار' مخلوقات اس کو طاغوتوں کا ہی پیدائشی حق سمجھیں اور انہی کی دائمی جاگیر۔ 'مذہب' کا وہ ایڈیشن یہاں شدت کے ساتھ درکار ہے جو 'مسجدوں' سے بڑے پیمانے پر ایسے 'عبادت گزار' پیدا کر کے دے جو کفر کے محکوم معاشروں میں ناک کی سیدھ چلیں اور صرف اپنی 'روحانی ترقی' کی فکر کریں! ہر 'مذہب' کو آج ایسے ہی پیروکار پیدا کرنا ہیں جن کے 'دین' کا فرق 'عبادت خانوں' کے اندر جا کر ہی پتہ چلتا ہو۔ رہی 'عبادت خانوں' سے باہر کی دنیا، تو یہاں سب کا 'دین' ایک ہو!

اِس کا نام مجرمینِ قریہ کی زبان میں 'گلوبلائزیشن' ہے! اس 'ویلج' کا کوئی نقشہ اس کے سوا آج ان کے ذہن میں نہیں!

صرف اسلام ہے جو اِس عالمی ایجنڈا کے مقابلے پر کھڑا ہے، کیونکہ اِس کا کلمہ '**لا**' سے شروع ہوتا ہے اور ''**إلا الله**'' کا ادا ہونا اِس ''**لا إلٰہ**'' کے متحقق ہو جانے کے بعد ہی کوئی اعتبار رکھتا ہے اور ''**إلٰہ**'' کا مفہوم اِس قدر جامع اور مکمل کہ زندگی کا کوئی نشاط ''عبادت'' کی تعریف سے باہر نہیں۔ آج صرف اسلام ہے جو دنیا کو 'مذہب' کا وہ 'اسٹینڈرڈ ایڈیشن' دیے جانے کے اندر مانع ہے۔ ایک طرف پوری دنیا کی زمام ایک ہی عالمی ایجنڈا کے ہاتھ میں آ چکی ہے، جو کہ تاریخ عالم کا ایک نہایت انوکھا واقعہ ہے۔ دوسری جانب پوری انسانیت کی مزاحمت دم توڑ چکی ہے اور مقابلے میں صرف ''اسلام'' باقی رہ گیا ہے۔ ایسی مڈبھیڑ تو صدیوں میں کبھی نہ ہوئی ہوگی! عالمی شرک کو لازماً 'اسلام' کا اب ایک نیا ایڈیشن چاہیے جس کے کلمہ میں '**لا**' کو ختم نہیں کرایا جا سکتا تو اوجھل ضرور رکھا جا سکتا ہے۔ عالمی شرک کو ایک ایسا 'اسلام' چاہیے جو 'تقاربِ ادیان' کی میز پر بیٹھ سکتا ہو اور جو 'مذاہب' کے ساتھ

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

’مشترک نکات‘ پر اپنے پیروکاروں کی تمام تر توجہ مرکوز کرا کر رکھ سکتا ہو۔ جاہلیت کا سب سے بڑا کوئی پراجیکٹ اِس وقت ہے تو وہ یہی۔ پس عنقریب آپ یہاں ’اسلام‘ کے داعیوں کی ایک فوج ظفر موج دیکھیں گے جو ”اسلام“ کے مسلمات کو پوری بے رحمی کے ساتھ بلڈوز کرتے چلے جائیں اور جن کے ’اسلامی‘ سُر تال نہایت باریکی کے ساتھ جاہلیت کے عالمی دجالی سُروں کے ساتھ مل کر وہ ’عالمی ترانہ‘ تشکیل دیں جس کیلئے بڑی دیر سے ریہرسل جاری ہے اور جس کے لئے جاہلیت آخری حد تک بے صبر ہوئی جاتی ہے!

اِس کشمکش میں کوئی ایک بھی بات نئی نہیں۔ جاہلیت کو اپنی سرشت بھول سکتی ہے اور نہ موحدین کو اپنی پہچان۔ دنیا ہمیشہ ہی شرک سے بھری رہی ہے اور موحدین کے چین کرنے کو یہ جہان بنا ہی نہیں۔ اِس کشمکش میں اصل رنگ ہمیشہ اُن سعادت مند نفوس کے آنے سے پڑتا ہے جن کی زندگی اِس لا الٰہ الا اللہ کی شہادت ہوتی ہے۔ اِس ”شہادت“ کی جہاں اور بے شمار جہتیں ہیں وہاں یہ بھی باقاعدہ طور پر مطلوب ہے کہ آدمی اللہ کے حق کو غیر اللہ کے زیر استعمال دیکھے تو اس کو اپنی غیرت کا امتحان جانے۔ آدمی جب بھی یہ کلمہ پڑھے وہ شرک کی پوری ایک دنیا سے اپنے آپ کو الگ تھلگ ہوتا محسوس کرے۔ غیر اللہ کی پرستش پر قائم ملکوں کے ملک اُس کو ایک حرفِ غلط کی طرح نظر آئیں۔ وہ ہر اُس قوم، ہر اُس ملک، ہر اُس گروہ، ہر اُس نظام اور ہر اُس دستور سے اپنا آپ جدا ہوتا ہوا محسوس کرے جو اِس لا الٰہ الا اللہ کے ساتھ تصادم روا رکھے ہوئے ہو۔

نہایت واضح ہو ایک فرد کا لا الٰہ الا اللہ کہنا افراد کے بالمقابل ایک معنیٰ رکھتا ہے تو ایک قوم کا لا الٰہ الا اللہ کہنا اقوام کے بالمقابل، اور ایک ملک کا لا الٰہ الا اللہ کہنا

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. **حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل** پر

آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

ملکوں کے بالمقابل اور ایک امت کا لا الٰہ الا اللہ کہنا امتوں کے بالمقابل۔ ہر ہر سطح پر شہادتِ لا الٰہ الا اللہ کی الگ الگ ایک جہت ہے۔ لا الٰہ الا اللہ کے اقرار اور اعلان کے حوالے سے ایک فرد کو جو چیز کفایت کرتی ہے وہ ہرگز ایک جماعت کو کفایت کرنے والی نہیں۔ جماعتوں اور گروہوں کو جو چیز کفایت کرتی ہے وہ ہرگز ایک ملک اور ایک قوم کو کفایت نہیں کرتی۔ ہر کسی کو اپنی اپنی دنیا میں اور اپنی اپنی حیثیت میں لا الٰہ الا اللہ کی شہادت دینا ہے۔

ایک 'جماعت' کو یہ کافی نہیں کہ اُس کے افراد لا الٰہ الا اللہ پڑھتے ہیں! نہ اُس کی بابت صرف یہ دیکھا جانا ہے کہ اِس میں پائے جانے والے افراد اپنی ذاتی حیثیت میں 'صحیح عقیدہ رکھتے ہیں اور شرک میں بھی ملوث نہیں'! دیکھنا یہ ہوتا ہے کہ شہادتِ لا الٰہ الا اللہ کا مضمون 'جماعتی حیثیت' میں اس سے کہاں تک نشر ہوتا ہے۔ ایک ملک کو اپنے باشندوں کا لا الٰہ الا اللہ پڑھنا کافی نہیں، دیکھنا یہ ہوتا ہے کہ اپنے اجتماعی نظام میں کہاں تک وہ ملک لا الٰہ الا اللہ کی شہادت دیتا ہے اور اقوام کے بالمقابل وہ کہاں تک شرک اور توحید کے فرق کو سامنے لاتا ہے اور کہاں تک دنیا کے باطل معبودوں سے کفر اور بیزاری کر کے دکھاتا ہے۔ 'فرد' سے آگے جوں جوں معاملہ بڑھتا ہے، یہاں ہر ہر سطح پر ایک نئی جہت سامنے آتی ہے اور **"نہیں کوئی پرستش کے لائق، مگر اللہ"** کی اِس شہادت میں ہر ہر مرحلے پر ایک نیا باب کھلتا ہے۔

پس یہ "میثاقِ لا الٰہ الا اللہ" وہ سرتا پیر تبدیلی ہے جو ایک 'فرد' کا نقشہ بھی پیش کرتی ہے، ایک 'جماعت' کا بھی، ایک 'معاشرے' کا بھی، ایک 'قوم' کا بھی

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آ گہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

اور ایک 'امت' کا بھی اور ایک پوری 'دنیا' کا بھی۔ یہ ہر ہر سطح پر انسان کے کردار کا ایک نہایت صحیح اور دقیق تعین ہے۔ انسانی عمل کی ہر ہر جہت اِس سے پھوٹ کر سامنے آتی ہے اور زندگی اور وجود کا کوئی پہلو اِس سے چھوٹتا نہیں۔ نہ 'آخرت' پس منظر میں جاتی ہے اور نہ 'دنیا' اِس کے دائرہ سے باہر رہ پاتی ہے۔ یہاں خدا کا مقام بھی متعین ہوتا ہے اور مخلوق کی حیثیت بھی۔ یہ حق کا اثبات بھی ہے اور باطل کی نفی بھی۔ ولاء بھی ہے اور براء بھی۔ طاغوت کا کفر بھی ہے اور اللہ کے ساتھ وابستگی بھی۔ یہ نفس کو بھی خدا کے آگے جھکانا ہے اور سماج کو بھی۔ یہ قلب کی بندگی بھی ہے، عقل کی تسلیم اور رضا بھی، زبان کی عبادت بھی اور جوارح کی فرماں برداری بھی...... غرض ایک کامل میثاق، جس کا صلہ دنیا کی کامیابی ہے اور آخرت کی سرخروئی۔

اور توفیق دینے والا اللہ کے سوا کوئی نہیں!

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

کلمہ کی کیا کوئی ''شروط'' بھی ہیں؟

کیا 'کلمہ' کی کوئی شروط بھی ہیں؟

یعنی کیا ایسی کوئی اشیاء بھی ہیں جن کا، کلمہ پڑھتے وقت، آپ کے یہاں پایا جانا باقاعدہ طور پر مطلوب ہے، اور اگر وہ اشیاء عین کلمہ پڑھتے وقت آپ کے ہاں نہ پائی گئیں تو آپ کا کلمہ گو ہونا ہی اسلام کی نظر میں معتبر نہ ہوگا؟

کیا ایسی کوئی اشیاء بھی ہیں کہ آدمی کلمہ پڑھتا تو ہو مگر اُس کا کلمہ پڑھنا ____ اُن اشیاء کے بغیر ____ اسلام کی نظر میں تسلیم ہی نہ ہوتا ہو اور دنیا و آخرت کے وہ فوائد جنہیں وہ کلمہ گو ہونے کے ناطے حاصل کرنا چاہتا ہے ان اشیاء کے پیشگی پائے گئے بغیر وہ فوائد اُسے حاصل ہی نہ ہوں، کیونکہ کلمہ کی کچھ بنیادی ''شروط'' ہی اُس سے پوری ہونے سے رہ گئیں؟

مگر اِس سوال پر تعجب کیوں؟

کیا اسلام کے اندر ہم نماز کی شروط سے واقف نہیں؟ کون ہے جو ''طہارت'' کے بغیر پڑھی گئی نماز کو ''نماز'' مان لے؟ کون ہے جو ''نیت'' کے بغیر رکھے گئے روزہ کو ''روزہ'' تسلیم کر لے یا ''احرام'' کے بغیر کئے گئے حج کو ''حج'' مان لے؟ روزہ، حج، زکات، قربانی...... کونسا شرعی عمل آخر ایسا ہے جس کی شریعت کے اندر کوئی شروط ہی نہ ہوں؟

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. **حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر**

آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

پس جہاں اسلام نے کچھ ارکان اور اعمال مقرر ٹھہرائے ہیں وہاں ان ارکان اوران اعمال کی شروط بھی مقرر ٹھہرائی ہیں۔ اسلام کے یہ اعمال ان شروط ہی کے ساتھ ادا ہوں تو ان کا کوئی اعتبار ہوگا ورنہ ان اعمال کا ہونا نہ ہونا شریعت کی نظر میں ایک برابر ہے۔ وہ عمل جس کی شروط ہی پوری ادا نہیں ہوئیں اس کا شریعت میں غیر معتبر ٹھہرنا کوئی اچھنبے کی بات ہے اور نہ کوئی انہونا مسئلہ۔ 'عوام' بھی اسکی بعض مثالوں سے ویسے واقف ضرور ہیں۔ بطورِ مثال، نماز اگر آپ نے بغیر وضو پڑھ لی ہے تو کون شخص ہے جو اُس نماز کا اعتبار کر لے گا؟ آخر کیوں اِس نماز کا کوئی اعتبار نہیں، باوجود اِسکے کہ نماز آپ نے 'پڑھی' ہے؟ سجدہ بھی پورا کیا اور رکوع بھی اور نماز کے دیگر ارکان و واجبات بھی، پھر بھی ''نماز'' آپ کی نہیں ہوئی۔ اور ایسی نماز کے 'نہ ہونے' پر کسی کو تعجب بھی نہیں، حالانکہ پڑھنے والے نے اِس پر اچھا خاصا وقت اور محنت صرف کی ہے اور خدا کی بابت تو سنا ہے کہ نیک عمل ذرہ برابر بھی ہو تو اُس کے ہاں اکارت نہیں جاتا! مگر اسلام ہمیں بتاتا ہے کہ ''نیک عمل'' اسی کو کہیں گے جو شریعت میں بتائی گئی حدود اور قیود کا پابند رکھا گیا ہو، ورنہ وہ عمل تو ہے مگر ''نیک عمل'' جو خدا کے ہاں معتبر ٹھہرتا ہے وہ نیک عمل نہیں۔ چنانچہ اتنا شعور یہاں ہر شخص رکھتا ہے کہ وضو کے بغیر نماز چاہے کتنی ہی اعلیٰ انداز میں پڑھی گئی ہو، ''نماز'' نہیں؟ ایک عام شخص بھی آپ کو یقیناً یہی بتائے گا۔ کبھی اُس سے آپ پوچھیں کہ کیوں؟ تو وہ بتائے گا: نماز کی ایک شرط پوری ہونے سے رہ گئی، یعنی باوضو ہونا۔ اسی طرح، قبلہ رخ ہونا ایک دوسری شرط ہے: بے شک آپ ساری نماز درست اور سنت طریقے پر ادا کر لیں لیکن اگر آپ نے قبلہ رخ ہونے کی شرط پوری نہیں کی ہے تو ایک عامی تک آپ کو بلا تامل کہے گا 'صاحب آپ کی نماز نہیں ہوئی'۔

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

پس ثابت ہوا اسلام کا ہر عمل اپنے قبول اور معتبر ہونے کیلئے اس بات کا ضرورت مند ہے کہ شریعت میں اُس کے معتبر ہونے کے لئے اگر کوئی شروط ہیں تو پہلے وہ شروط پوری کر لی گئی ہوں۔ ''اعمال'' اگر شریعت نے مقرر ٹھہرائے ہیں تو اُن اعمال کے معتبر ہونے کی ''شروط'' بھی شریعت ہی کی مقرر کی ہوئی چلیں گی...... اپنی مرضی نہ ''اعمال'' کے معاملہ میں چلے گی اور نہ ''شروط'' کے معاملہ میں۔

اصطلاح میں ''شروط'' کہا ہی ان چیزوں کو جاتا ہے جو کسی عمل میں پیشگی طور پر مطلوب ہوں اور جن کے بغیر وہ عمل اگر کر بھی لیا گیا ہو تو اس کا ہرگز کوئی اعتبار نہ ہو۔

تو کیا پھر یہ درست ہوگا کہ اسلام میں نماز کی شروط تو ہم پڑھیں۔ زکوۃ، روزہ، حج وغیرہ کی شرطیں بھی ہمیں پڑھائی اور بتلائی جائیں، مگر اسلام کا وہ سب سے پہلا رکن یعنی ''کلمہ'' ہمارے ہاں اس طرح نظر انداز ہو کہ ہم اِس کی شروط تک نہ جانیں اور نہ ہمیں کلمہ کی یہ شروط مساجد کے اندر کبھی پڑھائی اور بتائی جائیں، الا ماشاءاللہ۔

قرآن اور حدیث نے تو جہاں نماز روزہ ایسے دوسرے اعمال کی شروط بتائی ہیں وہاں اس سے کہیں زیادہ وضاحت کے ساتھ کلمہ کی شروط بتائی ہیں۔ لہٰذا جس طرح نماز کی کوئی شرط پوری نہ ہو تو نماز نہیں ہوتی اسی طرح کلمہ کی کوئی شرط پوری ہونے سے رہ گئی ہو تو کلمہ نہیں ہوتا، چاہے کتنی ہی بار پڑھ لیا گیا ہو۔

مگر یہاں آپ ایک عجب معاملہ دیکھیں گے۔ دامن پر گندگی کی ایک چھینٹ دیکھ کر تو آپکو صاف بتا دیا جائے گا کہ جاؤ پہلے اسے دھو کر آ ؤ، اس حالت میں تمہاری نماز ہی سراسر باطل ہے، کیونکہ 'پیرہن پاک ہونا' نماز کی ایک ''شرط'' ہے.. مگر شرک کی جتنی مرضی نجاست کوئی اٹھائے پھرے اور عبادتِ طاغوت کا وہ کیسا بھی دم کیوں نہ بھرتا ہو، اُسکا 'کلمہ گو' ہونا پھر بھی پوری طرح معتبر!!! کوئی اُسکو نہ بتائے گا کہ اس شرک

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. **حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر**
آ گہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

کے باعث تمہاری کلمہ گوئی اب عین اُسی طرح باطل ہو چکی جس طرح کہ لباس پر پلیدی پائے جانے کے باعث کسی کی نماز باطل ہو جایا کرتی ہے۔

ہر قسم کی نجاست سے پیرہن کا پاک ہونا ”نماز“ قبول ہونے کے لئے شرط ہے تو ہر قسم کے شرک سے عقیدہ کا پاک ہونا کیا ”عبادت“ قبول ہونے کے لئے شرط نہیں؟؟؟

بیت الخلا میں آدمی جا آیا ہے یا پیٹ سے ہوا خارج ہو گئی ہے تو سب مانیں گے کہ اُس کا وضو بھی گیا اور اُس کی نماز بھی، جب تک کہ اب وہ دوبارہ ’حالتِ حدث‘ سے نکل کر ’حالتِ وضوء‘ میں نہ آ جائے۔ کسی کو اس کی نماز ’نہ ہونے‘ پر تعجب نہ ہوگا اور ہر کوئی اس شخص کی نماز کو باطل ٹھہرائے گا۔ ہر کوئی اس کی پڑھی پڑھائی نماز کو ’دہرائے جانے کے قابل جانے گا اور ’دہرائے‘ جانے کے قابل بھی اِس طرح کہ پہلے وہ ’حالتِ حدث‘ سے نکلے اور ’حالتِ طہارت‘ میں آئے۔ اور اگر وہ ’حالتِ حدث‘ سے باہر نہیں آتا تو وہ لاکھ بار بھی ’نماز‘ پڑھے کوئی اُس کی نماز کو ”نماز“ ہی ماننے پر تیار نہ ہوگا۔ نہ یہ تعجب کی بات ہوگی اور نہ حیرانی کی! ادھر دیکھئے، ایک شخص غیر اللہ کے در کا طواف کر آیا ہے اور مالک الملک کے سوا کسی اور کو بندگی کے افعال کا سزاوار ٹھہرا آیا ہے اور اُس ایک ذات کے سوا کسی اور کی بات کو اپنی زندگی کا آئین تسلیم کر آیا ہے؛ یعنی اس نے شرک کر لیا ہے، کیا یہ تعجب کی بات نہیں کہ اِس سے نہ تو اُس کے ’کلمہ گو‘ ہونے پر کوئی حرف آئے اور نہ اس کے دعوائے ایمان پر!!!؟ اِس سے اسلام جائے اور نہ **’نہیں کوئی عبادت کے لائق مگر اللہ‘** کی صورت میں کئے گئے اُس کے عہد و اقرار پر کوئی اثر پڑے!!!؟ کوئی اس کو نہ کہے گا کہ اس کی عبادت ہی اب معتبر نہیں جب تک کہ وہ ’حالتِ شرک‘ سے نکل کر ’حالتِ توحید‘ میں نہیں آ جاتا!!! لوگوں کو کتنا تعجب ہوگا اگر کوئی ایسے شخص کو کہہ دے کہ اس کا کوئی عمل اب قبول نہیں جب تک کہ وہ

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. **حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر**

آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

'حالتِ شرک' سے نکل نہیں آتا اور اپنی 'کلمہ گوئی' کو ازسرنو درست نہیں کر لیتا۔ حالانکہ "عبادت" معتبر ہونے کیلئے "توحید" کا پیشگی طور پر پایا جانا ویسے ہی ضروری ہے جیسے "نماز" کیلئے "وضو" کا پیشگی طور پر پایا جانا۔ اور جس طرح "وضو ٹوٹ جانے" سے "نماز" نہیں ہوتی خواہ آدمی جتنی مرضی نماز پڑھے اسی طرح "شرک ہو جانے" سے "عبادت" نہیں ہوتی چاہے آدمی جتنی مرضی عبادت کرے۔ مگر یہاں دیکھیں لوگ اِس پر کس قدر تعجب کرتے ہیں! اس کی وجہ اس کے سوا کیا ہے کہ "نماز" کی شروط تو ہمیں خوب ازبر کرائی جاتی ہیں اور دین کے دیگر اعمال سے متعلقہ حدود و قیود کی بابت بھی ہمیں خوب آگاہ کیا جاتا ہے مگر اسلام کی اساس یعنی "کلمہ لا الٰہ الا اللہ" کی شرطیں کم ہی کبھی ہمیں بیان کر کے دی گئی ہوں گی۔ "کلمہ" سے متعلقہ حدود و قیود کم ہی کبھی ہمیں سکھائی گئی ہوں گی۔ حالانکہ ہمارے نبیؐ نے ہمیں "نماز" سے پہلے "توحید" پڑھائی تھی اور قرآن کی ساری محنت بھی درحقیقت اسی بات پر ہوئی ہے۔

پس ضروری ہے کہ کسی بھی عمل کی شرطیں جاننے سے پہلے آدمی کو "کلمہ" کی شروط معلوم ہوں۔ کیونکہ "کلمہ" کی شروط پوری نہ ہوئیں تو آدمی کا "کلمہ گو ہونا" معتبر نہ ہوگا۔ آدمی کا "کلمہ" معتبر نہ ہوا تو پھر نہ نماز نہ روزہ، حج اور نہ قربانی...... کچھ بھی معتبر نہ ہوگا۔ "کلمہ" اسلام کا اولین رکن ہے اور اسلام کے باقی سب اعمال کا قبول ہونا اسی ایک رکن کے قبول اور معتبر ہونے پر موقوف ہے۔ لہٰذا دین کے کسی بھی عمل کو معتبر اور قبول کروانے کیلئے ضروری ہے کہ آدمی کا "کلمہ گو ہونا" ہی پہلے پایۂ اعتبار کو پہنچے۔

افسوس ناک بات ہے کہ ارکانِ اسلام کی تعلیم میں ہماری وعظ و تلقین اور ہماری یاددہانی بالعموم یا تو "نماز" کی تاکیدوں سے شروع ہوتی ہے یا پھر "نماز" سے

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

بھی بعد کے کسی عمل سے۔ کہیں تفہیمِ اسلام کی ابتدا حسنِ اخلاق کے وعظ سے ہوتی ہے بلکہ ابتدا بھی اسی وعظ سے ہوتی ہے اور انتہا بھی اسی پر، کہیں مسنون ورد اور وظائف ہی تلقین کا موضوعِ اساس ہوتے ہیں، کہیں دعوت وتبلیغ، کہیں جہاد، تو کہیں اسلامی حکومت کا قیام وغیرہ وغیرہ، جوکہ اسلام کے اعمال تو ضرور ہیں مگر ''اسلام کا پہلا اور اہم ترین عمل'' بہرحال نہیں۔ رہا اسلام کا رکنِ اول جوکہ محض ایک رکن نہیں بلکہ باقی سب ارکان کی جان ہے؛ کیونکہ باقی سب ارکان کی قبولیت بھی اسی ایک رکن کی قبولیت پر موقوف ہے، اور یہ حیثیت ''شہادتین'' کے علاوہ دین کے کسی اور عمل یا کسی اور رکن کو حاصل نہیں کہ اسلام کے باقی سب اعمال وارکان کی قبولیت اسی ایک کے معتبر ہونے پر ہی موقوف ہو......تو اسلام کے اِس اولین عمل اور اِس اولین رکن (یعنی کلمہ لاَ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ) کے حدود وقیود بتانے پر یہاں کم ہی کوئی جان کھپاتا دیکھا گیا ہے، ''کلمہ'' کا عموماً ایک سرسری ذکر کر دینا ہی یہاں کافی سمجھا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ 'کلمہ' کا معنیٰ سمجھانے کی نوبت آئے تو بھی 'غیر اللہ کی پرستش کی نفی' کو اس کے مفہوم سے حذف ہی کرکے رکھا جاتا ہے، الا ماشاءاللہ۔

اسلام کا وہ سبق جس سے ہمیں اپنے دینی عمل اور دینی جدوجہد کا آغاز بھی کرنا ہے اور جس پر اپنے دینی عمل اور دینی جدوجہد کا انجام بھی، جس سے بات شروع بھی ہوتی ہے اور جس پر بات ختم بھی ہوتی ہے، یہ وہ سبق ہے جو خالقِ کائنات کی جانب سے لا الٰہ الا اللہ کے الفاظ میں سمو دیا گیا ہے۔ وہ حقیقت جو بار بار دہرائی جانا ہے وہی ہے جو لا الٰہ الا اللہ میں مہر بند کر رکھی گئی ہے۔ دین کے باقی سب اعمال کو اسی کا عکس بننا ہے اور اسی کا جلی مظہر۔ انسانی نفس اور انسانی

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. **حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل** پر
آگہی بخش مجلہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

http://www.eeqaz.com مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں

معاشرے میں اس ہدف کو حاصل کرنے کے جہاں اور بہت کچھ درکار ہے وہاں یہ بھی باقاعدہ طور پر مطلوب ہے کہ لا الٰہ الا اللہ کی شروط کی بابت ایک اعلیٰ درجہ کی آگہی کرائی گئی ہو۔ یہ واضح کیا اور کرایا گیا ہو کہ اعتبار لا الٰہ الا اللہ کے محض الفاظ بول دینے کا نہیں بلکہ وہ شروط جو لا الٰہ الا اللہ کے الفاظ بول دینے کیلئے پیشگی طور پر مطلوب ہیں ان شروط کو پورا کرتے ہوئے ہی جس شخص نے لا الٰہ الا اللہ کہا ہوگا، اعتبار صرف اس شخص کی شہادتِ لا الٰہ الا اللہ کا ہے۔

ایک مقبولِ عام مغالطہ کا ازالہ کر دیا جانا بھی یہاں ضروری معلوم ہوتا ہے......

حق یہ ہے کہ کتاب وسنت کی نصوص کے اندر، یا بالعموم اہل علم کے ہاں، جب اسلام کے کسی عمل کا ذکر کیا جاتا ہے تو اُس کا 'شروط سمیت ہونا' خود بخود مفہوم (understood) ہوتا ہے۔ مثلاً اگر کسی جگہ نماز کے حوالے سے شریعت میں مذکور اجر وثواب اور بلندیِ درجات کا ذکر ہو.. تو اس کو سن کر اگر کوئی شخص اس پر کہے کہ دیکھا یہاں خالی 'نماز' کے الفاظ آئے ہیں، طہارت، وضو اور قبلہ رخ وغیرہ کا اِس میں ذکر ہی نہیں لہٰذا کوئی جیسے بھی نماز پڑھے بس نماز پڑھی ہو سہی اُس کا اجر اِن خوشخبریوں کی رو سے یقینی ہے..... تو کوئی عقلمند بھی ایک مجمل نص سے اس انداز کا معنیٰ لے اڑنے کی اجازت نہیں دے گا۔ ہر خردمند یہ کہے گا کہ شریعت نے دیگر مقامات پر جب نماز کی شروط نہایت تفصیل کے ساتھ واضح کر دی ہیں تو اب جہاں بھی نماز کے اجر وثواب کا ذکر ہوگا وہاں نماز کا اپنی شرطوں سمیت ادا ہوا ہونا خود بخود مفہوم (understood) ہوگا۔

اب ایک مشہور حدیث جو کہ ہے تو بالکل صحیح، یعنی مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

دَخَلَ الْجَنَّةَ "جس نے لا الہ الا اللہ کہہ دیا وہ جنت میں داخل ہوگا" ☆ ......مگر اِس حدیث میں لوگوں نے دیکھا کہ یہاں تو بس لا الہ الا اللہ 'کہہ دینے' کا ذکر ہے لہٰذا وہ اسی پر مصر ہوئے کہ اس 'کہہ دینے' کو مطلق اور بلا شرط ہی لیا جائے! اس وقت عوام الناس تو کیا پڑھے لکھے تک اس حدیث کے حوالہ سے یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ کلمہ زبان سے 'پڑھ دینے' پر اب کسی اور شرط کا اضافہ درست نہیں اگرچہ وہ شرط قرآن حدیث کے ہی کسی اور مقام پر کیوں نہ آئی ہو! یعنی نبیؐ ایک جگہ ایک بات مجمل کر دے اور دوسری جگہ اس کی کوئی تفصیل یا اس پر کسی شرط کا اضافہ کرے تو ہم نبیؐ کی بس وہ پہلی بات ہی لیں گے جبکہ اسؐ کی دوسری بات جس میں اس کی کچھ وضاحت اور تفصیل ہو، قابل اعتنا نہ جانیں گے۔ معاذ اللہ

چنانچہ یہ لوگ کلمہ محض 'پڑھ لینے' پر جنت کی خوشخبری کے سوا کوئی اور بات سننے کے روادار ہی نہیں! حالانکہ قرآن اور حدیث کا یہ ایک عام طریقہ ہے کہ کوئی بات ایک جگہ مجمل کی تو وہی بات کسی دوسری جگہ مفصل کر دی بلکہ اُس کی کوئی ایک تفصیل کسی جگہ بتائی تو اُسی کی کوئی دوسری تفصیل کسی دوسری جگہ پر۔ ایک جگہ مطلق بات ہوئی تو دوسری جگہ اسی بات کو کچھ امور سے مقید کر دیا اور پھر یہ بھی شریعت میں واضح کر دیا کہ اللہ کے کلام کو اور رسول اللہ ﷺ کی احادیث کو پورا اور مجموعی طور پر ہی لیا جائے نہ کہ ٹکڑے ٹکڑے کر کے۔ اور یہ بھی واضح کر دیا کہ اللہ اور رسولؐ کی بات کے ایک حصہ کو لینا اور دوسرے کو چھوڑ دینا گمراہی اور انحراف ہے۔

قرآن میں یا رسول اللہ ﷺ کے فرمودات میں نماز کی پوری تفصیل آپ کو ایک ہی جگہ نہیں ملے گی۔ روزہ ہو یا زکوۃ ہو یا حج...... کسی بھی فرض سے متعلقہ سب

---

(۱) سنن الترمذی: (ما جاء فیمن یموت و ہو یشہد أن لا الہ الا اللہ)

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر

آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

کی سب معلومات اور اور سب کی سب ہدایات، شروط اور ارکان اور واجبات آپ کو قرآن اور حدیث میں ایک ہی جگہ نہیں بلکہ متعدد مقامات پر پھیلے ہوئے ملیں گے۔

لہٰذا یہ حد درجہ غلط بات ہوگی کہ حدیث سے آدمی بس ایک ہی نص کو لے اور اپنی ساری عمارت اسی پر کھڑی کر لے جبکہ وہ سب احادیث جو اسی بات کی باقی ماندہ ضروری تفاصیل بتاتی ہوں ان کو دیکھنے پر ہی آدمی تیار نہ ہو۔

اس عظیم الشان مسئلہ کی تبیین کیلئے ہمیں عقیدہ اسلامی کے اُن مباحث کو بھی سامنے لانا ہوگا جو "فکر ارجاء" کا رد کرتے ہیں۔ اِس فکر کے حاملین کو "مرجئہ" کہا جاتا ہے۔ دراصل یہ "مرجئہ" کا فرقہ ہی تھا جو لا الہ الا اللہ کے زبانی اقرار کو، جو کہ بلا شبہ دین میں مطلوب ہے، ہر قسم کی شروط و قیود سے مستثنیٰ کر دیتا رہا ہے۔ امت کی تاریخ میں "خوارج" کا فرقہ ایک انتہا پر رہا ہے تو یہ "مرجئہ" کا فرقہ ایک دوسری انتہا پر۔ "خوارج" افراط کی راہ پر تھے جو کہ کبیرہ گناہوں کے ارتکاب پر ہی لوگوں کو 'اسلام سے خارج' کر دیتے۔ جبکہ "مرجئہ" تفریط کی راہ پر تھے جو کہ کفر اور شرک کے افعال کو بھی ایمان چلا جانے کا باعث نہ مانتے تھے۔ اہلسنت کے بیان کردہ اِن مباحث کو سامنے لانے سے ہی، جو مرجئہ کے رد میں لکھے گئے، یہ مسئلہ واضح کیا جا سکتا ہے کہ "کلمہ" کو اُس کی شروط سے مستثنیٰ کر کے رکھنا ایک بڑی گمراہی کا پیش خیمہ ہے۔

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. **حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر**

آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ **ایقاظ** کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

شرح: شروط لا الہ الا اللہ

دوسرا حصہ

شروط

- شرط اول: علم
- شرط دوم: یقین
- شرط سوم: اخلاص
- شرط چہارم: صدق اور وفاء
- شرط پنجم: گرویدگی
- شرط ششم و ہفتم: انقیاد اور تسلیم
- فَإِنَّ الذِّكْرَىٰ تَنفَعُ الْمُؤْمِنِينَ
- چند اقتباسات از قرة عيون الموحدين

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آ گہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

آئندہ صفحات میں اب آپ لا الہ الا اللہ کی شروط کا بیان پڑھیں گے۔ سات کی سات شرطیں پہلے ایک ہی صفحے پر اختصار سے دی جائیں گی، تاکہ سب شروط بیک وقت نظر میں آ جائیں۔ **یہ مختصر صفحہ نونہالوں کو بھی ازبر کرا دیا جانا بہت مفید ہوسکتا ہے**۔ اس کے بعد ہم ایک ایک شرط کی وضاحت کریں گے اور اس پر امام محمد التمیمی کے ذکر کردہ دلائل اور ان دلائل کی توضیح دی جائے گی۔ موٹے حروف میں امام محمد التمیمی کے رسالہ "شروط لا الہ الا اللہ" کے متن کا اردو ترجمہ ہوگا اور نیچے باریک الفاظ میں ہماری شرح وتوضیح۔

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

کلمہ کی سات شرطیں

خوب جان لو:

کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کی سات شرطیں ہیں:

۱) پہلی شرط تو یہ ہے کہ کلمہ لا الہ الا اللہ کہتے وقت انسان نے اس کا معنیٰ اور مطلب جان لیا ہو اور یہ خوب ذہن نشین کرلیا ہو کہ اس کلمہ سے کن کن باتوں کی نفی ہوتی ہے اور کن کن باتوں کا اِثبات۔

۲) دوسری شرط یہ ہے کہ اس کلمہ میں جو بات آئی آدمی کو اُس پر پورا یقین اور وثوق ہو گیا ہو، جو کہ اس کلمہ کو (دل ودماغ) سے جاننے کا ہی اعلیٰ درجہ ہے۔ یہ ایک ایسا یقین ہو کہ جس کے ہوتے ہوئے کسی شک وشبہ کی گنجائش نہ رہے۔

۳) تیسری شرط اخلاصِ (نیت) ہے، یہاں تک کہ شرک باقی نہ رہ گیا ہو۔

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آ گہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

۴) چوتھی شرط ہے (اس کلمہ کے ساتھ) صدق اور وفا، یہاں تک کہ (اس کلمہ کے معاملہ میں) دروغ اور منافقت کا وتیرہ خارج از امکان ہو گیا ہو۔

۵) پھر پانچویں شرط یہ ہے کہ انسان کو اس کلمہ اور اس کے معنیٰ اور مفہوم سے ایک محبت و وارفتگی ہو گئی ہو اور اس کلمہ سے اس کو ایک سرور ملنے لگا ہو۔

٦) چھٹی شرط یہ ہے کہ انسان خلوصِ دل کے ساتھ، اللہ کی خوشنودی طلب کرتے ہوئے، اس کلمہ کے حقوق یعنی فرائض و واجبات ادا کرنے پر کاربند ہونا قبول کر چکا ہو۔

۷) ساتویں شرط یہ ہے کہ آدمی نے اس کلمہ کے حقوق کو (ظاہر میں ہی نہیں) دل سے مان لینا بھی قبول کر لیا ہو، یوں کہ اس کی کوئی بات رد کر دینے کا اس کے ہاں تصور تک باقی نہ رہ گیا ہو۔

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کی پہلی شرط

علم

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کی پہلی شرط تو یہ ہے کہ کلمہ لا الہ الا اللہ کہتے وقت انسان نے اس کا معنیٰ اور مطلب جان لیا ہو اور یہ خوب ذہن نشین کر لیا ہو کہ اس کلمہ سے کن کن باتوں کی نفی ہوتی ہے اور کن کن باتوں کا اِثبات۔

توضیح:

آدمی کا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کہنا معتبر کب ہوگا؟ اس کی پہلی شرط یہ ہے کہ آدمی نے خوب اچھی طرح یہ جان لیا ہو کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہ‌اس سے کہتا کیا ہے۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه اس سے کن کن باتوں کا بطلان کراتا ہے اور کس کس بات کا اِثبات۔
یعنی اتنا کافی نہیں کہ آدمی کلمہ کا 'اُردو ترجمہ' جانتا ہو بلکہ یہ بھی مطلوب ہے کہ کلمہ میں جو نفی اور جو اثبات ایک باقاعدہ انداز میں بیان ہوتا ہے آدمی اس کی حقیقت کو جانے۔ یعنی اس بات کو سمجھے کہ یہ کلمہ اس سے کس بات کی نفی کراتا ہے اور کس بات کا اثبات۔

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. **حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل** پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

۱) **نفی اور انکار** واضح طور پر اس بات کا کہ غیر اللہ کی کبھی کوئی ذرہ بھر عبادت اور پوجا و پرستش ہو۔ انکار صاف صاف اس بات کا کہ غیر اللہ کو کبھی بھی پکارا جائے یا انسان کی زندگی میں اپنی چلانے کا غیر اللہ کو ذرہ بھر کوئی اختیار ہو۔ یہ نفی اور یہ انکار لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کا جزوِ اول ہے۔ آدمی کو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه سے اگر یہ بات ہی معلوم نہ ہو پائی ہو تو سمجھئے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کی سب سے پہلی شرط ہی اس کے حق میں پوری ہونے سے رہ گئی۔ یہ تو ہوئی نفی جو کہ لَآ اِلٰهَ کے لفظ سے واضح ہے۔

اس کے بعد "اِلَّا اللّٰه" آتا ہے۔ یہ ایک اقرار ہے اور کلمہ کی پہلی شرط یہ ہے کہ اس نفی کے ساتھ ساتھ جو کہ "لا إله" کی صورت میں ہوئی، آدمی یہ بھی جانے کہ اس کلمہ کو زبان سے بول کر "اِلَّا اللّٰه" کی صورت میں وہ اقرار یا اِثبات کس چیز کا کرتا ہے۔

۲) **اقرار اور اِثبات** واضح انداز میں اس بات کا کہ بندگی، گرویدگی، نیاز، پرستش، اطاعت، فرمانبرداری، وفاداری اور دُعا والتجا کو اللہ تعالیٰ کیلئے خاص کر دیا جائے اور پورے اخلاص کے ساتھ بندگی کے ان سب امور کو آدمی صرف اور صرف خدائے وحدہ لاشریک کیلئے ہی سزاوار جانے۔ یہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کا جزو دوئم ہے۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کا یہ جزو دوئم جانے بغیر بھی کلمہ کی پہلی شرط (یعنی کلمہ کی حقیقت کا علم رکھنا) پوری نہیں ہوتی۔

یہاں ہم ایک اہم امر کی جانب انتباہ کی درخواست کریں گے۔

ہمارے یہاں بہت سے نیک قابل احترام حضرات کلمہ پر یقین پختہ کرانے کی محنت پر زور دیتے ہیں جو کہ نہ صرف مستحسن ہے بلکہ حد سے بڑھ کر ضروری ہے۔ کلمہ پر یقین حاصل کرانا کلمہ کی دوسری شرط کے طور پر آپ اس

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

کتاب میں آگے چل کر دیکھ ہی لیں گے۔ تاہم کلمہ کی پہلی شرط **کلمہ کی حقیقت کا علم** ہے۔ کلمہ کی حقیقت واضح ہی نہ ہوگی تو اس پر یقین پختہ کرانے کی محنت بھی بڑی حد تک بے سمت ہی رہے گی اور اس محنت پر جت رہنے والوں کا بھی عین وہ رخ نہ بنے گا جو کہ انبیاء نے اپنی اپنی قوموں اور معاشروں کو دینے کی اپنے اپنے دور کے اندر کوشش کی تھی اور اس پر اپنی زندگیاں صرف کر دی تھیں اور جس کو ____ بہت تھوڑے پیروکار ملنے کے باوجود ____ انبیاء نے اپنی تحریک میں واضح کر لیا تھا اور جس کے باعث ان کے خلاف مخالفت اور عداوت کا وہ طوفان اٹھ کھڑا ہوا تھا جو محض 'خدا سے سب کچھ ہونے کا یقین' کی دعوت دیتے رہنے سے کبھی اٹھنے والا نہ تھا۔

چنانچہ کلمہ کا (اس میں مذکور نفی اور اِثبات سمیت) پہلے علم لیا جانا ہے اور پھر یقین۔ یہی اس معاملے کی سنت ترتیب ہے...... پہلے 'علم' ہے اور پھر 'یقین'۔

اب جہاں تک کلمہ کی **پہلی شرط (یعنی کلمہ کی حقیقت کا علم پانے)** کا تعلق ہے، تو اس باب میں اختصار سے دو باتیں ذہن نشین کرا دینا ضروری معلوم ہوتا ہے:

پہلی بات:

جب تک "کلمہ" کے اندر پائی جانے والی "نفی" اور "اِثبات" ہر دو کا علم حاصل نہ کیا گیا اور عین اُسی ترتیب سے حاصل نہ کیا گیا جس ترتیب سے یہ "نفی" اور "اِثبات" اِس "کلمہ" کے اندر وارد ہوئے ہیں...... تب تک "کلمہ" کا مفہوم نامکمل رہے گا۔ یعنی:

۱) ایک تو اِس کلمہ میں وارد **نفی اور اِثبات کی دلالت**، اور

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

۲) دوسرا، اس نفی اور اِثبات کی ترتیب۔

یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا ضروری ہے، اِثبات ہے۔ مگر لا الٰہ الا اللہ کی شہادت کے حوالہ سے یہ اِثبات بے معنیٰ ہے، جب تک کہ اِس ''اثبات'' سے پہلے ایک ''نفی'' نہیں آتی اور وہ یہ کہ غیر اللہ کی عبادت اور پرستش سراسر باطل ہے۔ ''کلمہ'' کی عین یہی ترتیب ہے: ''انکار'' پہلے اور ''اقرار'' بعد میں۔ ''نفی'' پہلے اور ''اِثبات'' بعد میں۔ ''باطل'' کو مسترد کرنا پہلے اور ''حق'' کو تسلیم کرانا بعد میں۔ غیر اللہ کی عبادت و پرستش کا بطلان پہلے اور اللہ کی عبادت و بندگی و فرماں برداری کا بیان بعد میں۔ خدا کے ماسوا پوجی جانے والی ہستیوں کی دہلیز سے برگشتہ و بیزار ہونے کی بات پہلے اور خدا کے در پر آ بیٹھنے کی بات بعد میں۔ غیر اللہ کی خدائی کا انکار پہلے اور اللہ وحدہ لا شریک کی خدائی کا اعلان اس کے بعد۔ طاغوت کے ساتھ کفر پہلے اور اللہ پر ایمان اس کے بعد۔ یہی کلمہ لا الٰہ الا اللہ کی تفسیر ہے، یہی اس کا معنیٰ اور یہی اس کا مفہوم:

فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى (البقرۃ: ۲۵۶) یعنی جس نے کفر کیا طاغوت کے ساتھ اور وہ ایمان لایا اللہ کے ساتھ، وہی ہے جس نے عروۂ وثقیٰ کو تھام لیا۔ جبکہ سورۂ بقرۃ کی اس آیت میں مذکور ''عروۂ وثقیٰ'' (مضبوط ترین سہارا) کی تفسیر میں کوئی مفسر کہتا ہے کہ اس سے مراد ہے لا الٰہ الا اللہ، اور کوئی مفسر کہتا ہے اس سے مراد ہے اسلام (جو کہ دو الگ الگ چیزیں نہیں: ''لا الٰہ الا اللہ'' ہی ''اسلام'' ہے اور ''اسلام'' ہی ''لا الٰہ الا اللہ'' ہے)۔ مراد یہ کہ جس نے کفر کیا طاغوت (خدا کے ماسوا پوجی جانے والی ہستیوں) کے ساتھ اور وہ ایمان لایا اللہ کے ساتھ وہی ہے جو لا الہ الا اللہ کو تھام لینے میں در حقیقت کامیاب ہوا اور وہی ہے جو اسلام کے سہارے کو تھام لینے میں بالفعل

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

کامیاب ہوا۔ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰی لَا انْفِصَامَ لَهَا. ایک ایسا مضبوط ترین سہارا جو کبھی شکستہ ہونے والا نہیں۔ جسے آدمی تھام لے تو وہ دنیا اور آخرت میں ہر جگہ کام دے اور کبھی خدا کے ہاں اس کو بے سہارا نہ رہنے دے۔

یہ ہوا اس بات کا بیان کہ کلمہ میں پائی جانے والی پہلے نفی (لا الٰہ) اور بعد میں اِثبات (الا اللہ) کی دلالت درحقیقت کیا ہے اور کلمہ کے الفاظ کی یہ ترتیب کس چیز کو ثابت کرنے کے لئے رکھی گئی ہے۔ اس بات کی کچھ تفصیل کتاب کے آخر میں فصل "کلمۂ لا الٰہ الا اللہ.. نفی کا اِثبات پر مقدم ہونا اسکا مفہوم متعین کرنے میں نہایت اہم ہے" میں دیکھ لی جانا بھی فائدہ مند ہوگا۔

دوسری بات:

نفی و اثبات کے مسئلہ کے بعد دوسری اہم بات خود مسئلۂ الوہیت ہے...

نفی و اِثبات والا مسئلہ، جو کہ ابھی اوپر بیان ہوا، واضح ہو جانے کے بعد...... یہ ذہن نشین ہو جانا بھی ضروری ہے کہ اس کلمہ میں خاص لفظِ 'الٰہ' ہی استعمال کیا گیا ہے تو آخر اِس کی کیا معنویت ہے۔ اس کلمہ میں لفظ 'الٰہ' کی جگہ لفظ 'رب' بھی تو استعمال ہو سکتا تھا۔ مگر خاص لفظِ "الٰہ" ہی اس کلمہ میں وارد ہوا ہے تو آخر اس کی کیا دلالت ہے؟

"رب" کا مطلب ہے: وہ ذات جو پیدا کرتی ہے، جو کھلاتی اور پلاتی اور مارتی اور جلاتی ہے، جو مینہ برساتی اور فصلیں اگاتی ہے، جو کائنات کو چلاتی ہے اور جہان کی زمامِ کار اپنے ہاتھ میں رکھتی ہے اور سب امور جس کی مرضی سے وقوع پزیر ہوتے ہوں۔ غرض لفظِ "رب" سے خدائی کی وہ جہت سامنے آتی ہے جو "خدا کے افعال" سے متعلق ہے۔

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. **حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل** پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

"الٰہ" کا مطلب ہے[1] : وہ ذات جس کی پوجا ہو، جس کو سجدے کئے جائیں، جس کے آگے ماتھا دھرا جائے، جس کے در کا طواف ہو، جس کے نام کی نذر دی جائے، جس کے گھاٹ پر قربانی اور ذبیحہ پیش جائے، جس سے دعا اور فریاد کی جائے، جس کے لئے سب نیاز و بندگی ہو، جس کی عظمت کے آگے کورنش بجا لائی جائے، جس کا خوف اور خشیت رکھی جائے، جس سے امیدیں رکھی جائیں، جس پر توکل کیا جائے، جس کی مطلق اطاعت کی جائے اور جس کی بات کو حرفِ آخر تسلیم کیا جائے۔ غرض لفظِ "الٰہ" سے خدائی کی وہ جہت سامنے آتی ہے جو "بندے کے افعال" سے متعلق ہے۔

"رب" یا "ربوبیت" کا تعلق "خدائی افعال" سے ہے۔ جبکہ "الٰہ" یا "الوہیت" کا تعلق "بندگانہ افعال" سے ہے۔ **"رب" وہ ہے جو اپنے فعل کی بدولت خدا ہو۔ جبکہ "الٰہ" وہ ہے جس کو بندے کے افعال خدا بنا دیں۔**

بنا بریں، 'اللہ سے سب کچھ ہونے کا یقین' اللہ کو "رب" ماننا ہے۔ البتہ اللہ کو "الٰہ" ماننا یہ ہے کہ پرستش یعنی دعا و فریاد، نذر و نیاز، سجدہ و رکوع، ذبیحہ و طواف، خوف اور امید، انابت اور توکل، اور اطاعت و خود سپردگی اللہ کے لئے ہے۔

'اللہ کے سوا کسی سے کچھ نہ ہونے کا یقین' درحقیقت "ربوبیت" میں اللہ کی وحدانیت ہے۔ البتہ "الوہیت" میں اللہ کی وحدانیت یہ ہے کہ پرستش یعنی

---

(۱) "الٰہ" کا مفہوم وضاحت سے جاننے کیلئے اور لفظِ "رب" کی نسبت اس کا فرق جاننے کیلئے کچھ تفصیل ملاحظہ کی جا سکتی ہے ہمارے اسی سلسلۂ تالیف کے تیسرے حصہ "توحید کے تین اساسی محور" میں "توحید الوہیت" کے مبحث کے تحت۔ اس مسئلہ کی کچھ تفصیل "میثاقِ لا الہ الا اللہ" کی فصل میں بھی گزر چکی ہے۔

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

دعا وفریاد ہرگز ہرگز کسی سے نہ ہوگی، نذر و نیاز ہرگز ہرگز کسی کیلئے نہ ہوگی، سجدہ و رکوع کسی کو نہ ہوگا، ذبیحہ وطواف، خوف اور امید، انابت اور توکل، اور اطاعت و خودسپردگی کسی کیلئے نہ ہوگی سوائے اللہ وحدہ لاشریک کے۔

اور یہ تو واضح ہے کہ کلمہ لا الٰہ الا اللہ میں 'لاٰ' سے بات شروع کرتے ہوئے جو ایک صاف نفی اور انکار کرایا گیا ہے، تو یہاں جھگڑا ''الوہیت'' کا اٹھایا گیا ہے نہ کہ ''ربوبیت'' کا۔ **فریقین میں مسئلۂ باعثِ نزاع خدا کا ''فاعلِ حقیقی'' ہونا نہیں بلکہ ''معبودِ حقیقی'' ہونا ہے۔** تنازعہ یہاں 'فاعلیت'' کا نہیں جو کہ خدا کا فعل ہے بلکہ ''اطاعت اور پرستش'' کا ہے جو کہ بندوں کا فعل ہے۔ لہٰذا یہ مسئلہ ایسا نہیں کہ اس کو توجہ دیے بغیر یا ایک سرسری نظر ڈال کر ہی آگے گزر جایا جائے۔ اِس مسئلۂ عظیم سے ہی تو اسلام کی کچھ نہایت اہم بنیادیں ثابت ہوتی ہیں! اِس سے ہی تو وہ اصل کہانی سمجھ آتی ہے جو انبیاء اور ان کی قوموں کے مابین پیش آتی رہی تھی! انبیاء اور ان کے ہم نواؤں کو پتھر کیوں پڑتے رہے، دیس نکالا کیوں ملتا رہا، ہجرتوں کی نوبت کیونکر آئی، فریقین میں تلواریں کیونکر نکل آتی رہیں اور دو ملتوں میں تا قیامت جدائی ڈال دینے کیلئے نہایت صریح عنوان کیا اختیار کیا جاتا رہا.. اِن سب حقیقتوں کی نقاب کشائی ''الوہیت'' ہی کو اعلانِ توحید کی بنیاد بنانے سے ہوسکتی ہے۔

ہر آدمی دیکھ سکتا ہے کلمہ میں ''لا اِلٰہ'' کے لفظ آتے ہیں نہ کہ ''لا ربَّ'' کے لفظ۔ باوجود اِس کے کہ اللہ ہمارا رب بھی ہے اور ہمارا الٰہ بھی، البتہ ''کلمہ'' میں ہم دیکھتے ہیں کہ غیر اللہ سے ''الٰہ'' ہونے کی نفی کروائی گئی ہے اور اِسی کو از ابتدائے آفرینش تا قیامت ''اسلام'' کا اصل عنوان ٹھہرایا گیا ہے۔ غیر اللہ سے ''الوہیت'' کی نفی ہو تو غیر اللہ سے ''ربوبیت'' کی نفی آپ سے آپ ہو جاتی ہے۔ اس لحاظ

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

سے ''لا الٰہ'' میں ''لا ربَّ'' کا مفہوم ضمناً آپ سے آپ آجاتا ہے، البتہ جس بات کو نہایت صراحت کے ساتھ لا الٰہ الا اللہ کے الفاظ میں ادا کروایا جاتا ہے وہ ہے غیر اللہ کی الوہیت کی نفی اور اللہ وحدہ لاشریک کی الوہیت کا اِثبات۔ انبیاء کا پورا کیس جو وہ اِس کلمہ کے زیرِ عنوان اپنی قوموں کے سامنے پیش کرتے رہے تھے، خاص اسی حقیقت پر بنیاد کرتا ہے۔

اس نقطہ کی مزید وضاحت رسالہ کے آخر میں علیحدہ فصل ''کلمۂ لا الٰہ الا اللہ میں لفظِ ''الٰہ'' کی خاص دلالت کیا ہے؟'' میں بھی ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

یہ وہ دو باتیں تھیں جو 'کلمہ کا علم' حاصل کرنے کے حوالے سے (جو کہ کلمہ کی شرطِ اول ہے) آدمی پر نہایت واضح ہونی چاہئیں۔ خصوصاً آج جب اس کلمہ کے معنی ومفہوم کی بابت ایک شدید ابہام پایا جاتا ہے، یہاں تک کہ بہت سے دیندار اس کا مفہوم ہی صحیح بیان نہیں کر پاتے.. آج تو یہ نہایت ضروری ہو گیا ہے کہ یہ دو باتیں آدمی پر آخری حد تک واضح ہوں۔

اب ہم کلمہ کی اِس پہلی شرط کے کچھ دلائل قرآن اور حدیث سے واضح کریں گے۔

شرطِ اول کے دلائل:

قرآن سے:

پہلی دلیل:

فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ (محمد:۱۹)

''پس اے نبیؐ اس بات (کی حقیقت) جان لو کہ

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

''نہیں کوئی عبادت کے لائق مگر اللہ''

توضیح:

اس آیت سے واضح ہوا کہ لا الہ الا اللہ کی ''حقیقت و معنیٰ کا علم'' ہونا ضروری ہے نہ کہ اس کا محض ''کہہ دیا جانا''......

کلمہ کے الفاظ بولتے ہوئے آدمی یہ شعور ہی نہ رکھتا ہو کہ وہ زبان سے کہہ کیا رہا ہے اور یہ بولتے ہوئے وہ کس کس کی عبادت اور پوجا پاٹ کی نفی کر رہا ہے اور زمانے میں کس کس کی خدائی اُس کے بولے ہوئے ان الفاظ کی رو سے سراسر باطل ٹھہرتی ہے، پھر نہ ہی وہ یہ جانتا ہو کہ وہ کس ہستی کی تعظیم و بندگی کا اثبات کر رہا ہے، اور نہ اُس کو یہ شعور ہو کہ یہ لفظ جو وہ بول رہا ہے خدائے وحدہ لاشریک کیلئے بندگی کو مختص کر دینے کا ایک با قاعدہ عہد نامہ ہے...... ایسے آدمی کے حق میں کلمہ فائدہ مند نہیں۔ ایسے شخص کے حق میں 'کلمہ' کوئی سماجی کہاوت ہے یا کوئی آبائی و علاقائی محاورہ یا پھر روحانی فارمیلٹی، نہ کہ ایک متعین حقیقت جس کا کہ صحف اور رُسل سے با قاعدہ علم لیا جائے۔

اب جو آدمی لا الہ الا اللہ کو کسی ثابت و متعین حقیقت کا مدعا ہی نہ مانے تو اُس نے اِس کلمہ کو وہ مقام ہی نہ دیا جو کہ اس سے ایک با قاعدہ شرط کے طور پر مطلوب ہے۔

یہ آیت جو اوپر ذکر ہوئی اس موضوع پر ایسی زبردست حجت ہے کہ امام بخاریؒ اس سے استدلال کرتے ہوئے صحیح بخاری کی کتاب العلم میں ایک با قاعدہ باب باندھتے ہیں:

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

بَابُ: الْعِلْمُ قَبْلَ الْقَوْلِ وَالْعَمَلِ، لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالىٰ: فَاعْلَمْ أَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهَ۔ فَبَدَأَ بِالْعِلْمِ

''اس بات کا بیان کہ علم وفہم کا مرتبہ قول اور عمل سے پہلے آتا ہے، جس پر دلیل ہے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان کہ: **''پس جان لو اس بات (کی حقیقت) کہ نہیں کوئی عبادت کے لائق مگر اللہ''** چنانچہ (یہاں) اللہ تعالیٰ نے بات علم سے شروع کی''

امام بخاریؒ کے اس ''ترجمۂ باب'' سے واضح ہوا کہ لا الہ الا اللہ کی حقیقت کا علم پہلے ہے اور دین کے احکام و مسائل پر عمل پیرا ہونا اس کے بعد۔ لہٰذا سب سے بڑھ کر کسی بات کو اہمیت حاصل ہے تو وہ یہی کہ آدمی اسلام کا **اصل مدعا** جانے کہ وہ ہے کیا۔ اب جب لا الہ الا اللہ ہی اسلام کا اصل مدعا ہے تو اسی کو سب سے پہلے اور خوب سمجھ کر جاننا چاہیے۔ یہ بات محض کوئی فضائل اور نوافل میں شمار ہونے والی چیز نہیں بلکہ مسلمان ہونے اور کلمہ گو کہلانے کیلئے ایک بنیادی شرط ہے۔

دوسری دلیل:

إِلَّا مَن شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ (الزخرف:۸۶)

''سوائے اس کے جو حق کی شہادت دے اس حال میں کہ وہ جانیں''

اس آیت میں ''حق'' سے مراد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے۔

چنانچہ (وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ) کہہ کر (اس شہادتِ حق کی یہ شرط) بیان کر دی کہ جو بات وہ زبان سے کہیں دل سے اس کا علم و ادراک اور شعور رکھتے ہوں۔

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر

آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

توضیح:

پوری آیت یوں ہے:

وَلَا يَمْلِكُ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِهِ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَن شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ (الزخرف:٨٦)

''جنہیں یہ لوگ اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہ شفاعت کرنے کا اختیار نہیں رکھتے۔ ہاں (مستحقِ شفاعت وہ ہیں) جو''حق'' بات کا اقرار کریں اور انہیں علم بھی ہو'' (ترجمہ مولانا محمد جوناگڑھی)

اب آیئے وجہِ استدلال کی طرف......

اس آیت میں ''حق'' جس کی شہادت دینا مقصود ہے، سے مراد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہ ہے۔ کیونکہ اسی کی شہادت آدمی کو نجات اور شفاعت کا مستحق بناتی ہے۔ مگر اس پر شرط یہ لگائی کہ: وَهُمْ يَعْلَمُوْن ''اس حال میں کہ وہ جانیں''۔ یعنی انہیں معلوم ہو کہ وہ ''حق'' کیا ہے جس کی وہ شہادت دے رہے ہیں۔

پس قیامت کے روز شفاعت نصیب ہونا اسی صورت میں ہے کہ آدمی کا کلمہ گو ہونا معتبر ہو۔ اس آیت میں بتا دیا گیا ہے کہ جسے یہ شفاعت میسر آئے گی ایک تو یہ کہ من شهد بالحق ''جس نے ''حق'' (یعنی لا الہ الا اللہ) کی شہادت دی''......اور دوسرا یہ کہ وهم يعلمون ''انہیں (اِس حق کا) علم بھی ہو'' یعنی وہ شخص اس حق (لا الہ الا اللہ) کی حقیقت کا علم اور ادراک بھی رکھتا ہو۔

پس واضح ہوا کہ سوچ سمجھ کر اور علم و شعور رکھتے ہوئے لا الہ الا اللہ کی شہادت دینا ہی باعثِ نجات ہے نہ کہ بے سوچے سمجھے اور بغیر اس کا معنیٰ و مراد جانے محض اس کے الفاظ بول دینا۔

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

لا الٰہ الا اللہ کے الفاظ زبان سے بول دینا بے شک ضروری ہے اور یقیناً فائدہ مند ہے مگر تب جب آدمی یہ علم اور شعور رکھے کہ یہ لفظ بول کر دراصل وہ کہہ کیا رہا ہے۔

سورۂ زخرف کی اس آیت میں وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ کہہ کر واضح طور پر کلمہ گو ہونے کیلئے ''علم'' کی شرط لگا دی گئی ہے۔ یعنی وہی کلمہ آدمی کو فائدہ دینے والا ہے جو علم کا نتیجہ ہو اور جسے کہتے وقت آدمی کو یہ شعور تھا کہ کلمہ کے یہ الفاظ بول کر وہ کس بات کا کھلا انکار کر رہا ہے اور کس بات کا اقرار کرنے لگا ہے۔

سنت سے دلیل:

عَنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ مَاتَ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ لا إِلٰهَ إِلا اللّٰهُ دَخلَ الْجَنَّةَ (مسلم:۱/۵۵ح(۲۶)

''حضرت عثمانؓ سے مروی صحیح حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص مرا اس حال میں کہ وہ اس بات (کی حقیقت) جانتا ہو کہ نہیں کوئی عبادت کے لائق مگر اللہ، وہ جنت میں داخل ہوگا''

توضیح:

''جو شخص مرا اِس حال میں کہ وہ اس بات (کی حقیقت) جانتا ہو کہ نہیں کوئی عبادت کے لائق مگر اللہ''......

شیخ حمود العقلا اپنے رسالہ ''شروط لا الٰہ الا اللہ'' میں یہ حدیث نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: ''جو شخص مرا اس حال میں کہ وہ اس بات کی حقیقت جانتا ہو کہ نہیں

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

http://www.eeqaz.com مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں

کوئی عبادت کے لائق مگر اللہ، وہ جنت میں داخل ہوگا“.. تو پھر ثابت ہوا کہ جو شخص مرا اس حال میں کہ اس نے ساری عمر توحید ہی نہ سیکھی تھی اور وہ خدا کے ماسوا پوجی جانے والی ہستیوں کا بطلان ہی نہ جان پایا تھا، اس کیلئے جنت کی یہ خوش خبری نہیں۔ یہ خوش خبری اُسی شخص کیلئے ہے جس نے لا الٰہ الا اللہ کی حقیقت جان لینے کے بعد ہی اِس دارِ ابتلاء سے دارِ بقاء کیلئے رخت سفر اختیار کیا۔

حدیث کے الفاظ کیا خوب ہیں......

مَنْ مَاتَ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ...... لا الہ الا اللہ کی حقیقت ایک ایسی چیز ہے جس کو مسلمان سینے میں ساتھ ہی لے کر دنیا سے رخصت ہوتا ہے۔ اسی پر موت پانا، اسی پر جان دینا ایک مسلمان کا مقصود ہے۔ خدائے ذوالجلال کے سوا دوسروں کی پوجا و بندگی کو باطل اور مسترد جاننے کا احساس اور تنہا اللہ وحدہ لا شریک ہی کے اس مقام کا اعتراف کہ سب کی سب بندگی اور حمد اور پرستش اور اطاعت پر ایک اسی کا حق ہے...... یہ علم، یہ احساس اور قلب وذہن کی یہ کیفیت اگر آدمی کو موت کے وقت حاصل ہو جائے تو اس خوش قسمت کے کیا ہی کہنے! آگے جنت ایسے ہی شخص کی منتظر ہے!!!

چنانچہ حدیث سے واضح ہوا: بوقتِ موت بھی جس لا الہ الا اللہ کا اعتبار ہے وہ ہے جس کے ہمراہ علم اور شعور ہو۔

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر

آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کی دوسری شرط

یقین

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کی دوسری شرط یہ ہے کہ اس کلمہ میں جو بات آئی آدمی کو اُس پر پورا یقین اور وثوق ہو گیا ہو، جو کہ اس کلمہ کو (دل ودماغ) سے جاننے کا ہی اعلیٰ درجہ ہے۔ یہ ایک ایسا یقین ہو کہ جس کے ہوتے ہوئے کسی شک وشبہ کی گنجائش نہ رہے۔

توضیح:

یقین اور وثوق دراصل ایمان کی جان ہے۔ کلمہ کی دوسری شرط اب یہ ہے کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کی دعوت کو آدمی نے پورے اعتماد اور دل کے اطمینان کے ساتھ قبول کرلیا ہو۔ یہ آدمی کا ایک باقاعدہ فیصلہ ہو۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کی حقیقت کو دل کی گہرائی میں اُترنا ہے۔ یہ حقیقت دل میں گہری نہ اترے گی تو یہ آدمی کی شخصیت کے ذریعے دُنیا میں اور عالم واقع میں بھی رونما نہ ہو سکے گی۔ یہی وجہ ہے کہ علماء اسلام نے یقین اور وثوق کو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کی شہادت کیلئے ایک باقاعدہ شرط کے طور پر بیان کیا ہے۔

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آ گہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

اس معاملہ میں ایک اہم بات یہ ہے کہ اگر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کی پہلی شرط ___ جس کا ذکر پیچھے ہم پڑھ آئے ___ پر محنت کر لی جائے تو دوسری شرط کو پورا کرنا نسبتاً آسان ہو جاتا ہے۔ یعنی اگر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کی حقیقت کو سمجھنے اور جاننے پر کچھ محنت اور وقت صرف کیا گیا ہو تو اس پر یقین اور وثوق اور اعتماد نفس میں پیدا کرنا نسبتاً آسان رہتا ہے۔ بلکہ اس عمل کی ترتیب ہے ہی یہ کہ پہلے اس کی حقیقت کو سمجھا جائے اور پھر اس پر یقین محکم پیدا کیا جائے۔ یہی وجہ ہے جو اوپر متن میں کہا گیا کہ یقین دراصل ایک حقیقت کو دل و دماغ میں گہرائی سے جاننے کا اعلیٰ درجہ ہے۔

یہ بات خصوصاً اس لئے بھی اہم ہے کہ اسلامی عقیدہ کوئی 'آبائی عقیدہ' نہیں۔ نہ ہی یہ کوئی ڈھکوسلہ ہے کہ اس پر محض 'یقین' کر لینے کی دعوت دی جائے۔ حتی کہ 'شک' سے جو مراد دُنیا کے دھرموں اور مذہبوں میں لی جاتی ہے اسلام میں 'شک' کا وہ تصور نہیں کیونکہ 'یقین' سے جو ان مذاہب کے ہاں مراد ہے اسلام میں 'یقین' سے وہ مراد نہیں۔ لہٰذا اسلام میں جو یقین مطلوب ہے وہ علم، فہم اور شعور پر قائم ہوتا ہے اور اسی کا نتیجہ۔ پس عجب نہیں جو وحی کا پہلا لفظ ہی علم کی دعوت ہو!

رہا یہ کہ اس یقین میں اضافہ کیونکر کیا جائے تو سب سے اہم بات تو یہ ہے کہ یہ خدا سے مانگنے کی چیز ہے سو اُسی سے اِس کا بکثرت سوال کیا جائے۔ پھر قرآن پڑھنے سے بڑھ کر اس کا عملاً کوئی اور نسخہ نہیں۔ پھر اس کے بعد رسولوں کی دعوت اور رسولوں کے مجاہدہ میں بار بار نگاہ دوڑانا اور غور وفکر کرنا ہے۔ پھر کائنات کے واقعہ پر غور ہے۔ اس کے علاوہ صالحین کی صحبت ہے۔ وہ لوگ جو اس لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کی حقیقت کو اپنے عمل اور مجاہدہ کی بنیاد بناتے ہیں ان سے قربت کا فیض اس کلمہ کی حقیقت پر یقین اور رسوخ اور دلجمعی کی صورت میں ضرور ملتا ہے۔

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہ میں جو حقائق بیان ہوتے ہیں وہ ہیں ہی کچھ ایسے کہ یقین پیدا کئے بغیر وہ بے معنیٰ رہتے ہیں۔ اس کلمہ کو محض 'جان لینا' فائدہ مند ہے اور نہ کسی مسئلہ کا حل۔ بندگی بنیادی طور پر ایک دِل کا عمل ہے۔ اللہ وہ ہے جس کو آدمی ٹوٹ کر چاہے اور اس کی چاہت اور طلب اس کے روئیں روئیں میں اتری ہو۔ اللہ وہ ہے جس کی عظمت اور سطوت کا آدمی خوف کھائے۔ اللہ وہ ہے جس کی خشیت انسان کے دل میں بیٹھی ہو۔ اللہ وہ ہے جس کی بڑائی اور کبریائی کی انسان کے دِل پر دھاک بیٹھی ہو۔ اللہ وہ ہے جس سے آدمی اُمید رکھے اور تب بھی اُمید رکھے جب ہر کسی سے نا اُمید ہو جائے۔ اللہ وہ ہے جس پر آدمی سہارا کرے اور اسی کے سہارے جیئے اور اسی کو اپنے لئے نہایت کافی جانے۔ اللہ وہ ہے جس سے آدمی مانگ کر کھائے اور مانگ کر پیئے۔ جس سے زندگی اور رزق اور ہر خوشی کا سوال کرے اور ہر مصیبت اور آفت سے جس کی پناہ چاہے۔ اللہ وہ ہے جس کا کہا ٹالا نہ جائے اور جس کی بات آدمی کیلئے حرف آخر ہو اور اٹل قانون۔ اللہ وہ ہے جس کے آگے انسان گھٹنے ٹیک دے اور اپنی جبین نیاز کو سجدوں میں جھکائے۔ ان سب افعال کو غیر اللہ سے پھیر کر ان کا رخ ایک خدائے واحد اَحد کی جانب پھیر دینا جس بات کا متقاضی ہے وہ یقین ہے نہ کہ محض 'معلومات'۔

یہاں ایک ایسا یقین درکار ہے جو شک کا امکان باقی نہ رہنے دے۔ لا الٰہ الا اللہ اس ہدایت کا عنوان ہے جس کو لے کر نبی ﷺ مبعوث ہوئے ہیں۔ رسولؐ کی لائی ہوئی ہدایت پر یقین ہو تو ہی آدمی کا کلمہ پڑھنا معتبر ہے۔ شک باقی رہے تو آدمی حالتِ کفر سے باہر نہیں آتا۔ علمائے اسلام نے ''کفر'' کی چار قسمیں بیان کی ہیں، اور جو کہ ہمارے ایک علیحدہ رسالہ کا موضوع ہے.. کفر کی اِن چار

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

اَقسام میں سے ایک قسم ’’کفرِ شک‘‘ ہے۔ یعنی آدمی چاہے نبیؐ کے لائے ہوئے دین کو صاف جھٹلاتا نہ ہو اور اگرچہ وہ نبیؐ کے لائے ہوئے حق کو سراہتا بھی ہو، مگر وہ آپؐ کی لائی ہوئی ہدایت کی بابت دل میں اگر کچھ شک رکھتا ہو تو بھی وہ حالتِ کفر سے باہر نہیں۔ کلمہ میں بتلائی گئی ایک ایک بات اس کو حتمی حق نظر نہ آتی ہو اور اس کے دل میں یہ خیال بیٹھا ہو کہ ہوسکتا ہے یہی حق ہو اور ہوسکتا ہے اس کے معارض بات بھی حق ہو۔ ’مسجد‘ آدمی کو خدا تک پہنچا سکتی ہے تو کیا معلوم ’مندر‘ اور ’گرجا‘ اور ’گوردوارہ‘ بھی اُس کو خدا تک پہنچا دے۔ محمد ﷺ کے طریقے پر خدا کو پوجنا صحیح ہے تو کیا معلوم پوپ اور برہمن اور گیانی کے طریقے پر عبادت کرنا بھی کچھ ایسا باطل نہ ہو۔ ایسا آدمی خواہ جتنا مرضی کلمہ پڑھتا ہو اس کا کلمہ پڑھنا معتبر ہرگز نہیں، کیونکہ ایسے آدمی کے حق میں کلمہ کی دوسری شرط پوری ہونے سے رہ گئی ہے؛ یعنی اس بات میں کوئی شک وشبہہ نہ رکھنا کہ صرف نبیؐ کی بات ہی برحق ہے اور اس کے راستے کے سوا ہر راستہ باطل ہے اور یہ کہ الٰہِ واحد کے سوا کسی کو پوجنا اور پکارنا قطعی ہلاکت کا باعث ہے۔ اِس میں جو شخص کوئی شک رکھتا ہے یا جو شخص باطل ادیان وعقائد کے حاملین کے ساتھ ’رواداری‘ کے مذہب کو فروغ دینے کیلئے اس حقیقت کو مشکوک اور محلِ نظر ٹھہراتا ہے خواہ وہ کتنا ہی بڑا نمازی ہو اور خواہ وہ کتنے ہی اسلام کے ’اعمال‘ کرتا ہو مسلمان بہر حال نہیں کیونکہ اس کا کلمہ پڑھنا ہی علمائے عقیدہ کی نظر میں ابھی معتبر نہیں۔ لا الٰہ الا اللہ کی صداقت پر قطعی یقین رکھنا اور اِس بابت ادنیٰ ترین شک نہ رکھنا کہ لا الٰہ الا اللہ سے متصادم راستے نرے جہنم کے راستے ہیں اور اِس بابت ذرہ بھر تامل نہ رکھنا کہ خدا کے ماسوا پوجی جانے والی ہستیاں نرے بت ہیں جو پاش پاش ہونے کے قابل ہیں، کلمہ کی باقاعدہ شرط

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. **حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر**
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

ہے۔اس کے بغیر آدمی مسلمان کیسا؟

'کلمہ کی دوسری شرط' پس ہمیں بتاتی ہے کہ کلمہ میں جو بات کہہ دی گئی اس کے مطلق ہونے کا یقین جب تک آدمی کے دل میں جاگزیں نہیں ہو جاتا اور اس سے معارض بات کے مطلق باطل ہونے کا وثوق اس کے درون میں پیدا نہیں ہو جاتا، تب تک اس کا کلمہ پڑھنا معتبر نہیں۔

شرطِ دوئم کے دلائل:

قرآن سے:

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوا وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أُوْلَئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ (الحجرات:١٥)

"حقیقت میں تو مومن وہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لائے پھر انہوں نے کوئی شک نہ کیا اور اپنی جانوں اور مالوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے لگے۔ وہی سچے لوگ ہیں"

چنانچہ یہاں اللہ تعالیٰ نے ان کے اللہ اور رسول پر ایمان کو اس بات سے مشروط کیا ہے کہ وہ اس میں کسی شک یا شبہے کا شکار نہ ہوں۔ رہا وہ آدمی جو اس پر شک وشبہ رکھے تو وہ منافق ہوگا۔

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

توضیح:

ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوا ''پھر انہوں نے کوئی شک نہ کیا''......

گو یہاں ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوا وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ کے الفاظ معطوف ہیں، مگر دیگر شرعی دلائل اور قرائن سے واضح ہے کہ جہاد فی سبیل اللہ تو ایمان کا تقاضا ہی ہے نہ کہ ایمان کی شرط۔ البتہ ایمان کے حقائق پر شک نہ کرنا اور اسی پر دلجمعی اختیار کرنا ایمان معتبر ہونے کی شرط ہے۔ پس جس دل میں لا الہ الا اللہ کی حقیقت پر وثوق کا ہی فقدان ہو اور اس میں شک کا مادہ ہی کہیں موجود پڑا ہو اس کی کلمہ گوئی بے فائدہ ہے۔

شک یقین کا نقیض ہے۔ شک باقی نہ رہنے کا مطلب یقین کا حصول ہے، جو کہ لا الہ الا اللہ کی دوسری شرط ہے اور سورۂ حجرات میں اسی کی جانب اشارہ ہوا ہے۔ رہا یہ کہ انسان شرک کے باطل ہونے میں کوئی شبہہ رکھے، غیر اللہ کی بندگی کی رائج شکلوں کو مسترد کرنے میں ابھی اس کو تامل ہو یا اللہ وحدہ لا شریک کے تنہا معبود ہونے کی بابت وہ کوئی شک رکھتا ہو تو زبان سے بے شک اس نے صحیح تلفظ کے ساتھ لا الہ الا اللہ کہہ دیا ہو، یہ اس کیلئے کافی ہے اور نہ فائدہ مند۔

سنت سے:

پہلی دلیل:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ، لَا یَلْقَی اللّٰهَ بِهِمَا عَبْدٌ غَیْرُ شَاكٍّ فِیْهِمَا اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ (مسلم: ۱/۵٦ ح ۲۷)

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

''حضرت ابوہریرہؓ سے صحیح حدیث مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی ہستی الٰہ نہیں اور یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں'' جو بندہ ان دونوں شہادتوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے جا ملے گا بشرطیکہ وہ ان دونوں باتوں کی حقیقت میں کوئی شک نہ رکھتا ہو، وہ جنت میں داخل ہوگا''

وَفِیْ رِوَایَۃٍ: لَا یَلْقَیٰ اللّٰہَ بِھِمَا عَبْدٌ غَیْرُ شَاکٍّ فَیُحْجَبُ عَنِ الْجَنَّۃِ (مسلم: ۱/۵۶ ح ۲۷)

ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ ''کوئی بندہ ایسا نہ ہوگا جو ان دونوں شہادتوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے جا ملے، جبکہ ان کی حقیقت کی بابت اسے کوئی شک نہ ہو اور پھر وہ جنت سے محروم رہ جائے''

توضیح:

غَیْرُ شَاکٍّ فِیْھِمَا ''بشرطیکہ وہ ان دونوں باتوں کی حقیقت میں کوئی شک نہ رکھتا ہو''..

مراد یہ کہ آدمی نے کلمہ کی جو حقیقت معلوم کی وہ اس کو عین حق جانے اور اپنے اندر اس کی بابت کوئی شک اور تردد نہ رہنے دے۔ ایسا ہی آدمی ہے جس کا داخلۂ جنت – اس حدیث کی رو سے – یقینی ہے۔ یعنی کلمہ اس کیلئے فائدہ مند ہے۔ چنانچہ احادیث وغیرہ میں جہاں مطلق لا الہ الا اللہ کہہ لینے کی بنا پر جنت کی بشارت ہے ہمارے سامنے یہ حدیث اس پر ''شک باقی نہ رہنے'' کی یہ قید لگاتی ہے۔

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. **حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل** پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

دوسری دلیل:

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ایک طویل حدیث میں بھی یہ الفاظ آتے ہیں:

مَنْ لَقِیْتَ مِنْ وَرَاءِ ھٰذَا الْحَائِطِ یَشْھَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُسْتَیْقِناً بِھَا قَلْبَهٗ فَبَشِّرْہُ بِالْجَنَّةِ (مسلم:۱/۵۹)

''اس دیوار سے پرے جو آدمی بھی تمہیں ایسا ملے جو اپنے دل کے پورے یقین کے ساتھ اس بات کی شہادت دیتا ہو کہ اللہ کے علاوہ فی الواقع کوئی الٰہ نہیں ایسے آدمی کو جنت کی خوشخبری سنا دو''

توضیح:

مُسْتَیْقِناً بِھَا قَلْبَهٗ ''اپنے دل کے پورے یقین کے ساتھ''......

یہاں بھی یہی شرط بیان ہوئی ہے۔یعنی آدمی کا دل اس لا الہ الا اللہ کی حقیقت پر یقین اور دلجمعی پائے اور اس کلمہ میں جو حقائق بیان ہوئے ان کو عین حق جانے۔دخولِ جنت کی بابت رسول اللہ ﷺ کی وہ خوشخبری جو بعض احادیث میں مطلق بیان ہوگئی ہے آپؐ کے اس لفظ سے یہاں مقید ہوگئی۔

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کی تیسری شرط

اِخلاص

تیسری شرط اخلاصِ (نیت) ہے، یہاں تک کہ شرک باقی نہ رہ گیا ہو۔

توضیح:

اخلاصِ نیت دراصل دین میں ہر عمل ہی کی ایک لازمی شرط ہے۔ ازراہِ اختصار کسی وقت اس کو محض 'نیت' کے لفظ سے بھی ذکر کردیا جاتا ہے۔ دین کا کوئی عمل بھی اس شرط کے بغیر معتبر نہیں۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کا اقرار اب چونکہ اسلام کا سب سے پہلا عمل ہے لہٰذا اخلاص نیت لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کے اقرار کیلئے بھی ایک بنیادی شرط ہوگی۔ ویسے یہ شرط نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، قربانی ہر چیز کیلئے فقہائے اسلام کے نزدیک ایک باقاعدہ شرط ہے۔ یہی وجہ ہے کہ محدثین کا طریق کار یہ رہا ہے کہ وہ کتب احادیث کا آغاز نیت کی حدیث سے کرتے ہیں یعنی ''اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ، وَاِنَّمَا لِکُلِّ امْرِئٍ مَّانَوىٰ''

چنانچہ نیت کا حضور اور دل کا اخلاص ویسے تو ہر عمل میں مطلوب ہے مگر جس عمل میں سب سے بڑھ کر مطلوب ہے وہ شہادت کی ادائیگی ہے۔ کیونکہ شہادت

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

http://www.eeqaz.com مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں

ادا کرنا دراصل اپنی پوری زندگی کو ایک رخ دینا ہے۔ کارخانۂ ہستی کو زمانہ جس نگاہ سے دیکھتا ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه بالکل اس سے مختلف نگاہ رکھنے کا اعلان ہے۔ یہ اپنے وجود سے لے کر کائنات کے وجود تک کو اپنے ذہن وفکر کے اندر ایک طرح سے نئی ترتیب اور نئی پہچان دیتا ہے۔ لہٰذا اس عمل میں دل کی شرکت نہایت ضروری ہے۔ پھر کیا تعجب کہ اخلاصِ دل ''کلمۂ اخلاص'' کی شرط ہو۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کی اس تیسری شرط سے جو بات سمجھی جانا مقصود ہے وہ یہ کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کوئی معاشرتی رواج ہے اور نہ کوئی آبائی رسم اور نہ قومی روایت۔ بلکہ اس کیلئے تو شرط یہ ہے کہ یہ اقرار کہ ''نہیں کوئی پرستش کے لائق مگر مالکِ کائنات'' انسان کے اپنے ہی اندر سے اٹھنے والی صدا ہو۔ کسی بات کو دل کی صدا بننے تک نفس کے جتنے مرحلوں سے گزرنا لازم ہوتا ہے ان سب مرحلوں کا طے ہونا اور ان کیفیات کا ــــــ کم از کم حد تک ــــــ نفس کے اندر جنم پانا اس لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کے اقرار کی ایک باقاعدہ شرط ہے اور اسی کو اخلاص کہا گیا ہے۔

اس شرط کا خلاصہ یہ ہوا کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کا اقرار کسی بے توجہی یا لاابالی پن کے ساتھ ہرگز نہ کیا گیا ہو۔ 'لوگ کلمہ پڑھتے ہیں تو میں بھی پڑھتا ہوں' یہ طرز فکر شرطِ اخلاص کے منافی ہے۔ 'لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کو میں نے حق سمجھ کر مانا ہے اور اس سے میرا مقصود بس خدا کو راضی کرنا ہے' یہ احساس دل میں پیدا کرنا کلمہ کے معتبر ہونے کیلئے شرط ہے اور اسلام میں یہ باقاعدہ طور پر درکار ہے۔

اخلاصِ نیت...... یہاں تک کہ شرک باقی نہ رہے......

دین کے کسی عمل میں اگر صرف اور صرف خدا مطلوب نہ ہو تو وہ ایک بے معنیٰ عمل ہوتا ہے نہ صرف یہ بلکہ اس میں پھر خدا کے ساتھ کئی سارے حصہ دار بھی

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ایک عمل خدا کیلئے ہوا ہے تو اس میں خدا کے حصہ دار کیونکر کھڑے ہو جاتے ہیں؟ دیکھا یہ جانا ہے کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ کو ___ ایک حقیقت سمجھ کر اور پورے شعور اور وثوق کے ساتھ ___ آیا اس لئے قبول کیا گیا کہ اس ذات کو خوش کر دیا جائے جس کا مرتبۂ الوہیت اور وحدانیت قائم کرانے کیلئے یہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہ نازل ہوا، یا پھر کلمہ گو ہونے سے مقصد کسی اور کو خوش کرنا یا متاثر کرنا یا کوئی اور فائدہ حاصل کرنا تھا؟ کیا یہ کلمہ قوم یا معاشرے یا ماحول کی دیکھا دیکھی ادا کر دیا گیا تھا یا یہ خدا کے ساتھ ایک براہ راست معاملہ تھا جس میں کسی دوسرے کا کچھ لینا دینا باقی نہیں رہتا اور جس کے پیچھے محض یہ مقصد ہے کہ آدمی خدا کا چہرہ پا لے اور اس کے عذاب سے بچ کر اس کی رحمت کی پناہ میں آ جائے؟

دین کا ایک عام عمل بھی کیا جائے تو اس میں اخلاصِ نیت کا فقدان ایک نہایت بڑی آفت ہے۔ اللہ کی رضامندی کیلئے کئے گے ایک عمل میں جب مقصد کسی اور کو متاثر کرنا یا کسی اور کی نظر میں جچنا بھی ہو جائے، یعنی مخلوق کا دکھاوا، تو وہ شرکِ اصغر کہلاتا ہے۔ کتنا بڑا ظلم ہے کہ آدمی کوئی بھی نیک عمل کرے تو پسندیدگی اور ستائش پانے کیلئے اس کی نگاہ خدائے ذوالجلال سے کم لمحہ بھر کیلئے بھی کسی پر ٹھہر جائے۔ البتہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہ کا اقرار تو 'کوئی سا نیک عمل' نہیں بلکہ دین کا سب سے اساسی اور اولین عمل ہے۔ نیکیوں کے سبھی کھاتے اس کے نامۂ اعمال میں اس "اساسی اور اولین عمل" کے بعد کھلتے ہیں۔ اسلام کا یہ "اساسی اور اولین عمل" تو اگر محض خدا کا چہرہ پانے کیلئے نہیں؛ یعنی آدمی کا لا الٰہ الا اللہ پڑھنا محض معاشرے سے 'اسلام' کا سرٹیفکیٹ پا رکھنے کیلئے ہے، تب تو معاملہ شرکِ اصغر سے بھی کہیں سنگین تر ہے۔

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. **حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر**

آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

پس عام اعمال میں تو معاملہ اتنا ہی ہے کہ ان کو ادا کرتے وقت اللہ کو راضی کرنے کے ساتھ ساتھ اگر مقصود یہ ہو گیا کہ مخلوق سے بھی وہ اس پر ستائش پائے تو آدمی شرکِ اصغر کا مرتکب ٹھہرتا ہے، اور گو یہ بھی کوئی کم پریشانی کی بات نہیں۔ تاہم جب معاملہ لا الٰہ الا اللہ کی شہادت دینے یعنی اپنی زندگی کا منشور طے کرنے کا ہو تو اس وقت "اخلاصِ نیت" کا فرض چھوٹ جانا البتہ شرکِ اصغر سے بھی کہیں سنگین تر ہے۔ کسی اور عمل کے خدا کے ہاں قبول و معتبر ٹھہرنے کی بہرحال وہ اہمیت نہیں جو "شہادتِ لا الٰہ الا اللہ" کے قبول و معتبر ہونے کی ہے۔ عین اِسی مرحلے پر ہی اگر مخلوق کا دکھاوا ہو گیا اور مقصد تنہا رب العالمین کی خوشنودی نہ رہا تو اسلام میں داخلہ ہی معتبر نہ ہوا۔ انسان کا ملتِ شرک سے نکل کر ملتِ توحید میں شامل ہو جانا ہی معتبر نہ ہوا۔ کفر سے خلاصی پا کر اسلام قبول کر لینا ہی اس کے حق میں پایۂ ثبوت کو نہ پہنچا۔ سمجھو وہ اولین واقعہ ہی اس کی زندگی میں رونما نہ ہوا جس کے بعد اس کے نامۂ اعمال میں نیکیوں کے کھاتے کھلتے ہیں اور اعمالِ صالحہ کی گنتی ہونے لگتی ہے۔

"اخلاص" کی شرط پوری نہ ہونے کے باعث دین کا کوئی اور عمل قبول ہونے سے رہ گیا تو بس اسی عمل کا نقصان ہوا کیونکہ اس پر باقی سارے دین کا انحصار تو نہیں۔ البتہ "اخلاص" کی شرط رہ جانے سے اگر کلمہ معتبر نہیں ہوا تو یہ ہر نقصان سے سوا ہے کیونکہ باقی سب اعمال کا قبول ہونا اسی ایک بات پر منحصر ہے کہ پہلے یہ کلمہ معتبر ہو۔

شیخ سفر الحوالی لکھتے ہیں:

> دین کی اساس کو اختیار کرتے وقت ہی اگر آدمی کے ہاں اخلاصِ نیت مفقود پایا گیا، شہادتِ لا الٰہ الا اللہ کی جڑ میں ہی اخلاص ناپید ہوا، تو

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

ایسا آدمی شرک سے نکلا ہی نہیں اور ملتِ اسلام میں پایا ہی نہیں گیا۔ (یہ ہے اساسِ ایمان کو اختیار کرتے وقت اخلاص کا معاملہ)۔ ہاں ایمان کے شعبوں میں سے کسی شعبہ کے اندر اگر آدمی کے ہاں اخلاص پایا جانے سے رہ گیا اور ایمان کے اعمال میں سے کسی عمل میں اس کے ہاں اخلاص نہ پایا جا سکا، تو صرف وہ خاص شعبہ ہی ضائع ہوگا اور صرف وہ خاص عمل ہی برباد ہوگا، سارے کا سارا دین تو برباد نہیں ہوگا۔ مثلاً ایک آدمی نے انفاق کیا اور خدا کی راہ میں ہزار درہم دے ڈالے لیکن وہ اس عمل میں ریا کر بیٹھا تاہم نماز میں اس نے ریا نہیں کی۔ اب اِس آدمی کا انفاق تو چلئے اکارت ہوا مگر اس کو نماز بمع توحید کا اجر تو کم از کم ملا۔ نماز کا اجر تو کم از کم کہیں نہیں گیا۔ یہ بھی بے حد بڑا نقصان ہے کہ اس کا ہزار درہم برباد ہوا بلکہ یہ گناہ (ریا کاری کی سزا) کی وعید میں بھی آ گیا ہے، لیکن یہ ہے تو ایک شعبہ ہی کا نقصان۔ اس کے باقی اعمال و شعبہ ہائے دین تو کم از کم برباد نہ ہوئے۔ لیکن شہادتِ لا الٰہ الا اللہ ہی اگر اس کی برباد ٹھہرتی ہے کیونکہ وہ محض خدا کو خوش کرنے کیلئے ادا نہ ہوئی تھی، پھر تو اس کا سب کچھ ہی گیا۔

(ماخوذ از محاضرہ: من أعمال القلوب الإخلاص، سؤال حول أثر الإخلاص فی أصول الدين)

شرطِ سوئم کے دلائل:

قرآن سے:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

۱) أَلَا لِلَّهِ الدِّينُ الْخَالِصُ (الزمر: ۳)

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

"دین (اطاعت وبندگی) خالصتاً اللہ کیلئے ہے"

مزید ارشاد ہے:

۲) وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ حُنَفَاء (البینۃ:۵)

"اور ان کو اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا کہ اللہ کی بندگی کریں اپنے دین کو اس کیلئے خالص کرکے، بالکل یکسو ہو کر"

توضیح:

أَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ...... (الزمر:۳)

"خبردار! فرماں برداری خالصتاً اللہ کیلئے ہے"

لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَاءَ...... (البینۃ:۵)

"کہ عبادت کریں اللہ کی، اسی کیلئے دین (فرماں برداری) کو خالص کرتے ہوئے، یکسو ہو کر"۔

دین یعنی بندگی کو اللہ کے لئے خالص اور نشاطِ زندگی کا رخ ایک اللہ وحدہ لا شریک کی جانب کر دینا...... یہ قرآن کی ایک باقاعدہ اصطلاح ہے۔"اخلاصِ دین" کا اطلاق قرآن کے اندر دراصل بہت وسیع معنیٰ میں ہوا ہے۔اختصار سے، اس کے دو پہلو ہیں:

"اخلاصِ دین" کا ایک پہلو تو یہ ہے کہ بندگی کے سب افعال کو آدمی صرف اور صرف اللہ رب العالمین کے لئے مختص کر دے اور ان پر کسی اور کا ذرہ بھر حق نہ

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

جانے۔اس معنیٰ میں ''اخلاصِ دین'' کا نقیض شرکِ اکبر ہے۔

''اخلاصِ دین'' کا ایک دوسرا پہلو یہ ہے کہ بندگی کا عمل آدمی دل کے خلوص کے ساتھ اور صرف ایک اللہ کو ہی خوش کرنے کیلئے کرے۔اس معنیٰ میں ''اخلاص'' کا نقیض عموماً شرکِ اصغر ہے، جو کہ بے انتہا مہلک ہے اگرچہ آدمی کو دین سے خارج نہیں کرتا۔

سنت سے اس کی دلیل:

۱) حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی صحیح حدیث ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

أَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِیْ مَنْ قَالَ لا اِلٰهَ اِلا اللّٰهُ خَالِصاً مِّنْ قَلْبِهٖ أَوْ نَفْسِهٖ (البخاری بشرحه الفتح: ۱/۱۹۳ ح ۹۹)

''میری شفاعت کا حقدار خوش نصیب ترین شخص وہ ہے جو خلوص دل خلوص نفس کے ساتھ یہ شہادت دے کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں''

۲) عتبان بن مالکؓ سے مروی صحیح حدیث میں نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں:

اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلیٰ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ یَبْتَغِیْ بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ (مسلم: ۱/۴۵۶ ح ۲۶۳)

''اللہ تعالیٰ نے ہر ایسے آدمی کا جہنم میں جلنا حرام کردیا ہے جو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی شہادت دیتا ہو اور اس بات سے اللہ کی خوشنودی کا طالب ہو''۔

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

۳) امام نسائی ''الیوم واللیلۃ'' میں دو صحابیوں سے مروی حدیث روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، مُخْلِصاً بِهَا قَلْبُهٗ يُصَدِّقُ بِهَا لِسَانُهٗ اِلَّا فَتَقَ اللّٰهُ لَهَا السَّمَاءَ فَتْقاً حَتّٰى يَنْظُرَ اِلٰى قَائِلِهَا مَنْ اَهْلِ الْاَرْضِ وَحَقٌّ لِّعَبْدٍ نَظَرَ اللّٰهُ اِلَيْهِ أَنْ يُّعْطِيَهٗ سُؤَالَهٗ

(النسائی فی عمل الیوم واللیلۃ برقم: ۲۸)

''جو آدمی دل کے پورے خلوص اور زبان کی سچائی کے ساتھ یہ کہتا ہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ یعنی ''اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں وہ تنہا اور لاشریک ہے، بادشاہی اسی کی ہے حمد وثناء صرف اسی کا حق ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے'' تو ان کلمات کیلئے اللہ تعالیٰ آسمان کے پٹ کھول دیتا ہے یہاں تک کہ زمین میں ان کلمات کے کہنے والے پر نگاہ فرماتا ہے اور بس جس بندہ پر اللہ تعالیٰ نگاہ فرمالے اس کا حق ہو جاتا ہے کہ وہ جو مانگے سو دیا جائے''۔

توضیح:

ان احادیث کے الفاظ پر غور فرمایئے مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ والی وہ مطلق حدیث جو مشہور ومعروف ہے اب ان احادیث کے الفاظ سے مقید کردی گئی۔ یعنی

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

مَنْ قَالَ لا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، دَخَلَ الْجَنَّةَ ''جس نے بھی لا الہ الا اللہ پڑھ لیا وہ جنت میں جائے گا'' والی جو حدیث بغیر شروط کا ذکر کیے ایک جگہ بیان ہوگئی، اوپر کی ان حدیثوں میں اب اس کی ایک شرط بیان ہوگئی کہ یہ لا الہ الا اللہ یوں ہی زبان سے پڑھ لینا نہیں، جس کی بنیاد پر آدمی کی جنت کھری ہو جائے، بلکہ اس پڑھنے کی جو کئی ایک شروط ہیں ان میں ایک شرط یہ ہے جو کہ اوپر کی حدیثوں میں آپ دیکھتے ہیں۔ اِن حدیثوں میں یہ الفاظ غور طلب ہیں:

- ایک جگہ فرمایا: يَبْتَغِيْ بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ یعنی اُس نے **''صرف اللہ کا چہرہ پانے کیلئے''** یہ کلمہ کہا ہو۔ (ملاحظہ ہو اوپر ابو ہریرہؓ والی حدیث)
- ایک جگہ فرمایا: خَالِصاً مِّنْ قَلْبِهِ أَوْ نَفْسِهِ یعنی اُس نے یہ کلمہ **''دل کے اخلاص کے ساتھ''** کہا ہو۔ (ملاحظہ ہو اوپر عتبان بن مالکؓ والی حدیث)
- ایک جگہ فرمایا: مُخْلِصاً بِهَا قَلْبُهُ يُصَدِّقُ بِهَا لِسَانُهُ یعنی ''دل کے اخلاص اور زبان کی سچائی کے ساتھ''۔ (ملاحظہ ہو اوپر نسائی کی حدیث، جو دو صحابیوں سے مروی ہے)

پس کلمہ کی یہ ایک باقاعدہ شرط ہے کہ کلمہ گوئی معاشرتی رسم یا دکھاوے کی چیز نہ ہو۔ نہ ہی یہ کوئی لوگوں کی دیکھا دیکھی کہہ دیے جانے والے کچھ کلمات۔ ضروری ہے کہ یہ ایک با مقصد عمل ہو اور خدا کو پانے کی ایک سنجیدہ کوشش۔

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کی چوتھی شرط

صدق اور وفاء

چوتھی شرط ہے (اس کلمہ کے ساتھ) صدق اور وفا، یہاں تک کہ (اس کلمہ کے معاملہ میں) دروغ اور منافقت کا وتیرہ خارج از امکان ہوگیا ہو۔

توضیح:

دیانتدارانہ اقرار اس کلمہ کی چوتھی شرط ہے۔ایک ایسی سچائی اس کلمہ کے ادا کرتے وقت قلب وذہن میں پائی جانا ضروری ہے جو اس کلمہ کی بابت آدمی کے یہاں منافقت اور دروغ گوئی کا رویہ اپنایا جانے کی راہ مسدود کردے۔

''نفق'' عربی زبان میں سرنگ لگانے کو کہتے ہیں۔منافقت دراصل دل کا کھوٹ ہے۔ضروری نہیں کہ منافقت کا باعث محض کوئی 'بے وجہ کی بدنیتی' ہو۔شخصی منافع، خاندانی روابط، معاشرتی مجبوریاں، سیاسی مفادات، 'مستقبل' سے متعلق خدشات ...... بہت کچھ ایسا ہے جو ایک ایک کرکے اس لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کی حقیقت کے آڑے آنے کی کوشش کرتا ہے۔بسا اوقات جس چیز کو دین میں نفاق کہا گیا

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

ہے آدمی اُس کو 'حقیقت پسندی' اور 'دانش مندی' سمجھ کر اپناتا ہے اور جس چیز کو 'ایمان کا تقاضا' کہا گیا ہے وہ آدمی کو 'خواہ مخواہ کی بے وقوفی' اور 'دیوانہ پن' نظر آتا ہے۔ اہل ایمان پر اہل نفاق کی یہ محض کوئی پھبتی نہیں تھی جو قرآن میں یوں نقل ہوئی ہے:

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ آمِنُواْ كَمَا آمَنَ النَّاسُ قَالُواْ أَنُؤْمِنُ كَمَا آمَنَ السُّفَهَاء (البقرہ:۱۳)

''اور جب انہیں کہا جاتا ہے ایمان لاؤ اس طرح جس طرح (یہ) لوگ ایمان لائے تو کہتے ہیں: کیا ہم ایمان لائیں اس طرح جس طرح (یہ) نادان ایمان لے کر آئے ہیں؟''

چنانچہ بہت سی شخصی یا خاندانی یا ملکی یا معاشرتی مجبوریاں ایسی ہوتی ہیں جو اس لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کی حقیقت پر ڈٹ جانے میں مانع ہونے لگیں تب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کی حقیقت پر عمل پیرا رہنا آدمی کو ایک بڑا نقصان کرانے کے مترادف لگتا ہے اور ایسا 'خواہ مخواہ کا' نقصان کرانے کو آدمی محض بے وقوفی سمجھتا ہے۔

'صدق' کی صورت میں جو چوتھی شرط لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کی شہادت معتبر ہونے کیلئے بیان کی گئی ہے وہ یہ کہ آدمی پوری دیانت کے ساتھ اور ممکنہ نتائج کے علی الرغم اس دعوت کو قبول کرے۔ صدق یہ ہے کہ آدمی جس بات کو ایک بار تسلیم کر لے اسی پر جم رہنے پر آمادہ ہو اور جو کہے اس کو کر دکھانے پر پوری طرح سنجیدہ ہو۔

'صدق' کی جو قرآنی اصطلاح ہے وہ عام زندگی میں محض 'سچ بولنے' سے کہیں زیادہ گہری اور وسیع ہے۔ یہ دراصل ایک بات پر ڈٹ رہنے کی استعداد ہے۔ صدق کی قرآنی اصطلاح کا مقصود یہ ہے کہ آدمی جو بات کر دے پھر اس

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

سے بدل جانے کو خارج از امکان کردے (رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُم مَّن قَضَى نَحْبَهُ وَمِنْهُم مَّن يَنتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلاً ۔ الأحزاب: ۲۳) صدق دراصل ایمان اور لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کی حقیقت پر جم جانا ہے اور اس کی راہ میں حائل ہر مفاد اور ہر خدشے کو نظر انداز کر دینا۔

یوں ایک طرح سے یہ ایک حلف وفاداری ہے۔ یہ انسان کا محض ایک حقیقت کو دل سے قبول کرنا ہی نہیں بلکہ باقی ماندہ زندگی اس پر ڈٹ جانے کا بھی اعلان ہے۔ چونکہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کے اقرار کی یہ بھی ایک اہم جہت ہے لہٰذا اس کو بھی ایک باقاعدہ شرط کے طور پر اَلصِّدْقُ الْمُنَافِي لِلنِّفَاقِ کے الفاظ کے تحت بیان کر دیا گیا۔

ایک کلمہ گو کیلئے چونکہ آگے چل کر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کے تقاضوں میں دوستی اور دشمنی کا مسئلہ تقریباً سرفہرست رہنا ہے اس لئے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کی اس چوتھی شرط میں اس بات کا انتظام کر دیا گیا۔ سو اگر یہ شرط سمجھ کر پوری کر لی جائے تو آگے چل کر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کا ایک اہم ترین تقاضا (ولاء اور براء) پورا کیا جانا ممکن ہوتا ہے۔

شرطِ چہارم کے دلائل:

قرآن سے:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

الم أَحَسِبَ النَّاسُ أَن يُتْرَكُوا أَن يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

يُفْتَنُونَ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِن قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكَاذِبِينَ (العنکبوت:۱۔۳)

"الف، ل، م۔ کیا لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ بس اتنا کہنے پر چھوڑ دیئے جائیں گے کہ "ہم ایمان لائے" اور ان کو آزمایا نہ جائے گا! حالانکہ ہم سب لوگوں کی آزمائش کر چکے ہیں جو ان سے پہلے گزرے ہیں۔ اللہ کو تو ضرور یہ دیکھنا ہے کہ سچے کون ہیں اور جھوٹے کون"۔

مزید ارشاد ہوتا ہے:

وَمِنَ النَّاسِ مَن يَقُولُ آمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الآخِرِ وَمَا هُم بِمُؤْمِنِيْنَ يُخَادِعُونَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ آمَنُوا وَمَا يَخْدَعُونَ إِلاَّ أَنفُسَهُم وَمَا يَشْعُرُونَ فِيْ قُلُوبِهِم مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضاً وَلَهُم عَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ (البقرۃ:۸-۱۰)

"بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان لائے ہیں حالانکہ درحقیقت وہ مومن نہیں ہیں۔ وہ اللہ اور ایمان لانے والوں کے ساتھ دھوکہ بازی کر رہے ہیں مگر دراصل وہ خود اپنے آپ ہی کو دھوکے میں ڈال رہے ہیں اور انہیں اس کا شعور نہیں ہے۔ ان کے دلوں میں ایک بیماری ہے جسے اللہ نے اور زیادہ بڑھا دیا اور جو جھوٹ وہ بولتے ہیں اس کی پاداش میں ان کیلئے دردناک سزا ہے"۔

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

سنت سے:

صحیحین میں معاذ بن جبلؓ سے ثابت ہے کہ نبی ﷺ فرماتے ہیں:

مَا مِنْ اَحَدٍ يَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ، صِدْقاً مِّنْ قَلْبِهٖ اِلَّا حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ

(البخاری مع الفتح:۱/۲۲۶ ج۱۲۸ مسلم ۱/۶۱)

"جو آدمی بھی صدق دل سے یہ شہادت دے کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو جہنم پر حرام کر دیتا ہے"

توضیح:

پس اس حدیث میں صدقاً من قلبہ کے الفاظ بول کر، لا الہ الا اللہ پڑھنے والے کے جنت جانے کے معاملہ میں ایک اور شرط بیان کر دی گئی، یعنی دل کی سچائی سے لا الٰہ الا اللہ کہنا۔ کلمہ میں جو بات بیان ہوئی، اس سے دلی وفاداری۔ لا الہ الا اللہ کی صورت میں جس حقیقت کو جانا اور مانا گیا اس کو سچ کر دکھانے پر آمادگی و دلجمعی۔

یہ کلمہ کی چوتھی شرط ہے جو اوپر مذکور آیات و احادیث میں وارد ہوئی ہے۔

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کی پانچویں شرط

گرویدگی

پھر پانچویں شرط یہ ہے کہ انسان کو اس کلمہ اور اس کے معنیٰ اور مفہوم سے ایک محبت و وارفتگی ہوگئی ہو اور اس کلمہ سے اس کو ایک سرور ملنے لگا ہو۔

توضیح:

پانچویں شرط یہ ہے کہ آدمی کو یہ کلمہ دِل وجان سے عزیز ہو۔ کلمہ میں جو حقیقت بیان ہوئی ہے اُس حقیقت سے انسان کو باقاعدہ ایک پیار ہو۔ یہ کلمہ اس کو اپنی ایک نہایت قیمتی متاع لگتی ہو۔ بے شک یہ کلمہ اس کی راحتِ جان میں خلل انداز ہوتا ہو، بے شک یہ اس سے مفادات کی قربانی مانگتا ہو، بے شک یہ اس کو فرائض کا پابند کرتا ہے، بے شک یہ اس پر بہت سے مرغوبات حرام ٹھہرا دیتا ہے، بے شک یہ کلمہ کبھی اس کی جان بھی لے لے...... پھر بھی یہ کلمہ اس کو بے انتہا عزیز ہو اور اس کے اقرار سے ہی اس کو اصل راحت ملتی ہو۔

اندازہ کر لیجئے، کلمہ اور اس کے مفہوم سے ایک واضح قلبی وابستگی ہونا، 'کلمہ معتبر ہونے کی باقاعدہ ایک شرط ٹھہرا دی گئی ہے۔ یعنی کلمہ اور اس کے مفہوم سے

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آ گہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

انسان کو اگر ایک واضح قلبی لگاؤ ہی نہیں تو محض اس کا کلمہ پڑھ ڈالنا دین میں معتبر نہ ہوگا۔

پس ایک تو اس کلمہ کا مفہوم ہے اور دوسرا اس مفہوم کے ساتھ عقیدت اور وارفتگی۔

یہ کلمہ کیا ہے؟ غیر اللہ کی بندگی کا قطعی اور دوٹوک انکار اور اللہ کی بندگی اور فرمانبرداری کا پر جزم اقرار۔ تو اب کلمہ کی پانچویں شرط یہ ہے کہ غیر اللہ کی پرستش و بندگی کے اس انکار سے آدمی کو لطف ملتا ہوا اور خدا کے ماسوا ہستیوں کی خدائی کا انکار کر کے اس کو راحتِ جان نصیب ہوتی ہو اور یہ کہ تنہا رب العالمین کی خدائی کے اعلان سے اور ایک اُسی کی بندگی کے اقرار سے وہ دل میں گہرا سکون پاتا ہو۔ یوں لا الہ والا یہ انکار اور الا اللہ والا یہ اقرار اس کے لئے ایک ایسی چیز بن گیا ہو کہ اسی بات میں وہ اپنے لئے روح کا چین اور دل کا اطمینان پاتا ہو۔

خدا کے سوا پوجی جانے والی ہستیوں کی پرستش کو غلط اور باطل کہنے میں آدمی کو لطف آنا خواہ اس سے خدا کے دشمنوں کو کتنی ہی تکلیف ہو اور بندگی و نیاز کی سب اداؤں کو خدا کیلئے خاص کر دینے میں ایک مزہ پانا...... یہ کلمہ کی ایک باقاعدہ شرط ہے۔

کچھ اسی بات کا اظہار رسول اللہ ﷺ کے ایک مسنون ذکر میں ہوتا ہے جو فرض نماز کا سلام پھیرنے کے بعد آپ کا معمول تھا۔

لا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَيْءٍ قَدِیْرٌ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اَلَّا بِاللّٰہِ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّا اِیَّاہُ، لَہُ النِّعْمَۃُ وَلَہُ الْفَضْلُ وَلَہُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ وَلَوْ کَرِہَ الْکَافِرُوْنَ۔ (مسلم ۱/۴۱۰)

"نہیں کوئی عبادت کے لائق مگر ایک اللہ وحدہ لا شریک۔ بادشاہی اس

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

کی۔حمد اس کی۔ ہر چیز پر قدرت کاملہ وہی رکھنے والا ہے۔ نہ کوئی زور نہ کوئی طاقت سوائے اک خدا کے سہارے۔کوئی نہیں بندگی کے لائق سوائے اللہ کے۔اس ایک کے سوا ہم نہیں کسی کو پوجنے کے۔نعمت اس کی۔فضل اس کا۔ خوب سے خوب ستائش بس اس کی۔کوئی نہیں (ہماری) بندگی کے لائق سوائے اللہ کے۔ یوں کہ دین (اطاعت وبندگی) کو ہم بس ایک اسی کیلئے خالص کئے رہیں چاہے کافر لوگ اس سے کتنا ہی آزردہ ہوں"۔

کلمہ کی اس پانچویں شرط کا مطلب یہ ہے کہ آدمی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا نہ صرف اقرار کرے بلکہ اس کو اپنے اوپر خدا کی سب سے بڑی نعمت جانے اور دنیا کی بڑی سے بڑی نعمت آدمی کو اس کے سامنے ہیچ نظر آئے۔اس کے بغیر آدمی اپنے آپ کو کہیں کا نہ سمجھے۔اس کے جانے کی صورت میں آدمی کو دنیا اندھیر ہوتی ہوئی نظر آئے۔اس کے بغیر جینے کا آدمی تصور تک نہ کرے۔اس کے بغیر جینے پر آدمی موت کو بلکہ آگ میں کود پڑنے کو اپنے دل میں ترجیح دے۔لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کو زندگی کی متاعِ عزیز ترین جاننا اس کلمہ کا اقرار کرنے کی ایک بنیادی شرط ہے۔اور یہاں یہ کلمہ کی پانچویں شرط کے طور پر بیان ہوئی ہے۔

مزید برآں...... یہ بھی ایک حقیقت ہے اور عموماً دیکھنے میں آیا ہے کہ جس بات کے کرنے اور سننے میں آدمی کو سب سے زیادہ سرور ملتا ہو وہ ضرور اس کا موضوعِ سخن بھی بن جاتی ہے۔ بلکہ وہ اس کی گفتگو اور اس کی دعوت کا اصل محور ہی بن جاتا ہے۔ہو نہیں سکتا کہ ایک چیز کو انسان اپنی سب سے بڑی دولت جانے اور گردوپیش میں وہ اُس کے موضوعات کے اندر نہایت مرکزی حیثیت نہ رکھے۔

اگرچہ یہ بات ایک نتیجے کے طور پر آتی ہے نہ کہ ایک شرط کے طور پر، لیکن یہ شرط (یعنی کلمہ سے شدید محبت و وارفتگی ہو جانا اور اس سے آدمی کو سرور ملنا) اگر

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. **حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر**
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

پوری ہونے لگتی ہے تو اس کا ایک لازمی نتیجہ ہوتا ہے کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کے موضوعات اب آدمی کی دعوت پر چھا جائیں۔

اس لحاظ سے دیکھا جائے تو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کی شروط واضح ہو جانے سے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کے تقاضوں کا بھی خود بخود ایک نہایت خوب تعین ہو جاتا ہے۔

شرطِ پنجم کے دلائل:

قرآن سے:

وَمِنَ النَّاسِ مَن يَتَّخِذُ مِن دُونِ اللّهِ أَندَاداً يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللّهِ وَالَّذِينَ آمَنُواْ أَشَدُّ حُبّاً لِّلّهِ (البقرہ:۱٦۵)

"کچھ لوگ ایسے ہیں جو اللہ کے سوا دوسروں کو اس کا ہمسر اور مدمقابل بناتے ہیں اور ان کے ایسے گرویدہ ہیں جیسی اللہ کے ساتھ گرویدگی ہونی چاہیے حالانکہ ایمان رکھنے والے لوگ سب سے بڑھ کر اللہ کو محبوب رکھتے ہیں"۔

يَآ يُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَ يُحِبُّوْنَهٗ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ لَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ (المائدہ:۵۴)

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اگر تم میں سے کوئی اپنے دین سے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

پھرتا ہے (تو پھر جائے) اللہ اور بہت سے لوگ ایسے پیدا کر دے گا جو اللہ کو محبوب ہوں گے اور اللہ ان کو محبوب ہوگا۔ جو مومنوں پر نرم اور کفار پر سخت ہوں گے، جو اللہ کی راہ میں جدوجہد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈریں گے"۔

سنت سے:

حضرت انسؓ سے صحیح حدیث مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

ثَلاثٌ مَّنْ كُنَّ فِيْهِ وَجَدَ حَلَاوَةَ الْإِيْمَانِ: اَنْ يَكُوْنَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا، وَاَنْ يُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهٗ اِلَّا لِلّٰهِ، وَاَنْ يَكْرَهَ اَنْ يَعُوْدَ فِي الْكُفْرِ، بَعْدَ اِذْ أَنْقَذَهُ اللّٰهُ مِنْهُ، كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُقْذَفَ فِي النَّارِ (البخاری مع الفتح ١ / ٧٢ ح ٤٣ مسلم ١ / ٦٦)

"تین باتیں جس آدمی میں آ جائیں بس وہ ایمان کا مزہ اور لطف اٹھا لیتا ہے۔ پہلی بات یہ ہے کہ اللہ اور اس کا رسول ﷺ اس کو دنیا کی ہر ہستی سے زیادہ عزیز اور محبوب ہو جائیں، دوسری یہ کہ وہ کسی انسان سے محبت کرے تو صرف اور صرف اللہ کی خاطر، اور تیسری یہ کہ کفر سے ایک بار نکل آنے کے بعد اس میں لوٹ جانے سے اس کو اتنی کراہت ہونے لگے جتنا انسان آگ میں پڑ جانے سے لرزاں اور گریزاں ہو"

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی چھٹی اور ساتویں شرط

انقیاد و تسلیم

چھٹی شرط یہ ہے کہ انسان خلوصِ دل کے ساتھ، اللہ کی خوشنودی طلب کرتے ہوئے، اس کلمہ کے حقوق یعنی فرائض و واجبات ادا کرنے پر کار بند ہونا قبول کر چکا ہو۔ اس کو "انقیاد" کہتے ہیں۔

ساتویں شرط یہ ہے کہ آدمی نے اس کلمہ کے حقوق کو (ظاہر میں ہی نہیں) دل سے مان لینا بھی قبول کر لیا ہو، یوں کہ اس کی کوئی بات رد کر دینے کا اس کے ہاں تصور تک باقی نہ رہ گیا ہو۔ اس کو "تسلیم" کہتے ہیں۔

توضیح:

کلمہ کی چھٹی شرط "انقیاد" اور ساتویں شرط "تسلیم" بتائی گئی ہے۔

"انقیاد" عملی اور ظاہری طور پر تابع فرمان ہو جانا ہے اور "تسلیم" قلبی و باطنی طور پر تابع ہونا۔ "انقیاد" کا مطلب ہے حکم کی تعمیل اور "تسلیم" کا مطلب ہے دل سے اس پر راضی بہ رضا ہو جانا اور عین اسی کو برحق ماننا۔ "انقیاد" رویے میں تابع فرمان ہو جانا ہے اور "تسلیم" قلبی کیفیات میں رام ہو جانا۔ یہ دونوں باتیں لَآ اِلٰهَ

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر

آگہی بخش مجلہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

اِلَّا اللّٰہ کی شہادت معتبر ہونے کیلئے شرط ہیں۔ چنانچہ ظاہر اور باطن میں اس حقیقت کے تابع ہو جانا جو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہ میں بیان ہوئی کلمہ گو ہونے کیلئے باقاعدہ طور پر مطلوب ہے۔

عربی میں ''انقیاد'' کا لفظ قَادَ یَقُوْدُ کے مادہ سے انْقَادَ یَنْقَادُ باب انْفِعَال ہے۔ ''انقیاد'' یعنی کوئی جیسے چلائے ویسے چلتے جانا، بالکل ویسے ہی جیسے نکیل سے کھینچا جانے والا اونٹ جدھر کو چلایا جائے اُدھر کو چلتا جاتا ہے۔ ''انقیاد'' کی یہی حقیقت ہے۔ جبکہ ''تسلیم'' کا مطلب ہے اپنا من کسی کے سپرد کر دینا اور اپنی مرضی سے دستبردار ہو کر اس کی مرضی کو ہی دل سے اختیار کر لینا۔ پس لا الہ الا اللہ کہتے وقت باقاعدہ طور پر یہ مطلوب ہے کہ انسان کا بیرون اور اندرون ہر دو خدا کا تابع فرمان ہونے پہ آمادہ ہوں اور اِن ہر دو پہلو سے وہ ''اسلام'' یعنی خدا کے آگے surrender ہونے اور رام ہو جانے کا باقاعدہ ایک عہد کرے۔ کلمہ پڑھتے وقت انسان خدا کا فرماں بردار رہنے کا گویا ایک باقاعدہ حلف اٹھاتا ہے۔

اب یہاں ایک بات کی وضاحت ضروری معلوم ہوتی ہے:

'انقیاد' اور 'تسلیم' دونوں یہاں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہ کی شروط کے طور پر بیان ہوئے ہیں۔ اس سے ظاہر ہے یہ مراد نہیں کہ انسان پہلے ظاہر و باطن میں دین کے تمام احکام پر عمل پیرا ہو تو پھر جا کر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہ کی یہ دو شرطیں (انقیاد اور تسلیم) اس کے حق کے میں پوری ہوں اور تب تک آدمی کی کلمہ گوئی کا اعتبار ہی معلق رہے یعنی آدمی اس وقت تک مسلمان ہی شمار نہ ہو!

لا الہ الا اللہ کہتے وقت جو ''انقیاد'' اور ''تسلیم'' مطلوب ہے وہ بس یہی ہے کہ آدمی اپنے آپ کو ظاہر اور باطن میں لا الہ الا اللہ کے حقوق کا پابند جانے اور وہ ابتدائی آمادگی

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر

آگہی بخش مجلہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

اس کے ہاں پوری طرح پائی جائے جس کو خدا کی فرماں برداری کا ایک عہد کہا جا سکتا ہو۔ اسلام میں داخل ہوتے وقت (یعنی کلمہ زبان سے ادا کرتے وقت) ایسی ہی ایک آمادگی درکار ہوتی ہے۔ خدا کا فرماں بردار رہنے کی یہ واضح دوٹوک آمادگی ابتداءً اگر اس کے ہاں پائی جاتی ہے تو اس کو "داخلِ اسلام" ماننے کی شروط میں سے چھٹی اور ساتویں شرط سمجھئے اس کے حق میں پوری ہوئی اور اس کا اسلام میں داخلہ معتبر ہوا۔ رہ گیا زندگی میں پل پل پر "انقیاد" اور "تسلیم" کا عملاً ثبوت دیتے چلے جانا تو وہ لا الٰہ الا اللہ کے تقاضوں میں آتا ہے نہ کہ لا الٰہ الا اللہ کی شروط میں۔ "شروط" وہ چیز ہیں جن کے پورا ہونے سے پہلے ایک شخص کا مسلمان ہونا ہی پایۂ ثبوت کو نہ پہنچے۔ البتہ "تقاضے" وہ چیز ہیں جس کی نوبت انسان کا "قبولِ اسلام" معتبر مانا جانے کے بعد آتی ہے۔ "شروطِ لا الٰہ الا اللہ" کو عین ابتدا میں ہی یعنی لا الٰہ الا اللہ کہتے وقت ہی پورا کرنا ہوتا ہے، اس کے بغیر آدمی کا کلمہ پڑھنا ہی معتبر نہیں۔ البتہ جس چیز کو ہم "لا الٰہ الا اللہ کے تقاضے" کہتے ہیں تو اس کا معاملہ ساری عمر چلتا ہے۔

یعنی 'اعمال' کرنا تو دراصل لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کے اقرار کا تقاضا ہی ہے نہ کہ اس کی شرط۔ البتہ شریعت کے بتائے ہوئے 'اعمال' کرنے کیلئے ظاہراً اور باطناً ایک آمادگی اور استعداد کا آدمی کے یہاں پایا جانا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کے اقرار کی بہرحال ایک شرط ہے۔

چنانچہ کلمہ پڑھتے ہوئے اگر آدمی کے ذہن میں یہ ہے کہ کلمہ میں جو حقیقت بیان ہوئی، ظاہراً اور باطناً اس کا تابع ہو رہنے کیلئے اسے کچھ کرنا کرانا نہیں.. تو اس کا کلمہ پڑھنا غیر معتبر ہے۔

یہاں ایک اور مبحث واضح ہو جانا بھی ضروری ہے:

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر

آگہی بخش مجلہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

اللہ اور رسولؐ کے آگے کسی کی بات کو مقدم نہ ٹھہرانا اسلام کی ایک اساسی شرط ہے اور عقیدہ کا ایک نہایت بنیادی مسئلہ۔ "انقیاذ" یعنی اپنی مہار اللہ اور اس کے رسول کو تھما دینا درحقیقت یہی ہے۔ رسولؐ کی آواز کے آگے اپنی آواز اونچی ہو جانے دینا تک قرآن کے اندر ایمان کے منافی ٹھہرایا گیا ہے اور اس پر سب کے سب اعمال برباد ہو جانے کی وعید سنائی گئی ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ (الحجرات:۱-۲)

"اے ایمان والو! مت بڑھاؤ اللہ اور رسولؐ کے آگے کسی کو، اور ڈرتے رہو اللہ سے۔ بے شک اللہ سننے والا ہے جاننے والا۔ اے ایمان والو! مت اونچی ہونے دو اپنی آوازیں نبیؐ کی آواز کے اوپر۔ اور نہ اس کے آگے یوں کھل کر بولا کرو جیسے ایک دوسرے کے آگے کھل کر بول لیتے ہو۔ یہ نہ ہو کہ تمہارے سب اعمال برباد ہو جائیں اس حال میں کہ تمہیں خبر بھی نہ ہو"۔

مسلم فرد اور مسلم معاشرے کا یہ وہ باقاعدہ دستور اور آئین ہے جو سورۂ حجرات کی ان دو آیتوں کے اندر بیان ہوا۔ اِس کو ایک لفظ میں بیان کرنا چاہیں تو "انقیاذ" کہیں گے۔ یہ "انقیاذ" اگر دل میں گھر کر لے تو اس کو "تسلیم" کہیں گے۔ دونوں شہادتِ لا الٰہ الا اللہ کے معتبر ٹھہرنے کے معاملہ میں شرط ہیں۔

امام ابن قیمؒ سورۂ حجرات کی اِن آیات کے حوالے سے کہتے ہیں:

"نبیؐ کی آواز کے آگے ان کا اپنی آواز اونچی کر لینا اگر ان

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. **حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر**

آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

http://www.eeqaz.com مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں

کے سب اعمال برباد ہوجانے کا باعث ٹھہرادیا گیا ہے...... تو پھر اس بارے میں کیا خیال ہے کہ نبیؐ جو چیز لے کر خدا کے یہاں سے آیا یہ اس پر اپنی آراء کو مقدم ٹھہرائیں؟ یہ اپنے ذوق کو اس پر مقدم جانیں؟ اپنی سیاست کو اس پر مقدم رکھیں؟ اور اپنے فلسفہ وفکر کو اس پر مقدم کریں؟ یہ اپنی اِن (خانہ سازیوں) کو نبیؐ کی لائی ہوئی بات کے اوپر کردیں؟ کیا یہ تو کہیں اولیٰ تر نہیں کہ ان کے اس روے اور وتیرے سے ان کے اعمال برباد ہوجائیں؟؟؟ (اعلام الموقعین ۱:۵۱)

امام ابن قیمؒ کے زمانے میں معاملہ کی سنگینی شاید یہیں تک تھی اور وہ اسی پر تعجب کرتے ہیں کہ کوئی شخص لا الٰہ الا اللہ کا دعویٰ بھی کرتا ہو اور پھر نبیؐ کی لائی ہوئی ہدایت کے بالمقابل اپنی رائے یا اپنے ذوق یا اپنی سیاست کو ہی مقدم جانتا ہو۔ امام ابن قیمؒ کے زمانے میں مسلم معاشروں کے اندر ظاہر ہے نبیؐ کی لائی ہوئی شریعت کے سوا کوئی قانون تھا اور نہ آئین۔ لیکن اب آج اس بارے میں کیا خیال ہے کہ نبیؐ کے لائے ہوئے قانون کے آگے کوئی اپنا قانون لے کر آئے؟ کوئی نبیؐ کے قانون سے متصادم قانون کو 'مقدس' کہے؟ اس بارے میں کیا خیال ہے نبیؐ کی بات سے متصادم چیز کو کوئی شخص باقاعدہ قانون جانے اور اس کا چلن کرنے اور کروانے کو اپنی زندگی کا آئین اور معاشرے کا دستور مانے؟ کوئی اللہ و رسولؐ کی بات سے متصادم قانون کی پابندی کرنے اور کروانے کا داعی ہو اور اس بات کو وہ ایک 'اچھے انسان' اور 'اچھے شہری' کی تعریف کا لازمی حصہ قرار دیتا ہو؟ کیا شک ہے کہ ایسے شخص کے حق میں شہادتِ لا الٰہ الا اللہ کی وہ بنیادی ترین شرط ہی پوری نہیں ہوئی جس کو علمائے عقیدہ کی اصطلاح میں ''انقیاد'' کہا جاتا ہے۔

قرآنی استعمال میں بعض مقامات پر انقیاد کیلئے 'اسلام' اور تسلیم کیلئے 'ایمان'

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

کا لفظ بھی وارد ہوا ہے۔ خصوصاً دیکھئے سورۃ الحجرات کی آیت ۱۴۔

اس سیاق میں 'اسلام' (انقیاد) سے مراد ہے اپنی نکیل دین کو تھما دینا اور 'ایمان' (تسلیم) سے مراد نکیل تھما دینے کے اس واقعہ کو دل وجان سے قبول کر لینا اور اس پر دل کے خلجان سے آزادی پانا۔

بسا اوقات 'انقیاد' اور 'تسلیم' ایک دوسرے کے ہم معنی بھی استعمال ہوتے ہیں بعینہٖ جس طرح 'اسلام' اور 'ایمان' کسی وقت ایک دوسرے کے ہم معنیٰ استعمال ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے ''انقیاد'' اور ''تسلیم'' ہر دو شرط پر گفتگو کو ایک ہی فصل میں اکٹھا کر دیا ہے۔

''انقیاد'' اور ''تسلیم'' کی اس کیفیت کا آدمی کے ظاہر وباطن میں کم از کم حد تک وجود پانا ہر شخص کے حق میں لازم ہے کیونکہ یہ شہادت کے اعتبار کیلئے باقاعدہ شرط ہے۔

شرطِ ششم کے دلائل:

قرآن سے:

وَأَنِيبُوا إِلَى رَبِّكُمْ وَأَسْلِمُوا لَهُ (الزمر:۵۴)

''اور پلٹ آؤ اپنے رب کی طرف اور مطیع بن جاؤ اسکے''۔

وَمَنْ أَحْسَنُ دِيناً مِّمَّنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلّٰهِ (النساء:۱۲۵)

''اس شخص سے بہتر اور کس کا طرزِ بندگی ہوسکتا ہے جس نے اللہ کے آگے سرِ تسلیم خم کر دیا اور اپنا رویہ نیک رکھا''

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

وَمَنْ يُسْلِمْ وَجْهَهُ إِلَى اللّٰهِ وهو محسن فقد استمسک بالعروۃ الوثقیٰ (لقمان:۲۲)

"جو شخص اپنے آپ کو اللہ کے حوالے کر دے اور عملاً وہ نیک ہو اس نے فی الواقع ایک بھروسے کے قابل سہارا تھام لیا"۔

فَلاَ وَرَبِّکَ لاَ يُؤْمِنُونَ حَتَّىَ يُحَكِّمُوکَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لاَ يَجِدُواْ فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجاً مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُواْ تَسْلِيماً (النساء:٦٥)

"نہیں اے محمد ﷺ! تمہارے رب کی قسم یہ کبھی مومن نہیں ہو سکتے۔ جب تک کہ اپنے باہمی اختلافات میں یہ تم کو فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں پھر جو کچھ تم فیصلہ کرو اس پر اپنے دلوں میں کوئی تنگی محسوس نہ کریں بلکہ سر بسر تسلیم کر لیں"۔

سنت سے:

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يَكُوْنَ هَوَاهُ تَبَعاً لِّمَا جِئْتُ بِهٖ

(النووی فی الأربعین)

"تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں جب تک اس کی ہر خواہش میرے لائے ہوئے دین کے تابع نہ ہو جائے"۔

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

توضیح:

أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلّٰهِ (النساء: ۱۲۵)...... يُسْلِمْ وَجْهَهُ اِلَى اللّٰهِ (لقمان: ۲۲)...... یعنی اپنے وجود کا رخ خدا کی جانب کر دینا اور اپنا آپ خدا کو سونپ دینا، اپنے آپ کو خدا کے تابع کر دینا۔

سورۂ لقمان کی مذکورہ بالا آیت کے اندر واضح کر دیا گیا کہ ایسا ہی شخص در اصل عروۂ وثقیٰ کو تھامتا ہے۔ عروۂ وثقیٰ یہی لا الہ الا اللہ ہے، جیسا کہ کتبِ تفسیر سے واضح ہے۔ یعنی جو شخص اپنا آپ خدا کے تابع کر دے تو در اصل وہی ہے جس نے لا الہ الا اللہ کا یہ مضبوط سہارا تھاما جو نہ دنیا میں آدمی کو بے آسرا رہنے دے اور نہ آخرت کی مشکل گھڑیوں میں۔

چنانچہ 'انقیاد' (جس کو 'اسلام' یا 'خود سپردگی' بھی کہا جاتا ہے) لا الہ الا اللہ کے معتبر ہونے کیلئے ایک باقاعدہ شرط مانی گئی ہے۔

اس کے بعد سورۂ نساء کی جو آیت مذکور ہوئی ہے اُس میں بتا دیا گیا ہے کہ آدمی کا ایمان تب تک معتبر نہیں جب تک وہ اپنی زندگی کے سب فیصلے خدا کے فرستادہ رسول کو نہ سونپ دے۔ یعنی اسلام میں داخل ہونے کی شرط یہ ہے کہ آدمی زندگی کے سب معاملات میں اپنے اور ہر کسی کے اختیار سے دستبردار ہو جائے اور ان کو طے کر دینے کا حق صرف اور صرف اللہ اور اس کے رسول کو دینے پر آمادہ ہو۔ جب تک وہ زندگی کے جملہ امور میں اللہ کی شریعت کے سوا کسی اور ہستی کے اختیار یا قاعدہ و قانون کو تسلیم کرتا ہے اس آیت کی رو سے تب تک وہ صاحبِ ایمان تصور نہ ہوگا...... یہاں تک کہ وہ غیر اللہ کے ہر اختیار اور قانون کو خدا کے اختیار اور خدا کے قانون کے آگے ہیچ نہ جاننے لگے۔

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر

آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کی تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

یہ "انقیاد" کلمہ کے معتبر ہونے کیلئے ایک شرط کے طور پر ہی مطلوب ہے۔

شرطِ ہفتم کے دلائل:

قرآن سے:

وَكَذَلِكَ مَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ فِي قَرْيَةٍ مِّن نَّذِيرٍ إِلَّا قَالَ مُتْرَفُوهَا إِنَّا وَجَدْنَا آبَاءَ نَا عَلَى أُمَّةٍ وَإِنَّا عَلَى آثَارِهِم مُّقْتَدُونَ قَالَ أَوَلَوْ جِئْتُكُم بِأَهْدَى مِمَّا وَجَدتُّمْ عَلَيْهِ آبَاءَ كُمْ قَالُوا إِنَّا بِمَا أُرْسِلْتُم بِهِ كَافِرُونَ فَانتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ (الزخرف:۲۳-۲۵)

"اسی طرح تم سے پہلے جس بستی میں بھی ہم نے کوئی ڈرانے والا بھیجا اس کے کھاتے پیتے لوگوں نے یہی کہا کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک طریقے پر پایا ہے اور ہمیں تو انہی کے نقش قدم کی پیروی کرنی ہے۔ ہر نبی نے ان سے کہا: کیا تب بھی (تمہیں اسی کی پیروی کرنی ہے)، اگرچہ میں اُس آئین سے، جس پر تم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے، کہیں زیادہ ہدایت یافتہ آئین لے کر تمہارے پاس آ پہنچا ہوں؟ انہوں نے سارے رسولوں کو یہی جواب دیا کہ جو آئین دے کر تم بھیجے گئے ہو ہم تو اس کو مان کر دینے کے نہیں۔ آخرکار ہم نے ان کی خبر لے ڈالی اور دیکھ لو کہ جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوا"۔

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

إِنَّهُمْ كَانُوا إِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ يَسْتَكْبِرُونَ وَيَقُولُونَ أَئِنَّا لَتَارِكُوا آلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُونٍ (الصافات:٣٥-٣٦)

"یہ (جہنمی) لوگ تھے کہ جب ان سے کہا جاتا اللہ کے سوا بندگی کسی کو سزاوار نہیں، تو یہ گھمنڈ میں آجاتے تھے اور کہتے تھے کیا ہم ایک شاعرِ مجنون کی خاطر اپنے معبودوں کو چھوڑ دیں"۔

توضیح:

مراد یہ کہ نبی جو چیز لے کر آیا، یہ اس کو مان کر دینے کے نہ ہوئے۔ اپنے آباء واجداد سے وابستگی کا پندار ان کے آڑے آتا رہا اور نبی کو ان کی جانب سے ایک صاف جواب مل جاتا رہا کہ وہ اس کے تابع فرمان ہو جانے کیلئے تیار نہیں۔ اور یہ کہ ان کے اپنے دستور، ان کے اپنے آئین، ان کے اپنے بڑے اور ان کے اپنے طریقے جو ان کے یہاں 'ہمیشہ سے' چلتے آئے ہیں ان کو بس انہی سے وابستگی عزیز ہے۔ خدائے واحد کی بندگی و پرستش کی اِس پکار پر اور اُس کے نازل کئے ہوئے اِس دستور کے آگے ان کی گردن نے نیچی ہو کر نہ دیا۔

نبی کا مطالبہ یقیناً ایک کڑا مطالبہ ہوتا ہے اور وہ یہ کہ سب دستور اور قاعدے جو آج تک 'چلتے' آئے ایک قوم کی زندگی میں اب معطل ٹھہریں گے سوائے اس حق کے جس پر آسمان سے ہی حق کی باقاعدہ مہر لگ کر آئی ہو۔ اور یہ کہ کسی کی پیروی، کسی کی بندگی، کسی کی پرستش زمین پر نہیں ہو گی سوائے اس ذاتِ کبریاء کے جو اُن کی جانوں کی مالک ہے اور جو کہ اُن کی معبودِ حقیقی ہے۔ باقی ہر معبود، ہر دستور اور ہر طرزِ حیات سے ان کو برگشتہ ہو جانا ہو گا۔ خدا کی چوکھٹ پر جھکنا درحقیقت یہی

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

ہے۔ نبیؐ کا یہ مطالبہ جو نہایت واضح انداز میں ایک فرد یا ایک قوم کے سامنے رکھ دیا جاتا رہا اور اس کے بیان کا پورا حق ادا کر دیا جاتا رہا، بہرحال ایک کڑا مطالبہ ہے۔ اس کے آگے سرِ تسلیم خم ہو جانا آسان بہرحال نہیں۔ یہ بہرحال ایک قوم کی زندگی میں ۱۸۰ کے زاویے پر مڑ جانے کا مطالبہ ہے اور زندگی کے دھارے کو ایک رخ سے ہٹا کر بالکل ہی ایک اور رخ پر ڈال دینے کا واضح واضح تقاضا۔ یہی وجہ ہے جو اوپر مذکور آیات میں اس رویے کا ذکر ہے جو نبیؐ کی دعوتِ توحید و اتباع کے بالمقابل قومیں اپنی جہالت کے باعث ہمیشہ ظاہر کر لیتی رہیں اور بالآخر آسمان سے ماتھا لگا لیتی رہیں؛ جس کے نتیجے میں حق اور باطل کے مابین باقاعدہ ایک میدان سج جاتا رہا، یہاں تک کہ باطل کو سورج کی روشنی تلے لا کر اور نہایت برہنہ و بدنما کر کے اور 'حق' پر ہونے کے معاملہ میں اس کے سب زعم دور کر دینے کے بعد اس کو برباد کروا دیا جاتا اور زمین پر از سرِ نو حق کا دور دورہ کروا دیا جاتا۔ البتہ اس مبارک کہانی کا آغاز ہمیشہ اِس 'کٹھن' مطالبے کو ان کے سامنے رکھ کر کیا جاتا کہ ہر معبود، ہر رِیت اور ہر دستور سے منہ موڑ کر کر، خواہ وہ کتنا ہی ان کے قومی و آبائی فخر کی بنیاد رہے ہوں، ان کو اپنا رخ خدائے واحد قہار کی جانب پھیر دینا ہوگا اور ایک اُسی کی بندگی اختیار کر لیتے ہوئے اُسی کے فرستادہ رسولوں سے اپنی زندگی کا ایک ایک مسئلہ دریافت کرنا ہوگا اور جو وہ کہہ دیں اسی کو اپنے لئے حتمی دستور ماننا ہوگا۔ یہاں تک کہ رسولوں کی بات کے آگے چوں و چرا کر لینے کو بھی اپنے حق میں کفر ماننا ہوگا۔

البتہ جب ان کے سامنے لا الٰہ الا اللہ کے یہ مضامین رکھے جاتے، جس کا مطلب ان کے آئینِ زندگی میں ایک بنیادی ترین تبدیلی تھی، خصوصاً جب ان کے کھاتے پیتے اور قوم کو لے کر چلنے والے آسودہ حال طبقوں کے سامنے نہایت

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

واضح لفظوں میں آسمان سے اترنے والا یہ مطالبہ رکھا جاتا تو ان کا پندار انہیں گردن خم کرنے سے روک دیتا اور وہ کہتے کہ محض ایک جنون زدہ شاعر کے کہنے پر کیا ہم اتنا بڑا کام کر ڈالیں، یعنی اپنے ان خداؤں کو خیر باد کہہ کر اور اپنے آبائی وقومی دستوروں کو دفن کر کے بس اسی کے پیچھے چل دیں؟ اس کی یہ حیثیت؟؟؟؟!؟!

جی ہاں! رسول کی اور اس کے لائے ہوئے آئین کی یہی حیثیت!!!!!!!

کم از کم اُنہوں نے سمجھ خوب لیا تھا کہ رسولوں کا مطالبہ اُن سے عین ہے کیا اور یہ جھگڑا آخر کس بات کا جھگڑا ہے...... اور یہ کہ 'آسمان' اور 'زمین' میں کسی بات پر ٹھن سکتی ہے تو وہ کونسی بات ہے؛ یعنی آسمان سے اترنے والے عذابات کی بات / یا پھر فریقِ حق کو فریقِ باطل کے خلاف ہتھیار اٹھا لینے کے اِذن پر مبنی آسمانی احکام وشرائع.. کسی نزاع کے باعث زمین پر نازل ہو سکتے ہیں تو وہ کونسا نزاع ہے۔ ورنہ تو آسمان سے زمین کیلئے رحمتیں ہی اترتی ہیں نہ کہ پے در پے عذابات یا قتال و خون ریزی کو مشروع ٹھہرانے کے احکامات۔

إِنَّهُمْ كَانُوا إِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ يَسْتَكْبِرُونَ وَيَقُولُونَ أَئِنَّا لَتَارِكُوا آلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُونٍ (الصافات:۳۵-۳۶)

"یہ لوگ تھے کہ جب ان سے کہا جاتا اللہ کے سوا بندگی کسی کو سزاوار نہیں، تو یہ گھمنڈ میں آجاتے تھے اور کہتے تھے کیا ہم ایک شاعرِ مجنون کی خاطر اپنے معبودوں کو چھوڑ دیں"۔

وَكَذَلِكَ مَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ فِي قَرْيَةٍ مِّن نَّذِيرٍ إِلَّا قَالَ مُتْرَفُوهَا إِنَّا وَجَدْنَا آبَاءَنَا عَلَى أُمَّةٍ وَإِنَّا عَلَى آثَارِهِم مُّقْتَدُونَ قَالَ أَوَلَوْ جِئْتُكُم بِأَهْدَى مِمَّا وَجَدتُّمْ عَلَيْهِ آبَاءَكُمْ قَالُوا إِنَّا بِمَا أُرْسِلْتُم بِهِ كَافِرُونَ فَانتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ (الزخرف:۲۳-۲۵)

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

"اسی طرح تم سے پہلے جس بستی میں بھی ہم نے کوئی ڈرانے والا بھیجا اس کے کھاتے پیتے لوگوں نے یہی کہا کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک طریقے پر پایا ہے اور ہمیں تو انہی کے نقش قدم کی پیروی کرنی ہے۔ ہر نبی نے ان سے کہا: کیا تب بھی (تمہیں اسی کی پیروی کرنی ہے)، اگرچہ میں اُس آئین سے، جس پر تم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے، کہیں زیادہ ہدایت یافتہ آئین لے کر تمہارے پاس آ پہنچا ہوں؟ انہوں نے سارے رسولوں کو یہی جواب دیا کہ جو آئین دے کر تم بھیجے گئے ہو ہم تو اس کو مان کر دینے کے نہیں۔ آخر کار ہم نے ان کی خبر لے ڈالی اور دیکھ لو کہ جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوا"۔

پس اصل نزاع کسی فرد یا کسی قوم کی زندگی میں اِس کلمہ اور اِس نبیؐ کی یہ حیثیت طے کرانا ہے، نہ کہ محض اس کی نعتیں کہلوا لینا یا اس کے نام کی سیرت کانفرنسیں منعقد کرا لینا یا محض اس کی 'تصدیق' کروالینا۔ اِس کلمہ اور اس نبیؐ کو قبول کرنے کے حوالے سے جو واضح ترین سوال ایک فرد یا ایک قوم کے سامنے رکھا جانا ہے وہ "انقیاد" ہے کہ آیا وہ یہ "انقیاد" (یعنی اپنی مہار تھما دینا ہی) قبول کرتا ہے یا نہیں۔ لا الہ الا اللہ کی چھٹی شرط یہ کہتی ہے کہ اِس "انقیاد" کے بغیر کسی کا لا الہ الا اللہ محمدٌ رسول اللہ کہنا سرے سے معتبر نہیں۔

"انقیاد"......یعنی ہر طریقے، ہر دستور اور ہر آئینِ زندگی سے دستبردار ہو کر اپنی مہار اپنے وقت کے نبی کو ہی تھما دینا کہ وہ خدا کی بندگی کی راہ میں اِسے جدھر کو چاہے لے کر چلتا جائے.. "انقیاد" بطورِ فرد بھی اور "انقیاد" بطورِ قوم بھی......

آدمی کی زندگی میں ایسا ایک عہد باقاعدہ انداز میں ہو جانا...... جہاں یہ چیز شہادتِ لا الہ الا اللہ کا آپ سے آپ مطلب ہے وہاں یہ لا الہ الا اللہ کی بنیادی

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

ترین شروط میں سے ایک شرط کے طور پر بھی بیان ہوئی ہے۔ زندگی بھر کیلئے ایسا ایک عہد کر رکھنے کا ہی نام علمائے عقیدہ کی اصطلاح میں "انقیاد" ہے۔ کسی کی زندگی میں یہ عہد ہونے سے رہ گیا ہے، کسی کی زندگی میں خدا کی نازل کردہ دستاویز اور خدا کے فرستادہ پیامبر کی یہ حیثیت طے ہونے سے رہ گئی ہے، تو سمجھئے اس کی زندگی میں لا الٰہ الا اللہ کی شہادت دینے کی کارروائی سرے سے عمل میں نہیں آئی۔ آسمان سے آئی ہوئی قرآنی دستاویز اور عرش سے بخشے گئے اختیارات کی مالک پیغمبر ہستی کی یہ حیثیت اپنی زندگی میں طے کئے بغیر اور اس کو باقاعدہ ایک عہد کے طور پر اختیار کئے بغیر آدمی 'کلمہ گو' ہونے کا زعم رکھے تو یہ جہالت اور فریب خوردگی کے سوا کچھ نہیں۔

یہ چیز جس کو 'انقیاد' کہا گیا آدمی کے "مسلم" مانا جانے کی شرط ہے۔ حق یہ ہے کہ "اسلام" ہی یہ ہے۔ اور "اسلام لانے" سے مراد بھی "انقیاد" اختیار کرنا ہے۔ 'مسلم' مانا جانے کیلئے منافقین تک کو ہر شریعت ہر قانون ہر دستور اور ہر آئین کا قلادہ اپنی گردن سے اتار کر لا الٰہ الا اللہ کے دستور کا قلادہ پہننا ہوتا ہے۔ اس کے بغیر "اسلام" کا کوئی تصور ہی نہیں اور 'کلمہ گوئی' کا کوئی معنیٰ ہی نہیں۔ البتہ یہ چیز یعنی غیر اللہ کی شریعت کا قلادہ اتار کر خدائی دستور کا قلادہ پہن رکھنا.. یہ رویہ ظاہری اعمال میں ہی نہیں بلکہ انسان کے درون میں بھی مطلوب ہے۔ کیونکہ ظاہری اعمال میں منافقین کو بھی ہر دستور کا پٹہ گردن سے اتار کر خدائی دستور کا پٹہ ہی گردن میں پہن کر رہنا ہوتا ہے، جس کا فائدہ ان کو انسانوں ہی کے یہاں ہو سکتا ہے نہ کہ خدا کے یہاں۔ پس لازم ہے کہ "ظاہر" کے ساتھ ساتھ انسان کا "باطن" بھی یہ قلادہ پہنے، تاکہ یہ خدا کے ہاں جا کر کام دے نہ کہ انسانوں سے جان بخشی کروانے تک

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

محدود رہے۔ اصل جان بخشی وہ ہے جو خدا کے ہاں جا کر ہو جائے اور اصل جان کندن بھی وہی جو خدا کے ہاں ہونے والی ہے۔ پس وہ چیز جس کے، ظاہر میں پائے جانے کو ہم نے ''انقیاد'' کا نام دیا ہے عین اسی چیز کا انسان کے درون میں پایا جانا ''تسلیم'' کہلاتا ہے اور جیسا کہ ہم نے دیکھا یہ ''تسلیم'' بھی ''کلمہ'' کی ایک باقاعدہ شرط ہے۔ پس ہر باطل آئین سے دستبردار ہو کر صرف ایک رب العالمین کی شریعت کا قلادہ ہی اپنے ظاہر میں ڈال لینا ''انقیاد'' کہلاتا ہے اور اپنے باطن میں ڈال لینا ''تسلیم''۔ ہر دو، ''کلمہ'' معتبر ہونے کیلئے شرط ہیں؛ یعنی ہر دو کے بغیر ''کلمہ'' پڑھا ہونا معتبر نہیں۔ اول الذکر، ''کلمہ'' کی چھٹی شرط کے طور پر بیان ہوا ہے.. اور ثانی الذکر، ''کلمہ'' کی ساتویں شرط کے طور پر۔

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں ''انقیاد'' اور ''تسلیم'' ایک ہی خوبصورت حقیقت کے دو رخ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ کسی وقت ان میں سے ایک ہی لفظ بول کر دوسرا ساتھ مراد لے لیا جاتا ہے۔ کتبِ عقیدہ کے اندر بھی اِن دونوں کے مباحث زیادہ تر جڑے ہوئے ملتے ہیں۔ یہاں تک کہ بعض علمائے عقیدہ ان دونوں کو کسی وقت ایک ہی شرط کے طور پر بیان کر دیتے ہیں۔ اور بلا شبہ ان میں سے ایک کا ذکر ہونا دوسرے کو آپ سے آپ لازم ہے۔ کیونکہ اسلام میں: ظاہر، باطن کے بغیر بے معنیٰ ہے اور باطن، ظاہر کے بغیر۔

یہاں ضروری ہو جاتا ہے کہ ''مرجئہ'' کے مذہب کا بھی کھل کھلا کر رد کر دیا جائے جو محض 'تصدیق' کو ہی کلمہ معتبر ہونے کیلئے کافی جانتا ہے اور ''انقیاد'' اور ''تسلیم'' کی شرط لگانے کو باطل قرار دیتا ہے۔ جس قدر اِس مرجئہ کے مذہب نے امت کے عقیدے کا ستیاناس کیا ہے درون یا بیرون کے کسی دشمن نے نہ کیا ہوگا۔

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

مرجئہ کا مذہب جو کہ ''ارجاء'' کہلاتا ہے، اور جو کہ امت کی تاریخ میں پائی جانے والی ایک نہایت خطرناک گمراہی ہے، کا کہنا ہے کہ 'انقیاد' اور 'تسلیم' ایسی اشیاء آدمی کے یہاں پائی جائیں تو بڑی اچھی بات ہے مگر شہادتِ لا الٰہ الا اللہ کے معتبر قرار پانے کیلئے شرط بہرحال نہیں۔ مرجئہ کے نزدیک 'ایمان' محض تصدیق کر دینے کا نام ہے۔ یعنی آدمی کا بس یہ مان لینا کہ لا الٰہ الا اللہ میں جو بات ہوئی وہ 'ٹھیک' ہے یا یہ کہ اس کلمہ اور نبیؐ کی کسی بات کو وہ 'جھٹلاتا' نہیں یا یہ کہ وہ کلمہ اور نبیؐ کی کسی بات کو 'غلط' نہیں کہتا.. مرجئہ کے نزدیک آدمی کا محض یہ کر لینا اس کی شہادتِ لا الٰہ الا اللہ کو معتبر قرار دلوانے کیلئے نہایت کافی ہے اور اس پر مزید کوئی شرط لگانا سراسر باطل!

رسولوں کا اپنی قوموں سے جو ایک بنیادی ترین مطالبہ تھا، اور جس کے پورا ہوئے بغیر انبیاء کے اور ان کی قوموں کے مابین پایا جانے والا نزاع ہرگز ختم نہ ہوتا تھا، اور جس کو پورا کیے بغیر کوئی شخص حالتِ کفر سے نکل کر حالتِ اسلام میں ہرگز نہ آ سکتا تھا.. رسولوں کے اس بنیادی ترین مطالبہ کو محض 'تصدیق' کے اندر محصور کر دینا اور ''انقیاد'' اور ''تسلیم'' کو رسولوں کے اس بنیادی ترین مطالبہ سے منہا کر دینا جس قدر مضحکہ خیز ہو سکتا ہے اور کتابوں اور صحیفوں کی اپنی ہی شہادت سے جس قدر متصادم ہے وہ آپ سے آپ عیاں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ علمائے سنت 'ارجاء' کی گمراہی کو امت کے عقیدہ کیلئے نہایت عظیم خطرہ قرار دیتے ہیں، خصوصاً اِن آخری صدیوں میں جب لوگ اور یہاں کے معاشرے واقعتاً 'ضرورت مند' نظر آتے ہیں کہ کوئی 'عالمِ دین' محض زبان کے اقرار اور دل کی تصدیق پر ہی ان کو 'اسلام' کا ایسا سرٹیفکیٹ دے دیا کرے جو کہیں چیلنج نہ ہو سکتا ہو اور جو ''انقیاد'' اور ''تسلیم'' ایسی ''شروطِ لا الٰہ الا اللہ'' سے اب ان کو قیامت تک کیلئے چھوٹ دے ڈالے!

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. **حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر**

آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

آج کے دور میں اسلام کے احیاء کا جو عمل مطلوب ہے اس میں لوگوں کو ''شروطِ لا الہ الا اللہ'' اور ''نواقضِ لا الہ الا اللہ'' ایسے بنیادی اسباق پڑھانا بھی باقاعدہ طور پر شامل ہوگا۔ باطل کے روبرو حق کی سیسہ پلائی دیوار کھڑی کر دینے کی اس کے سوا کوئی صورت نہیں کہ لوگوں پر نہایت واضح کر دیا جائے کہ ''اسلام'' کس سنجیدہ و برگزیدہ حقیقت کا نام ہے اور یہ کہ اس میں داخل تصور ہونے کی بنیادی ترین شروط کیا ہیں اور اس سے خارج کر دینے والے اعمال اور رویے کیا کیا۔

سنت سے:

عَنْ أَبِیْ مُوْسَیٰ الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: مَثَلُ مَا بَعَثَنِیَ اللّٰهُ بِهٖ مِنَ الْهُدَیٰ وَالْعِلْمِ، کَمَثَلِ الْغَیْثِ الْکَثِیْرِ، أَصَابَ اَرْضاً، فَکَانَ مِنْهَا نَقِیَّةٌ قَبِلَتْ الْمَاءَ فَاَنْبَتَتِ الْکَلَأَ وَالْعُشْبَ الْکَثِیْرَ، وَکَانَتْ مِنْهَا اَجَادِبُ اَمْسَکَتِ الْمَاءَ فَنَفَعَ اللّٰهُ بِهَا النَّاسَ، فَشَرِبُوْا وَسَقَوْا وَزَرَعُوْا، وَأَصَابَ مِنْهَا طَائِفَةً اُخْرَیٰ اِنَّمَا هِیَ قِیْعَانٌ لَا تُمْسِكُ مَاءً وَلَا تُنْبِتُ کَلَأً، فَذٰلِكَ مَثَلُ مَنْ فَقِهَ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ وَنَفَعَهٗ مَا بَعَثَنِیَ اللّٰهُ بِهٖ فَعَلِمَ وَعَلَّمَ، وَمَثَلُ مَنْ لَّمْ یَرْفَعْ بِذٰلِكَ رَأْساً وَلَمْ یَقْبَلْ هُدَی اللّٰهِ الَّذِیْ أُرْسِلْتُ بِهٖ

(البخاری: ۱/۱۷۵)

حضرت ابو موسیٰ اشعری سے صحیح حدیث مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

"مجھے اللہ تعالیٰ نے جو ہدایت اور علم دے کر مبعوث فرمایا ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسے کہیں بہت زیادہ بارش برسے۔ کہیں تو زمین نرم وشاداب ہو اور اس بارش سے خوب سیراب ہو کر فصل اگائے اور ہرا بھرا ہو جائے۔ کہیں پر چٹیل نشیب ہوں جو اس پانی کو روک رکھیں پھر اس کو بھی اللہ تعالیٰ لوگوں کیلئے منفعت کا وسیلہ کر دے کہ وہ اس کو پینے، فصلیں سیراب کرنے اور غلے اگانے کیلئے کام میں لائیں۔ جبکہ یہ بارش کسی بنجر زمین پر بھی برسے جو نہ تو پانی کو روک رکھے اور نہ اسے پی کر ہریالی اگا سکے۔ سو یہ مثال اس شخص کی ہے جو اللہ کے دین کا تفقہ حاصل کرے اور اسے میرے ساتھ مبعوث شدہ ہدایت سے اللہ تعالیٰ یوں فائدہ دے کہ وہ اسے خود سیکھے اور دوسروں کو سکھائے اور یہی مثال اس شخص کی ہے جو اس کو لیکر نہ تو اٹھا اور نہ اللہ کی اس ہدایت کو، جو کہ مجھے دے کر بھیجا گیا ہے، خود قبول کیا"۔

توضیح:

قبول اور تسلیم...... یہاں تک کہ مالک کی بات کو رد کر دینے کا تصور باقی نہ رہے۔

"قبول" سے وہی مراد ہے جو سورۂ حجرات میں بیان ہوا؛ یعنی اللہ و رسول ﷺ کی بات کے آگے پھر کسی چیز کو مقدم نہ رہنے دے، یہاں تک کہ رسول ﷺ کی آواز کے آگے آواز بلند کر لینے کو بھی اعمال اکارت چلے جانے کا موجب جانے۔ علاوہ

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

ازیں، قبول سے وہی مراد ہے جو سورۂ نساء میں مذکور ہے: فَلاَ وَرَبِّکَ لاَ یُؤْمِنُونَ حَتَّیَ یُحَکِّمُوکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَھُمْ ثُمَّ لاَ یَجِدُواْ فِیْ أَنفُسِھِمْ حَرَجاً مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُواْ تَسْلِیْماً (النساء:٦٥) یعنی: "نہیں، اے نبی! یہ ہرگز ایمان والے نہیں ہو سکتے جب تک کہ یہ تجھے سب تنازعات میں اپنا حکم نہ ٹھہرا لیں، پھر یہ اس پر اپنے نفسوں میں کوئی تنگی تک محسوس نہ کریں، اور جب تک یہ (اسکے آگے) سرتاسر تسلیم نہ ہو جائیں"۔

یہ ہے وہ مطالبہ جو انبیا کا اپنی قوموں سے رہا ہے۔ ایمان کے معتبر ہونے کیلئے یہ ایک باقاعدہ شرط ہے۔ لا الہ الا اللہ کے مقرر کردہ امور کو بلا چوں و چرا تسلیم کرنا اور اس کو مطلق حق ماننا اور اس سے متصادم ہر راستے ہر آئین کو متروک ٹھہرا لینا...... یہ ہے اس ہدایت کو قبول کرنا جسے لے کر رسول اللہ ﷺ دنیا کے اندر مبعوث ہوئے۔

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر

آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

فَإِنَّ الذِّكْرَىٰ تَنفَعُ الْمُؤْمِنِينَ

یہ ہوئی کلمہ کی سات شرطوں کی کچھ تفصیل۔ کلمہ کی شروط ادا ہو جائیں اور یوں آدمی کا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کی شہادت دینا معتبر ہو جائے تو پھر ہی دین کے باقی اعمال کی قبولیت ہونے لگتی ہے۔

یہ بات پھر دہرا دینا فائدہ مند ہے کہ ان شروط کی ایک تو کم از کم حد تک ادائیگی ہے جو کہ ہر شخص پر لازم ہے۔ البتہ ان کی بہتر سے بہتر ادائیگی کی کوئی حد نہیں۔ یہ آدمی کی اپنی اپنی ہمت اور ظرف پر ہے۔ جتنا بہتر آپ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کی ان شروط کو ادا کریں گے اتنا ہی آپ کے اعمال کی قبولیت کا امکان بڑھے گا اور اتنا ہی دین کے لئے آپ کی سعی اور مجاہدہ میں ایک حسن آئے گا اور اتنا ہی میزان میں آپ کے اعمال ایک وزن رکھیں گے۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی اس نعمت سے مالا مال کر دے۔

وہی ہے جو توفیق دیتا ہے اور وہی ہے جو جب چاہے بندے اور اس کے دل کے مابین حائل ہو جائے۔

فلا حول ولا قوۃ الا بہ

بچنے کی سکت اور نہ اقدام کی طاقت، سوائے اللہ کے سہارے

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. **حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر**

آ گہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

چند اقتباسات از
قرۃ عیون الموحدین

اس بات کی انتہائی اہمیت کے پیشِ نظر کہ لا الہ الا اللہ کا پڑھ لینا کافی نہیں بلکہ شروط کے ساتھ پڑھا ہونا ضروری ہے اور پھر ساری زندگی ان شروط پر کاربند رہنے سے ہی کلمہ معتبر رہتا ہے، ذیل میں ہم ایک معروف عالمِ توحید شیخ عبدالرحمٰن بن حسن بن محمد کے کچھ اقوال نقل کریں گے:

📖 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا بَعَثَ مُعَاذاً اِلَى الْيَمَنِ قَالَ لَهٗ: اِنَّكَ تَأْتِيْ قَوْماً مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ، فَلْيَكُنْ أَوَّلَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ شَهَادَةُ أَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ – الحديث

”ابن عباسؓ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ ﷺ نے جب معاذؓ کو یمن کی جانب نمائندہ بنا کر بھیجا تو ان سے کہا: دیکھو! تم ایک اہلِ کتاب قوم کے ہاں جارہے ہو۔ اس لئے سب سے پہلی بات جس کی تم انکو دعوت دو یہ ہونی چاہیے کہ وہ لا الہ الا اللہ کی شہادت دیں“

اس حدیث میں جو اہلِ کتاب مذکور ہیں وہ یہود اور نصارٰی ہیں جو اُس وقت یمن میں آباد تھے۔ ان کے بارے میں نبی ﷺ نے فرمایا:
فَلْيَكُنْ أَوَّلَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ شَهَادَةُ أَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ یعنی

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

سب سے پہلی بات جس کی تم انکو دعوت دو یہ ہونی چاہیے کہ وہ لا الہ الا اللہ کی شہادت دیں۔

جبکہ یہ کلمہ تو وہ کہتے تھے۔ مگر وہ اس کے معنیٰ اور حقیقت سے جاہل تھے جو کہ دراصل اسکا مفہوم ہے، یعنی کل عبادت ایک اللہ وحدہ لاشریک کیلئے خالص کردی جائے اور اسکے ماسوا کی عبادت اور پیروی چھوڑ دی جائے۔ چنانچہ وہ لا الہ الا اللہ کہتے مگر یہ ان کو فائدہ نہ دیتا تھا۔ وہ اس کلمہ کے معنیٰ ومطلب سے ایسے ہی ناواقف و نابلد تھے جیسے اس امت کے آخری دور کی اکثریت کا حال ہے۔ چنانچہ آج وہ یہ کلمہ بھی پڑھتے ہیں اور ساتھ میں مردوں، غائب ہستیوں، طاغوتوں اور درگاہوں کی عبادت کی صورت میں شرک کا ارتکاب بھی کرتے ہیں۔ اس طرح یہ اس کلمہ کے منافی امور کے مرتکب ہوتے ہیں۔ یعنی اپنے اعتقاد، اپنے قول اور اپنے فعل کے ذریعے وہ عین اس شرک کا اثبات کرتے ہیں جس کی یہ کلمہ نفی کرتا ہے اور عین اس اخلاصِ بندگی کی نفی کرتے ہیں جس کا یہ کلمہ اثبات کرتا ہے۔ متکلمین اور اشاعرہ کی پیروی میں وہ یہ خیال کرنے لگے ہیں کہ اس کلمہ کا مطلب ہے "پیدا کرنے پر اللہ تعالیٰ کا قادر ہونا"۔ جبکہ یہ تو وہ توحیدِ ربوبیت ہے جس کا پہلے مشرک بھی اقرار کرتے تھے مگر اس اقرار سے وہ داخلِ اسلام نہ ہو پاتے تھے......

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْاْ إِلَى كَلَمَةٍ سَوَاء بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلاَّ نَعْبُدَ إِلاَّ اللّهَ وَلاَ نُشْرِكَ بِهِ شَيْئاً وَلاَ يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضاً أَرْبَاباً مِّن دُونِ اللّهِ فَإِن تَوَلَّوْاْ فَقُولُواْ اشْهَدُواْ

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. **حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر**

آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

بِأَنَّا مُسْلِمُونَ (آل عمران:٦٤)

''کہو: اے اہلِ کتاب! آؤ ایک ایسی بات کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے۔ یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہ کریں، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں، اور ہم میں سے کوئی اللہ کے سوا کسی کو اپنا رب نہ بنا لے...... اس دعوت کو قبول کرنے سے اگر وہ منہ موڑیں تو صاف کہہ دو کہ گواہ رہو ہم تو مسلم (صرف اللہ کی اطاعت وعبادت کرنے والے) ہیں''

چنانچہ یہ ہے وہ توحید جو کہ اصل اسلام ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلّٰهِ أَمَرَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ (یوسف:٤٠)

''حکم وقانون کا حق ایک اللہ کو ہے۔ اس کا امر ہے کہ ایک اس کے سوا تم کسی کی بندگی نہ کرو۔ یہی دینِ قیم ہے مگر اکثر لوگ نہیں جانتے''(١)

📖 عبادہ بن الصامت سے روایت ہے، کہا: فرمایا رسول اللہ ﷺ نے:

مَنْ شَهِدَ أَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، وَأَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ، وَأَنَّ عِيسَىٰ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ وَكَلِمَتُهٗ الَّتِيْ أَلْقَاهَا اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ، وَأَنَّ الْجَنَّةَ حَقٌّ، وَالنَّارَ حَقٌّ، أَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ عَلٰى مَا كَانَ مِنَ الْعَمَلِ

''جس نے یہ شہادت دی کہ اللہ کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں

---

(١) قرة عيون الموحدين شرح كتاب التوحيد، باب پنجم الدعاء الیٰ شهادة أن لا اله الا الله

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

وہ یکتا و لاشریک ہے، اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، اور یہ کہ عیسیٰؑ اللہ کے بندے اور رسول تھے اور اُس کا وہ فرمان جسے اللہ نے مریمؑ کی جانب القا کیا اور ایک روح تھی اللہ کی طرف سے، اور یہ کہ جنت برحق ہے اور دوزخ برحق ہے، اللہ اسے جنت میں داخل فرمائے گا، خواہ اُس کا عمل کیسا بھی ہو"

آپ ﷺ نے فرمایا ہے: مَنْ شَهِدَ یعنی "جس نے شہادت دی"۔ اس بات میں شک وشبہہ کی کوئی گنجائش نہیں کہ شہادت، شہادت ہوتی ہی نہیں جب تک وہ علم، وثوق اور صدقِ دل سے نہ دی جائے۔ اور جو جہالت اور شک کی حالت میں سرزد ہو وہ 'شہادت' نہ تو معتبر ہوتی ہے اور نہ فائدہ مند۔ ایسی حالت میں تو 'شہادت' دینے والا جھوٹا ہوتا ہے کیونکہ جس بات کی وہ 'شہادت' دے رہا ہے اس کے مطلب سے وہ آگاہ تک نہیں جبکہ یہ عظیم الشان کلمہ تو پہلے ایک نفی وانکار پر مشتمل ہے اور پھر ایک اثبات و اقرار پر۔ نفی وانکار ایک اللہ کے سو ہر ایک کی الوہیت اور خدائی کا، جب آپ "لا الہ" کہہ دیں۔ اور اثبات و اقرار اللہ وحدہ لا شریک کی الوہیت اور فرماں روائی کا جب آپ "الا اللہ" کہہ دیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

شَهِدَ اللّٰهُ أَنَّهُ لاَ إِلَـهَ إِلاَّ هُوَ وَالْمَلاَئِكَةُ وَأُوْلُواْ الْعِلْمِ قَآئِمَاً بِالْقِسْطِ لاَ إِلَـهَ إِلاَّ هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ (آل عمران:۱۸)

"'اللہ نے خود اس بات کی شہادت دی ہے کہ ایک اُس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ اور فرشتے اور سب اہلِ علم بھی راستی اور انصاف کے ساتھ اس پر گواہ ہیں کہ اُس زبردست ودانا کے سوا فی الواقع کوئی عبادت کے لائق نہیں"۔

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. **حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر**

آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

سو کتنے گمراہ ہو جانے والے اس وجہ سے گمراہ ہوئے کہ وہ اس کلمہ کے مطلب اور معنیٰ سے نا آشنا و نابلد تھے۔ بلکہ اکثریت ایسوں کی ہے۔ اِنہوں نے اس کے معنی کی حقیقت ہی الٹ کر رکھ دی؛ جس الوہیت کی اس کلمہ میں نفی کروائی گئی تھی اُسی الوہیت کا اثبات وہ مخلوق ہستیوں کیلئے کرنے لگے، وہ مزاروں اور قبروں کی صورت میں بنائے گئے رب ہوں، طاغوت ہوں، اشجار و احجار ہوں یا جنات و شیاطین۔ اسی کو یہ لوگ دین بنا بیٹھے ہیں۔ اسی کی تزئین و آرائش میں لگے ہیں۔ توحید کو اب یہ بدعت کا درجہ دیتے ہیں۔ جو اِنہیں اس توحید کی دعوت دے اُسے یہ برا سمجھتے ہیں۔ چنانچہ اِنہوں نے اِس کلمہ کا مطلب اُتنا بھی نہ جانا جتنا کہ کفارِ قریش ایسے اہلِ جاہلیت جان گئے تھے۔ بات یہ ہے کہ وہ لوگ اس کلمہ کے مطلب سے آگاہ ہو کر اس بات سے انکاری تھے جو یہ کلمہ خالص عبادت اور بندگی کی صورت میں اُن سے تقاضا کرتا تھا، جیسا کہ اللہ تعالی نے ان کی بابت ذکر کیا:

إِنَّهُمْ كَانُوا إِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ يَسْتَكْبِرُونَ وَيَقُولُونَ أَئِنَّا لَتَارِكُوا آلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُونٍ (الصافات:۳۵-۳۶)

"یہ لوگ تھے کہ جب ان سے کہا جاتا اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے تو یہ گھمنڈ میں آجاتے تھے اور کہتے تھے کیا ہم ایک شاعر مجنون کی خاطر اپنے معبودوں کو چھوڑ دیں"

جبکہ اس امت کے آخری دور کے مشرکوں نے بھی انکار تو اسی بات کا کیا جس کا انکار ان سے پہلوں نے کیا تھا، جو کہ اِنکے جوابات دینے میں اِن کا وتیرہ ہوتا ہے اور صاف نظر آتا ہے جب کبھی آپ انہیں ان قبروں، مزاروں اور طاغوتوں کی عبادت سے ٹوکیں اور ان ہستیوں کی

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

بندگی اور پیروکاری سے، جن کی یہ عبادت کرتے ہیں، ان کو روک کر دیکھیں۔ بات یہ ہے اُن لوگوں نے اس کے معنیٰ کو جان کر اسکا انکار کیا تھا اور اِن لوگوں نے اس کے معنیٰ سے جاہل رہ کر اسکا انکار کیا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کو اب ایسے لوگ ملیں گے جو بیک وقت لا الہ الا اللہ بھی کہتے ہیں اور اللہ کے ساتھ اوروں کو بھی پکارتے ہیں!!

امام بقاعیؒ کہتے ہیں:

"لا الہ الا اللہ کا مطلب ہے اس بات کی صاف کھلم کھلا نفی کہ اُس عظیم ترین بادشاہِ مطلق کے سوا کوئی اور معبودیت اور خدائی کے لائق ہو"۔

پھر فرماتے ہیں:

"اس کلمہ کی حقیقت کا ادراک رکھنا ہی وہ اصل سہارا ہے جو قیامت کی ہولناک ساعتوں میں نجات کا باعث ہوگا۔ مگر یہ 'علم' تو تب ہوگا جب یہ فائدہ مند بھی ہو اور فائدہ مند تب ہوگا جب اس کے آگے انسان تسلیم ہو جائے اور اس کے تقاضوں پر آمادۂ عمل ہو، ورنہ تو یہ "علم" کہاں نری جہالت ہے"[۲]

(۲) قرۃ عیون الموحدین شرح کتاب التوحید، باب دوئم فضل التوحید وما یکفر من الذنوب

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آ گہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

شرح: شروط لا الہ الا اللہ

تیسرا حصہ

توضیحات

- ”شروطِ لا الٰہ الا اللہ“ کے ’الفاظ‘ یا ’گنتی‘ اہم نہیں
- بعض اہل علم نے آٹھویں شرط ”کفر بالطاغوت“ ذکر کی ہے
- کلمہ کی ”شروط“ اور چیز ہیں اور کلمہ کے ”تقاضے“ اور چیز
- کلمہ میں نفی کا اِثبات پر مقدم ہونا۔
- کلمہ لا الٰہ الا اللہ میں لفظِ ”الٰہ“ کی خاص دلالت؟
- کیا ”عقیدہ“ لفظِ ”ایمان“ کا متبادل ہے؟

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آ گہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

کتاب کے اصل موضوعات مکمل ہوئے۔تاہم طالب علم حضرات کیلئے اِس موضوع سے متعلقہ کچھ علمی نکات کو بیان کر دیے بغیر یہ مضمون ناتمام رہے گا۔لہٰذا کتاب کے اِس تیسرے حصہ میں ہم کچھ توضیحات پیش کریں گے۔

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آ گہی بخش مجلّہ،مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

''شروطِ لا الٰہ الا اللہ'' کے 'الفاظ' یا 'گنتی' اہم نہیں

جامعہ ام القریٰ مکہ المکرّمہ، فیکلٹی ''عقیدۃ'' کے سابق ڈین شیخ سفر الحوالی اپنے ایک محاضرہ بہ عنوان ''أعمال القلوب'' میں کہتے ہیں:

''ہمارا یہ محاضرہ ''اعمال القلوب'' کے عنوان سے ہے۔ لیکن اگر ہم غور کریں تو یہ عین وہی چیز ہیں جن کو علماء ''شروطِ لا الٰہ الا اللہ'' کے نام سے ذکر کرتے ہیں۔ چنانچہ ایک جہت سے یہ ''لا الٰہ الا اللہ'' کی شروط ہیں جبکہ دوسری جہت سے یہ قلوب کے کرنے کچھ عظیم اعمال ہیں، کہ جن پر قلب اور جوارح کے دیگر سب اعمال کا دار و مدار ہے۔ ان کو ''اعمال القلوب'' کہیں یا ''شروط لا الٰہ الا اللہ'' ہر دو بات میں ہرگز کوئی تعارض نہیں۔ درحقیقت یہ ایک ہی چیز ہے۔

جیسا کہ پہلے کہا جا چکا، اِن اعمال کی بنتی کچھ ایسی ہے کہ یہ باہم جڑے ہوئے اور ایک دوسرے کا حصہ بنے ہوئے ہوتے ہیں۔ کیونکہ قلوب کے اعمال باطن میں پائی جانے والی ایک حقیقت ہیں، جبکہ باطن کے اعمال کو اُس طرح الگ الگ کر دینا بے حد مشکل ہے جس طرح کہ ظاہری اعمال کو الگ الگ کر کے دیکھا جا سکتا ہے۔ مثال کے طور آپ بڑے آرام سے 'حج' اور 'روزہ' کو الگ الگ کر کے دیکھ سکتے ہیں۔ 'زکات' اور 'نماز'' کو بڑی آسانی کے ساتھ علیحدہ علیحدہ کر سکتے ہیں۔ جبکہ قلبی

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آ گہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

اعمال کا یہ معاملہ نہیں۔ قلبی اعمال میں بطور مثال 'یقین' آتا ہے۔ 'اخلاص' آتا ہے۔ 'گرویدگی' آتی ہے۔ 'توکل'، 'رضا'، 'صدق اور وفاء' اور ایسے ہی کچھ دیگر اعمال آتے ہیں۔ یہ سب اعمال ایسے ہیں کہ ساتھ ساتھ ہی پائے جاسکتے ہیں بلکہ آپس میں گڈمڈ ہوتے ہیں۔ ظاہری اعمال کی طرح ان کا الگ الگ ہونا ممکن نہیں۔ گو اگر آپ ان کے آثار و نتائج پر غور کریں اور ان کے حقائق کی تہہ میں جائیں تو آپ محسوس کریں گے کہ بے شک یہ ایک دوسرے میں پیوست ہوتے ہیں پھر بھی ان کے مابین ایک فرق یقیناً ہے۔

ان قلبی اعمال میں ''اخلاص'' تو بطورِ خاص دیگر اعمال سے جڑا ہوا ہوتا ہے۔ بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ یہ ''اخلاص'' ہوتا ہی نہیں جب تک کہ دیگر قلبی اعمال اِس کے ساتھ جڑے ہوئے نہ ہوں۔ خاص طور پر ''صدق و وفاء''۔ کیونکہ جہاں دروغ اور غدر ہوگا وہاں ''اخلاص'' کا کیا کام؟ نہ لغت کے اعتبار سے، نہ عرف کے اعتبار سے اور نہ شرع کے اعتبار سے۔ ''اخلاص'' جب بھی پایا جائے گا ''صدق و وفاء'' کے ہمراہ پایا جائے گا۔

(از محاضرہ: من أعمال القلوب الإخلاص)

علماء کے مابین شروطِ لا الہ الا اللہ کو بیان کرنے کے متعدد اسلوب پائے گئے ہیں تو اس کی بنیادی وجہ یہی ہے جو اوپر شیخ سفر الحوالی کے کلام میں بیان ہوئی۔ بسا اوقات ایک عالم ایک ہی عنوان کے تحت کئی ایک شروط بیان کر دیتا ہے اور بسا اوقات وہ ان شروط کو الگ الگ عنوانات کے ساتھ بیان کرتا ہے۔ لہٰذا طالب علموں پر ایک تو یہ واضح ہونا چاہیے کہ **''شروط لا الہ الا اللہ'' کو بیان کرنے کیلئے کیا الفاظ یا عنوانات اختیار کئے جاتے ہیں، یہ کوئی ایسا مسئلہ نہیں جس میں آدمی اٹک**

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

کر رہ جائے۔ دوسرا، یہ واضح رہنا چاہیے کہ اِن شروط کی گنتی اہم نہیں کہ آیا یہ چھ ہیں یا سات یا آٹھ۔ **اصل چیز وہ حقائق ہیں جو اِن شروط کے تحت بیان میں آنا چاہییں**۔ کسی کے بیان میں ان کی تعداد زیادہ آئے اور کسی کے بیان میں کم، اِس سے ہرگز کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اِسی ضمن شیخ عبدالعزیز الراجحی[1] کا ایک جواب دیکھ لینا بھی خالی از فائدہ نہ ہوگا۔ عقیدہ طحاویہ پر اپنے سلسلۂ دروس میں ایک سوال کے جواب میں کہتے ہیں:

> سوال: بعض اہل علم شروط لا الٰہ الا اللہ کو دو ہی شرطوں میں سمیٹ دیتے ہیں: ایک ''علم'' اور دوسری ''اخلاص''۔ یہ حضرات کہتے ہیں کہ ساتوں کی ساتوں شرطیں دو ہی شرطوں کی طرف لوٹائی جا سکتی ہیں۔
>
> جواب: جی ہاں، یہ از راہِ اختصار ہوتا ہے۔ کیونکہ ''صدق'' جس کے ہوتے ہوئے ''نفاق'' کی گنجائش نہ رہنے دی گئی ہو، ''اخلاص'' ہی میں آجاتا ہے۔ ''یقین'' کا بھی ایسا ہی معاملہ ہے۔ تاہم جس وقت تفصیل کے ساتھ یہ اشیاء بیان کرنا ہوں تو ان کو علیحدہ علیحدہ بیان کرنا ہی اولیٰ ہے۔

(شرح عقیدہ طحاویہ از شیخ عبدالعزیز الراجحی حصہ اول ۱، ص ۲۶)

اہم چیز چونکہ وہ ''حقائق'' ہیں جو اِن شروط کے تحت بیان ہوتے ہیں، لہٰذا یہ بات نہایت واضح کر دی جانی چاہیے کہ علماء نے لا الٰہ الا اللہ کی جو شروط بیان کی ہیں، قطع نظر اِس سے کہ ان کیلئے کیا الفاظ اور پیرائے استعمال ہوئے اور ان کی گنتی کس

(۱) جامعہ الامام محمد بن سعود، ریاض، سعودی عرب میں ''عقیدہ'' کے استاد۔ عقیدہ پر ماسٹرز اور پی ایچ ڈی کے کئی ایک مقالات کے سپروائزر رہ چکے ہیں۔

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. **حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر**

آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

طرح کی گئی، کسی شخص کے ہاں اِن میں سے اگر ایک بھی شرط پوری ہونے سے رہ جاتی ہے تو اُس کا لا الٰہ اللہ کہنا ہرگز ہرگز معتبر نہیں۔ ہاں اِس نقطہ کی بابت البتہ کوئی غموض اور ابہام نہ چھوڑنا چاہیے۔ یہ بے حد واشگاف کر کے بیان کر دینا چاہیے۔

شیخ عبدالعزیز الراجحی اپنے اسی سلسلۂ دروس میں ایک سوال کے جواب میں کہتے ہیں:

سوال: شروطِ لا الٰہ الا اللہ میں سے اگر کوئی ایک شرط پوری ہونے سے رہ گئی ہو، جبکہ باقی سب کی سب شروط پوری کر لی گئی ہوں، تو کیا ایسے شخص کو یہ کلمہ فائدہ دے گا؟

جواب: یہ سب کی سب پائی جانی چاہییں۔ اب مثلاً ''علم'' کی شرط پوری ہونے سے رہ گئی ہے اور آدمی اِس کی حقیقت سے ہی جاہل ہے، اُس کو یہ کلمہ فائدہ نہ دے گا۔ ''اخلاص'' کی شرط پوری ہونے سے رہ گئی ہے اور آدمی خدا کے ساتھ اوروں کو شریک کرتا ہے، اُس کو کلمہ فائدہ نہ دے گا۔ ''یقین'' کی شرط پوری نہیں ہوئی اور آدمی شک کرنے والوں میں سے ہے اُس کو کلمہ فائدہ نہ دے گا۔ ''صدق اور وفاء'' کی شرط پوری نہیں ہوئی اور آدمی منافق ہے، اُس کو کلمہ فائدہ نہ دے گا۔ ''محبت اور گرویدگی'' کی شرط پوری نہیں ہوئی اور آدمی اہل ایمان اور اہل توحید سے بغض پال کر رکھتا ہے، اُس کو کلمہ فائدہ نہ دے گا۔ ''قبول'' کی شرط پوری نہیں ہوئی، یعنی اُس کے دل نے اِس کلمہ کو تسلیم ہی نہیں کیا، اُس کو یہ فائدہ نہ دے گا۔ ''انقیاد'' کی شرط پوری نہ ہوئی، یعنی کلمہ کے حقوق کی فرماں برداری اختیار کرنے پر تیار نہیں، لا الٰہ الا اللہ کہتا ہے مگر اِس کے حقوق کے آگے سپر

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

ڈالنے پر تیار نہیں...... اِن سب ہی شروط کو پورا کرنا ہوگا۔

(شرح عقیدہ طحاویہ از شیخ عبدالعزیز الراجحی حصۂ اول ا، ص ۲۷)

اوپر جو مباحث بیان ہوئے، ان کی روشنی میں......شروطِ لا الہ الا اللہ کے ضمن میں دو اور باتیں اختصار سے واضح ہو جانا ضروری ہے:

پہلی بات:

یہ کہ لوگوں پر لا الہ الا اللہ کی شروط واضح کرنا ایک تعلیمی اور دعوتی عمل ہے۔ ان کی بدولت ایک انسان اپنا جائزہ لے سکتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو کلمہ گو کہنے میں کہاں تک حق بجانب ہے۔ البتہ جس وقت دوسروں پر فتویٰ لگانے کیلئے شروطِ لا الہ الا اللہ کو بنیاد بنانے کا سوال ہو وہاں بلا شبہہ کچھ شرعی رکاوٹیں بھی پائی جا سکتی ہیں۔

نواقضِ اسلام کے برعکس، شروطِ لا الہ الا اللہ کا معاملہ زیادہ تر انسانوں کی گرفت میں آنے والا نہیں۔ یہ بات شروطِ لا الہ الا اللہ پر ایک نظر ڈالنے سے ہی واضح ہو جاتی ہے۔ مثلاً لا الہ الا اللہ کی شرط ہے کہ آدمی کو اِس کی حقیقت کا علم ہو۔ یقین ہو۔ اِس کے لئے اُس میں اخلاص ہو۔ صدق و وفا ہو۔ محبت ہو وغیرہ وغیرہ۔ اب کسی دوسرے کی بابت یہ فیصلہ کرنا کہ کہاں تک اُس (دوسرے) نے لا الہ الا اللہ کی حقیقت کا علم لیا ہے، کہاں تک اُس کو اِس پر یقین حاصل ہے، کہاں تک اُس میں اِس کے لئے اخلاص پایا جاتا ہے، اور کہاں تک وہ اِس سے محبت کرتا ہے...... کسی دوسرے کی بابت یہ فیصلہ کرنا ظاہر ہے کہ آسان نہیں، بلکہ بیشتر حالات کے اندر یہ غیر ضروری بھی ہوتا ہے۔ **شروطِ لا الہ الا اللہ کی نشر و اشاعت**

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. **حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل** پر

آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

دراصل ایک تعلیمی، دعوتی، تربیتی اور تحریکی ضرورت ہے، مگر دوسروں پر ان کی تطبیق ایک الگ موضوع ہے۔ پس یہی ضروری ہے کہ ہمارے داعی و داعیات دعوت کے اندر ہی اِس کو ایک اہم موضوع بنائیں، البتہ دوسروں پر اِن کے لاگو کیا جانا کسی وقت ضروری بھی نظر آتا ہو تو اس کو اہلِ علم پر چھوڑ دیں۔

دوسری بات:

یہ کہ شروطِ لا الہ الا اللہ کے پورا کیا جانے کی ایک کم از کم حد ہے، اور وہ ہر شخص سے ہی ہر حال میں مطلوب ہے۔ البتہ زیادہ سے زیادہ کی کوئی حد نہیں۔ یوں تو اعضاء و جوارح کے عمل کا بھی یہی معاملہ ہے مگر قلبی اعمال میں تو 'زیادہ سے زیادہ' کی بہت گنجائش ہے۔ اب مثلاً لا الہ الا اللہ کی حقیقت کا علم ہے، جو کہ کلمہ کی پہلی شرط ہے، تو ظاہر ہے حقیقتِ لا الہ الا اللہ کا علم پانے کی کوئی حد نہیں۔ یقین ہے، جو کہ دوسری شرط ہے، اِس کی کوئی انتہا نہیں۔ اخلاص ہے، صدق و وفا ہے، کلمہ کیلئے محبت اور وارفتگی ہے، اِس کے حقوق کا اپنے آپ کو پابند پانا اور اس کی حقیقت کے آگے آدمی کا سرِ تسلیم خم ہوا ہونا...... اِن سب امور میں کوئی ایسا خاص نقطہ نہیں جس سے آگے آپ کہہ دیں کہ اب مزید کچھ نہیں۔ لہٰذا شروطِ لا الہ الا اللہ کا کم از کم حد تک پورا کرنا جہاں ایک متعین defined فریضہ ہے وہاں اس میں زیادہ سے زیادہ آگے جانا انسان کی قلبی و شعوری سعی کا ایک کھلا میدان ہے؛ کوئی جتنا چاہے اِس میں آگے بڑھے اور اپنے عمل کی قبولیت کو زیادہ سے زیادہ یقینی بنائے۔

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

بعض اہل علم نے آٹھویں شرط "کفر بالطاغوت" ذکر کی ہے

پیچھے یہ بات گزر چکی ہے، علمائے عقیدہ کے ہاں "شروط لا الہ الا اللہ" کو بیان کرنے کے متعدد اسلوب پائے جاتے ہیں، باوجود اِس کے کہ معانی اور مفاہیم کے حوالہ سے ان علماء میں ہرگز کوئی اختلاف نہیں۔

داعیوں کو بھی بسا اوقات کسی خاص ماحول اور معاشرے کو سامنے رکھتے ہوئے اِس چیز کا خیال رکھنا ہوتا ہے۔ بات سمجھانے کا اسلوب بھی مخاطب کے احوال کی مناسبت سے اختیار کرنا ہی ضروری ہوتا ہے۔ خیال البتہ اِس بات کا رکھنا ہوتا ہے کہ نفسِ مضمون تبدیل نہ ہو۔

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ بعض علماء لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہ کی ایک آٹھویں شرط بیان کرتے ہیں، جسے وہ "کُفران" یا "کُفر بالطاغوت" کا عنوان دیتے ہیں۔ کسی وقت اِسی شرط کو "خدا کے ماسوا پوجی جانے والی ہستیوں کے ساتھ کفر کرنے" کے الفاظ سے ذکر کرتے ہیں۔

علماء کے اِس فریق کی ذکر کردہ اِس شرط کا مقصد یہ ہے کہ جب تک آدمی نے باطل معبودوں کا صاف صاف انکار نہیں کیا تب تک اُسکا "کلمہ" ادا نہیں ہوا۔ جن جن زندہ یا مردہ ہستیوں کو خدا کے سوا پکارا جاتا ہے، جن جن ہستیوں کے آگے مراسم بندگی بجالائے جاتے ہیں خواہ وہ طواف کی صورت میں ہو یا نذر و نیاز کی صورت میں یا سجدہ

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

وکورنش کی صورت میں، جن جن ہستیوں کو خدا کے ماسوا مطاع اور پیشوا مانا جاتا ہے یعنی خدا کی بات کو چھوڑ کر ان کے قول کی طرف تحاکم کیا جاتا ہے، جب تک آدمی نے ان سب کے ساتھ کفر نہیں کیا، تب تلک اُس کا لا الٰہ الا اللہ کہنا معتبر نہیں۔

جہاں تک اِس ''شرط'' کے تحت بیان ہونے والی مذکورہ بالا حقیقت کا تعلق ہے تو اِس میں تو علمائے عقیدہ کے مابین ہرگز دورائے نہیں۔ بلا شبہ جب تک آدمی خدا کے ماسوا پوجی جانے والی ہستیوں کے ساتھ کفر نہیں کرتا، خواہ وہ پوجا کی جو بھی شکل ہو، تب تک اُس کا لا الٰہ الا اللہ کہنا غیر معتبر ہے۔ تاہم بیشتر اہل علم اِس بات کو لَآ اِلٰهَ کے معنیٰ ومفہوم ہی کے اندر بیان کر جاتے ہیں نہ کہ شرط کے طور پر (جو کہ قوی تر ہے)۔ یعنی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کا معنیٰ اور مفہوم ہی یہ ہے، جس کا علم لینا اور اس پر یقین، اخلاص، صدق و وفاء، تسلیم اور انقیاد وغیرہ ایسے رویے اختیار کرنا ایک شرط کے طور پر آدمی سے مطلوب ہوتے ہیں۔ چنانچہ کسی اہل علم نے اگر اِس کو ایک علیحدہ ''شرط'' کے طور پر بیان نہیں کیا تو اُس نے اِسے ''شرط'' سے بھی زیادہ اہم چیز کے طور پر بیان کیا ہے، یعنی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کا وہ بنیادی ترین مفہوم جس پر آدمی کو ایمان لانا ہے۔

بنا بریں، اِس بات کو ہرگز محل نزاع نہیں ٹھہرایا جا سکتا کہ جب تک آدمی اُن ہستیوں کے ساتھ کفر نہیں کر لیتا جن کی خدا کو چھوڑ کر عبادت ہوتی ہے تب تک اُس کے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کہنے کا کوئی معنیٰ اور مفہوم ہی نہیں۔ بات ہوسکتی ہے تو صرف اِس پر کہ آیا اِس بات کو لا الٰہ الا اللہ کے مفہوم کے طور پر بیان کیا جائے یا شرط کے طور پر؟ علمائے عقیدہ کی زیادہ بڑی تعداد نے اول الذکر طریقے کو اختیار کیا ہے (جن کی پیروی میں ہم نے بھی اِس کو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کے ''مفہوم'' ہی میں بیان کیا ہے نہ کہ ''شرط'' کے طور پر) جبکہ علماء کی ایک تعداد ایسی ہے جس نے ثانی

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کی تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

الذکر طریقہ اختیار کیا ہے۔ مثال کے طور پر شیخ حمود بن العقلا اپنے رسالہ "شرح شروط لا الہ الا اللہ" میں کلمہ کی آٹھویں شرط کا عنوان دیتے ہیں: "الکفر بالطاغوت"۔ اور اِس کی دلیل میں دو آیتیں لے کر آتے ہیں:

فَمَنۡ یَکۡفُرۡ بِالطَّاغُوتِ وَیُؤۡمِن بِاللّٰہِ فَقَدِ اسۡتَمۡسَکَ بِالۡعُرۡوَۃِ الۡوُثۡقَیَ لاَ انفِصَامَ لَہَا وَاللّٰہُ سَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ (البقرۃ:۲۵٦)

"تو پھر جس نے کفر کیا طاغوت کے ساتھ، اور ایمان لایا اللہ کے ساتھ، تو یقیناً تھام لیا اُس نے وہ مضبوط ترین سہارا جس کو ہرگز ٹوٹنا نہیں۔ اور اللہ سننے والا ہے جاننے والا"

وَلَقَدۡ بَعَثۡنَا فِیۡ کُلِّ أُمَّۃٍ رَّسُولاً أَنِ اعۡبُدُواۡ اللّٰہَ وَاجۡتَنِبُواۡ الطَّاغُوتَ (النحل:۳٦)

"اور بے شک ہم نے بھیجا ہر امت میں کوئی نہ کوئی رسول، کہ: عبادت کرو اللہ کی اور دامن کش ہو کر رہو طاغوت سے"۔

اِس کے بعد، رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث لے کر آتے ہیں:

مَنۡ قَالَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ، وَکَفَرَ بِمَا یُعۡبَدُ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ، حَرُمَ مَالُہُ وَدَمُہُ، وَحِسَابُہُ عَلَی اللّٰہِ"

(صحیح مسلم: کتاب الایمان، باب: الأمر بقتال الناس حتیٰ یقولوا أن لا إلٰہ إلا اللہ محمد رسول اللہ)

"جس شخص نے کہہ دیا "نہیں کوئی عبادت کے لائق مگر اللہ"، اور وہ کفر کرنے لگا ہر اُس ہستی کے ساتھ جو اللہ کو چھوڑ کر پوجی جاتی ہے، اُس کا مال اور جان حرام ہوجاتی ہے، باقی اُس کا حساب کرنا اللہ کا کام"۔

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر

آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

اِسی طرح شیخ عبدالعزیز الراجحی ایک سوال کے جواب میں کہتے ہیں:

سوال: بعض اہل علم بیان کرتے ہیں کہ شروطِ لا الٰہ الا اللہ آٹھ ہیں۔ یہ آٹھویں شرط کونسی ہے؟

جواب: کفران کرنا (طاغوت کا)۔جیسا کہ ان کے بیان میں آیا ہے۔یعنی خدا کے ماسوا پوجی جانے والی ہستیوں کے ساتھ کفر کرنا۔اور یہ معروف ہے۔اور دیگر شروط سے ماخوذ ہے۔

(شرح عقیدہ طحاویہ از شیخ عبدالعزیز الراجحی حصہ اول ا،ص ۲۶)

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

کلمۂ لا الٰہ الا اللہ میں

نفی کا اِثبات پر مقدم ہونا اسکا مفہوم متعین کرنے میں نہایت اہم ہے۔

کلمہ کے اندر جب تک نفی اور اثبات کا علم حاصل نہ کیا گیا اور نفی اور اثبات کا یہ علم جب تک اسی ترتیب سے نہ لیا گیا جس ترتیب سے یہ کلمہ میں بیان ہوا ہے، یعنی نفی پہلے اور اثبات بعد میں؛ تب تک کلمہ کا علم ناقص اور نامکمل رہے گا۔ 'نفی' کے اندر جو چیز باقاعدہ طور پر مطلوب ہے وہ ہے غیر اللہ کی عبادت اور پوجا و پرستش کی سب رائج اشکال کا ذہن میں واضح ہونا اور واضح کر دیا جانا اور پھر ان کو جان کر اور محسوس کرا کر ان کا انکار کرنا۔ جتنا نقص یہاں یعنی اس ''نفی'' کے معاملہ میں رہ جائے گا اتنا ہی یہ نقص آگے چل کر نمایاں تر ہوگا اور اتنی ہی دین کی محنت بے ثمر بھی ہوگی۔ لہٰذا معلموں، مربیوں اور داعیوں کا کام ہے کہ یہاں کسی ابہام اور غموض کا چھوڑ دیا جانا ہرگز کسی مصلحت کا تقاضا نہ جانیں۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کا معنیٰ **واضح** ہو جانے سے بڑھ کر دین کی کوئی مصلحت نہیں۔ اور لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کا معنیٰ **غیر واضح** رہ جانے سے بڑھ کر کوئی مفسدت نہیں۔ دین کا سب سے بڑا نقصان کوئی ہوسکتا ہے تو وہ یہی کہ کسی فرد یا معاشرے پر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کا مفہوم ہی واضح نہ ہو۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کی حقیقت کا بیان ہی ناقص اور نامکمل چھوڑ دیا جائے...... خود

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. **حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل** پر
آ گہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کے مفہوم کے اندر ہی ابہام رہنے دیا جائے تو آخر یہ دین کی کونسی 'مصلحت' یا 'حکمت' ہوسکتی ہے؟ کونسی مصلحت ہے جو دین کا اتنا بڑا نقصان کر دینے کیلئے "شرعی دلیل" ٹھہرتی ہو؟

'کلمہ پر محنت' بے انتہا اہم کام ہے۔ مگر یہ محنت کلمہ کی حقیقت کا علم پانے سے شروع ہونی چاہیے۔ نہایت ضروری ہے کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کی حقیقت انبیاء ہی کے انداز میں بیانگ دہل بیان کی جائے اور ایک فرد کو پوری بصیرت کے ساتھ اس کلمہ کی حقیقت معلوم کروائی جائے کہ یہ کلمہ اُس سے اور پھر اس کی وساطت اس کے معاشرے بلکہ پوری دنیا سے کہتا کیا ہے۔ جس جس چیز پر اس لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کی زد پڑتی ہے ذہن کی دُنیا میں اس کو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کی زد میں لانا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کا علم لینے کا ہی باقاعدہ حصہ سمجھا جائے۔ ہاں، غیر اللہ کی پوجا پاٹ کا صاف صاف انکار کرنے سے لوگ آپ کی مخالفت پر آمادہ ہوتے ہیں تو عین اسی بات پر لوگ انبیاء کی جان کے بھی دشمن ہوئے تھے۔ یہ تو اِس "کلمہ" کا صلہ ہے جو آخرت میں ان شاء اللہ آپ کے درجات بلند کروائے گا اور دنیا میں آپ کی دعوت کو "حنیفاً و ما کان من المشرکین" والا رخ دے گا۔ یہ تو انبیاء کا ورثہ ہے۔ ابراہیمؑ کی ملت ہے۔ موحدین کا سرمایہ ہے۔ اس کو بخوشی قبول کیا جائے البتہ شرک کے معاملہ میں بات کو 'طرح دے جانا' ہرگز ہرگز گوارا نہ کیا جائے۔

اللہ سے لولگانے اور اُس کی عبادت و بندگی اور گرویدگی کی بات کرنے میں یقیناً ایک چاشنی ہے اور یہ چاشنی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کے مفہوم میں لازماً آتی ہے۔ مگر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کے مفہوم میں اللہ سے لولگانے کی یہ چاشنی محسوس کرانا جس قدر ضروری ہے، اور یقیناً ضروری ہے، اسی قدر ضروری یہ ہے کہ غیر اللہ کی پرستش و نیاز سے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

انکار میں جو ایک تلخی پائی جاتی ہے اور طاغوت کی بندگی کی نفی و مذمت میں جو ایک کڑواہٹ ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کے مفہوم میں اس تلخی اور اس کڑواہٹ کو بھی صاف محسوس کرایا جائے۔ البتہ یہ کہ خدا کی چاہت و پرستش کی مٹھاس تو پائی جائے مگر عبادتِ غیر اللہ کی رائج اشکال کے انکار کی کڑواہٹ آپ کی دعوت میں عنقا ہو، تو اسکو کلمہ کی محنت نہیں کہا جا سکتا۔ حق یہ ہے کہ اس کو 'کلمہ کی محنت' تو کجا 'کلمہ کی دعوت' بھی نہیں کہا جا سکتا۔ بلکہ حق یہ ہے کہ یہ 'کلمہ کا مفہوم' ہی نہیں بنتا، 'دعوت' تو بعد کی بات ہے۔ کیونکہ اس میں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کا نصف جزو بلکہ یوں کہیے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کا اولین جزو ہی مفقود ہے...... اور یہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کا ناقص بیان ہے۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه اگر محض کوئی لفظ نہیں بلکہ ایک حقیقت ہے تو اس حقیقت کا پورا بیان ہونا اور پورا ہی بتایا اور سنا جانا مطلوب ہے اور آج اپنے اس زمانے کی ایک بڑی ضرورت۔

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

کلمۂ لا الٰہ الا اللہ میں

لفظِ "الٰہ" کی خاص دلالت کیا ہے؟

نفی واثبات کے مسئلہ کے بعد دوسری اہم بات خود مسئلۂ الوہیت ہے......

یہ ذہن نشین ہونا ضروری ہے کہ اس کلمہ کے اندر اہل توحید اور اہل شرک کے مابین مسئلۂ باعثِ نزاع 'الوہیت' ہے نہ کہ 'ربوبیت'۔ ہر آدمی دیکھ سکتا ہے کلمہ میں "لا الٰہ" کے لفظ آتے ہیں نہ کہ "لا رب" کے لفظ، یعنی غیر اللہ سے "الٰہ" ہونے کی نفی ہی اس کلمہ میں فرض ٹھہرادی گئی ہے (غیر اللہ سے "الوہیت" کی نفی ہو تو غیر اللہ سے "ربوبیت" کی نفی آپ سے آپ ہو جاتی ہے)۔ "ربوبیت" کا مطلب ہے خدائی طاقتوں کا مالک ہونا اور "الوہیت" کا مطلب ہے افعالِ بندگی کا حقدار ہونا۔ یوں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہ کہتے ہوئے آدمی کو غیر اللہ سے "الوہیت" ہی کی نفی کرنا ہوتی ہے۔ "الٰہ" کا مطلب ہے "لائقِ عبادت ہونا" جبکہ "عبادت" ہے کسی ذات کو پوجنا، اس کو سجدہ ورکوع کرنا، اس سے دعاء وفریاد کرنا، اس کے در کا طواف کرنا، اس کے آگے نیاز بجالانا اور اس کے فرمائے کو دستور جاننا، وغیرہ۔ بنا بریں...... غیر اللہ کیلئے عبادت کے جتنے مظاہر پائے جاتے ہیں ان سب کی نفی کر دینے کے بعد ہی "لا الٰہ" کا معنیٰ متحقق ہوتا ہے، جو کہ "الا اللہ" سے پہلے ہے۔ جس ہستی کیلئے آدمی سے پرستش کے افعال سرزد ہوں وہ ہستی اس کا "الٰہ" ہوتی ہے خواہ اُس میں تخلیق کی

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

قدرت اُس نے مانی یا نہیں مانی۔ آدمی اپنے ان افعال سے جو ''بندگی'' کے زمرے میں آتے ہوں کسی بھی ہستی کو اپنا ''الٰہ'' بنا لیتا ہے چاہے اُس ہستی میں خدائی طاقتیں اور خدائی افعال کی صلاحیت (یعنی ربوبیت) اس نے تسلیم کی یا نہیں کی۔

اور یہ تو اظہر من الشّمس ہے، اور خود ''کلمہ'' کے لفظ ہی شاہد ہیں کہ کلمہ کو ماننے اور نہ ماننے والوں کے مابین جھگڑا ''الوہیت'' کا رہا ہے؛ نفی بھی غیر اللہ کے لائق عبادت ہونے کی رہی ہے اور تنازعہ بھی غیر اللہ کی پرستش اور بندگی کا ہی رہا ہے۔

سب جانتے ہیں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ ہر نبی کی دعوت کا عنوان رہا ہے۔ گویا کرۂ ارض پر رہنے والا ہر انسان ہر زمانے میں اس کلمہ پر ایمان لانے اور اس کو اپنے وجود کا عنوان بنانے کا پابند رہا ہے۔ اگر ایسا ہے تو ضرور اس کلمہ کا ایک ایک لفظ پھر غور طلب ہے۔ اور یہ گنتی کے چار ہی تو لفظ ہیں۔ سوال یہ ہے کہ اللہ کے حق کا اثبات اور غیر اللہ کے حق کا انکار کرانا اس کلمہ کا مقصد تھا ___ اور یقیناً تھا اور ہے ___ تو اس کیلئے یہاں لفظ 'اللہ' کا ہی انتخاب کیوں کیا گیا اور اسی کو دوسرے ہر لفظ کی نسبت موزوں تر کیوں جانا گیا؟ خالق، مالک، رازق، رب...... اور بھی تو کتنے الفاظ ہیں جو صرف اللہ وحدہ لاشریک کیلئے ہی درحقیقت سزاوار ہیں۔ کلمہ میں 'خالق'، 'مالک'، 'رازق' یا 'رب' ایسے لفظ بھی تو 'اللہ' کی جگہ استعمال ہو سکتے تھے، مگر انبیاء نے جن چار مختصر ترین الفاظ میں اپنا پورا مُدعا بیان کیا ان میں لفظ 'اللہ' کی کیا خاص اہمیت اور معنویت ہے؟[۱]

اس قدر واضح ہونے کے باوجود کہ انبیاء اور ان کے مخالفین کے مابین تنازعہ دراصل عبادت اور الوہیت کا تھا لوگوں نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کے مفہوم میں

(۱) لفظِ ''اللہ'' کی زیادہ وضاحت کیلئے ملاحظہ فرمائیے اسی سلسلۂ تالیفات کا جزء سوم ''توحید کے تین اساسی محور''، مبحثِ الوہیت۔

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

بھی زیادہ تر ربوبیت ہی بیان کی نہ کہ الوہیت!

یہ بات کہ سب کچھ کرنے والا خدا ہے ربوبیت ہے نہ کہ الوہیت۔ خدا سے سب کچھ ہونے کا یقین خدا کو 'تنہا رب' ماننا ہے جو بلا شبہ اور حد درجہ مطلوب ہے۔ البتہ خدا کو 'تنہا الٰہ' ماننا اس سے بڑھ کر کچھ ہے۔ 'خدا کے علاوہ کوئی کچھ کرنے والا نہیں'...... یہ توحیدِ ربوبیت ہے۔ توحیدِ الوہیت یہ ہے کہ خدا کے علاوہ کوئی پوجا و پرستش اور بندگی و انقیاد کے لائق نہیں اور یہ کہ پرستش اور بندگی کا کوئی فعل اگر کسی اور کیلئے روا رکھا جاتا ہے تو وہ سراسر غلط اور باطل ہے اور یہ کہ بندگی و عبادت مثلاً دُعا و التجا، ذبیحہ و طواف، نیاز و انقیاد اور اطاعتِ قانون صرف اور صرف اللہ وحدہ لاشریک ہی کیلئے لائق و لازم ہے۔

الوہیت میں ربوبیت خود بخود آ جاتی ہے۔ ربوبیت پر ایمان پختہ کرانے پر بھی بہت محنت ہونی چاہیے۔ مگر اسلام کا عنوان مسئلۂ الوہیت ہی کو رہنا ہے کیونکہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے اندر باعثِ نزاع دراصل مسئلۂ توحیدِ الوہیت ہی کو ٹھہرایا گیا ہے۔

ربوبیت کا بیان قرآن میں بھی بہت ہوا ہے مگر یہ بھی دراصل الوہیت کے مسئلہ کو پختہ کرنے کیلئے ہے۔ چنانچہ قرآن نے ربوبیت پر ایمان کے معتبر ہونے کو توحیدِ الوہیت پر ہی موقوف رکھا اور ربوبیت کے مکرر و مؤثر بیان سے دراصل بندگی اور پرستش کی توحید ہی کو بار بار ثابت کیا۔ قرآن میں آپ دیکھتے ہیں خدا کی قدرتوں کا ذکر ہمیشہ بندگی و نیاز میں اس کی توحید منوانے پر ہی جا کر ختم ہوتا ہے۔ جنت اور جہنم کے تذکرے توحیدِ عبادت کے ساتھ ہی جڑے ہوئے ملتے ہیں۔

چنانچہ ربوبیت (یعنی خدا سے سب کچھ ہونے کا یقین ہونا) اگرچہ بنیاد ہے الوہیت (خدا کا تنہا اور بلا شرکت غیرے عبادت کے لائق ہونا) کی اور اس کو قرآن باقاعدہ انداز میں پختہ بھی ضرور کرتا ہے پھر بھی بات ہمیشہ توحیدِ عبادت پر

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آ گہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

ہی لے جا کر ختم کرتا ہے۔ بلکہ بات شروع بھی توحید عبادت سے کرتا ہے اور ختم بھی اسی پر کرتا ہے، ربوبیت کو توحیدِ عبادت کی دلیل کے طور پر درمیان میں لاتا ہے۔ چنانچہ ربوبیت (خدا کی قدرت اور فاعلیت) کا جتنا بھی بیان قرآن میں آپ دیکھتے ہیں وہ توحیدِ بندگی کی دلیل اور بنیاد کے طور پر ہی دیکھتے ہیں اور گو مسئلۂ ربوبیت (خدا کی قدرت اور فاعلیت) قرآن کا ایک بڑا موضوع ہے مگر قرآن میں اس کی حیثیت ہے بہرحال فریقین (انبیاء اور ان کے مخالفین) کے مابین ایک طے شدہ مسئلہ کی ...... جس کو قرآن ایک طرف مزید پختہ کرتا ہے تو دوسری طرف اِس سے عین اُس مسئلہ کو ثابت کرتا اور منواتا ہے جو فریقین کے مابین سرے سے باعث نزاع ہے یعنی توحیدِ عبادت۔

بنا بریں الوہیت اگر ربوبیت پر سہارا کرتی بھی ہے، تو بھی الوہیت ہی اسلام کا واجہہ Face اور اسلام کا دروازہ رہے گا کیونکہ کلمۂ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کی بنیاد اسی لفظ (الٰہ) کو بنیاد بنایا گیا ہے۔ لہٰذا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کی تعلیم اور اس کی تفہیم و توضیح میں اصل زور مسئلہ الوہیت پر ہی دیا جائے گا نہ کہ مسئلہ ربوبیت پر۔

آدمی کے "اسلام" میں داخل مانا جانے کی بنیاد "ربوبیت" (یعنی خدا سے سب کچھ ہونے کا یقین) نہیں بلکہ "الوہیت" (یعنی خدا کے سوا کسی کی بندگی اور پرستش نہیں) ہی رہے گا۔ "نہیں کوئی عبادت کے لائق مگر اللہ" ہی "اسلام" کا دروازہ رہے گا۔ آدمی "اسلام" میں داخل ہوگا تو اِس سے گزر کر داخل ہوگا۔ "اسلام" سے خارج ہوگا تو اِس سے نکلنے کے باعث خارج ہوگا۔ "ربوبیت" (یعنی خدا کی قدرت اور فاعلیت) پر بے شک آدمی کا ایمان ہو، مگر "الوہیت" (یعنی لائقِ بندگی و پرستش ہونے) میں غیر اللہ کے حق کا انکار کر کے اگر وہ نہیں آیا تو اُس کا "اسلام"

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

لانا غیر معتبر ہی رہے گا۔ "الوہیت" (یعنی بندگی اور پرستش) میں اُس نے خدا کے ساتھ کسی کو شریک کر دیا ہے تو "ربوبیت" (یعنی قدرت اور فاعلیت) میں خدا کی وحدانیت کا وہ بے شک قائل رہے، "اسلام" کے احاطہ سے وہ یقیناً نکل جاتا ہے۔ پس یہیں سے آپ "اسلام" میں آتے ہیں اور یہیں سے "اسلام" سے نکلتے ہیں۔ "کلمہ" میں لفظِ "الٰہ" کا مذکور کر دیا جانا اور اسی چیز کو ہر رسالت کا عنوان ٹھہرا دیا جانا یہی مفہوم رکھتا ہے۔ ورنہ "الٰہ" کے سوا اور کتنے ہی لفظ ہیں جو اگر اس کلمہ میں بولے جاتے تو ان سے بھی خدا کی وحدانیت ہی ثابت ہوتی۔

اصل غور طلب بات یہی ہے کہ "لا" کے متصل بعد لفظِ "الٰہ" بول کر خدا کی وحدانیت کا کونسا پہلو مراد لیا گیا ہے جو کہ انبیاء اور ان کی قوموں کے مابین اصل باعثِ نزاع مسئلہ رہا ہے اور جس پر داعیانِ اسلام کا پورا زور صرف کرا دیا جانا سب سے زیادہ ضروری رہا اور ہر رسالت ہر نبوت کے اندر ضروری رہا اور جس کو "اسلام" کا اصل پھاٹک بنا کر رکھا گیا اور قیامت تک اِس کی یہی حیثیت رہے گی۔ خدا کی وحدانیت کا یہ خاص پہلو (الوہیت) جو کہ رسولوں اور ان کے مخالفوں کے مابین اصل وجہِ نزاع رہا.. خدا کی وحدانیت کے اِس خاص پہلو سے صرفِ نظر کر رکھنا توحید کا ایک ناقص مفہوم ہوگا خواہ 'خدا کی فاعلیت' اور 'خدا سے سب کچھ ہونے کے یقین' پر کتنی ہی بات کر لی جائے۔ پس یہ توحید کا ایک ناقص مفہوم ہے، کجا یہ کہ 'کلمہ' کا معنیٰ ہی اِس ناقص مفہوم میں محصور کر دیا جائے اور جب بھی 'کلمہ' کا بیان شروع ہو بس یہی ناقص مفہوم بیان کر کر کے امت کو دیا جاتا رہے اور 'کلمہ' پر جتنی بھی محنت ہو بس اِسی ناقص مفہوم پر کرائی جاتی رہے۔ پس کلمۂ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ میں لفظِ "الٰہ" کی معنویت کو جاننا اور اس پر غور کرنا کہ کیوں خاص یہی لفظ کلمہ میں استعمال

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. **حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر**
آ گہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

ہوا اور خدا کی وحدانیت کا اعلان کرواتے وقت کیوں خاص یہی لفظ ہر رسالت کے عنوان کا جزوِلا ینفک بنا، نہایت اہم ہے۔

منہجِ انبیاء کو سمجھنے کیلئے یہ بات ایک کلیدی حیثیت رکھتی ہے۔

بسا اوقات یہاں ایک شبہ بھی اذہان میں آتا ہے اور وہ یہ کہ:

جب ہم مانتے ہیں کہ خدا کی الوہیت کو منوانا خدا کی ربوبیت کے مسلّم ہونے پر ہی سہارا کرتا ہے اور یہ کہ انبیاء نے اپنی قوموں کے ساتھ اس مسلَّمہ کو بنیاد بناتے ہوئے کہ پیدا کرنے اور مارنے اور جلانے والا اور سب قوتوں کا مالک جب اللہ ہے (توحیدِ ربوبیت)، یہی تنازعہ اٹھایا کہ "پھر پرستش اور پوجا اور بندگی اور اطاعت بھی صرف ایک اُسی کی ہو گی" (توحیدِ الوہیت)...... یوں 'ربوبیت' کو 'الوہیت' کی بنیاد بنایا.. تو اصل زور پھر ربوبیت پر ہی دیا جانا چاہیے!

تو اس کا جواب یہ ہے کہ:

ربوبیت پر زور دینے کی بلاشبہ ضرورت ہے اور مخاطبین کی ضرورت کے بقدر اس پر بھی ضرور محنت ہونی چاہیے مگر یہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کا ایک "مقدمہ" ہوگا نہ کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کا "مطلب اور مفہوم"۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کا مطلب اور مفہوم بہرحال یہی ہے کہ اللہ کے سوا ہر ہستی کو پوجنا باطل ہے اور بندگی صرف اللہ وحدہ لاشریک کیلئے واجب ہے۔

"مقدمہ" (**یعنی توحیدِ ربوبیت**) کا بیان خواہ آپ کتنا ہی طویل کر لیں، "**اصل مدعا**" پر آئے بغیر بہرحال مفر نہیں۔ اور یہ "**اصل مدعا**" یہی ہے کہ اللہ کے سوا ہر کسی کی پرستش باطل ہے اور بندگی ایک اللہ کی ہے، یعنی "**توحیدِ الوہیت**"۔

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

مزید دیکھئے۔ الوہیت اگر ربوبیت پر سہارا کرتی ہے تو ربوبیت خدا کے وجود (یعنی خدا کو موجود ماننے) پر سہارا کرتی ہے۔ تو پھر کیا خدا کے موجود ہونے کا بیان خدا کے رب ہونے کے بیان سے کفایت کرے گا؟ اب جس طرح خدا کے رب ہونے میں خدا کا موجود ہونا خود بخود آ جاتا ہے اسی طرح خدا کے الٰہ ہونے میں خدا کا رب ہونا خود بخود آ جاتا ہے۔ یقیناً کچھ مخاطبین کیلئے خدا کے وجود پر بھی بہت کچھ بات کرنے کی ضرورت پائی جاسکتی ہے مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ خدا کے وجود کا بیان خدا کی ربوبیت کے بیان سے کفایت کر جائے گا۔ بعینہٖ اسی طرح خدا کی ربوبیت (یعنی خدا کے فاعل حقیقی ہونے) کا بیان بھی اشد ضروری ہے مگر یہ توحیدِ الوہیت (توحیدِ عبادت و پرستش) کے بیان سے کفایت نہیں کرتا خصوصاً اسے کلمۂ توحید (لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه) کی تفسیر تو ہرگز نہیں کہا جاسکتا۔

غرض خدا کی ذات (وجودِ باری تعالیٰ) کا اثبات اور خدا کی ربوبیت (خدا سے سب کچھ ہونے کا یقین) کا بیان ایک تمہید ہے اس بات کیلئے کہ پورا زور خدا کے واحد اور تنہا اور بلا شرکت غیرے لائق بندگی ہونے پر دے دیا جائے اور عبادت و پرستش کے معاملے میں نفی اور اثبات کی وہ ترتیب جو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه میں بیان ہوئی (یعنی نفی کا لازماً اثبات سے پہلے لایا جانا) جلی سے جلی تر کر دیا جائے۔

یہ دو باتیں (نفی کا اثبات پر مقدم ہونا، اور خاص لفظ الٰہ کا ہی کلمہ میں استعمال ہونا) داعیوں کیلئے نہایت اہم ہیں۔ لوگوں کو "کلمہ کا علم" دلواتے ہوئے (جو کہ کلمہ کی شرطِ اول ہے) یہ دونوں باتیں داعیوں اور مربیوں کے مدنظر رہنا آج بے حد ضروری ہے۔

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

کلمہ کی "شروط" اور چیز ہیں اور کلمہ کے "تقاضے" اور چیز

کلمہ کی "شروط" pre-conditions اور کلمہ کے "تقاضوں" compultions کا فرق جان لیا جانا ایک ضروری امر ہے۔ اس فرق کے روپوش ہونے سے 'خارجیت' اور 'اِرجاء' کی صورت میں افراط اور تفریط کی بعض صورتیں بھی برآمد ہوتی ہیں:

لوگوں کو جب کلمہ کی "شروط" بتائی جاتی ہیں تو وہ 'کلمہ کی ان شرطوں' کو 'کلمہ کے تقاضوں' کے ہم معنیٰ جان لیتے ہیں۔ چونکہ ایک کثیر تعداد "شروط" کو 'تقاضوں' کے معنی میں ہی لے بیٹھتی ہے اس لئے وہ کسی داعیِ توحید سے یہ سن کر کہ **"شروطِ لا الہ الا اللہ پوری نہ ہوں تو آدمی کا کلمہ گو ہونا کوئی اعتبار ہی نہیں رکھتا"**، اور جو کہ بالکل برحق ہے، کچھ لوگوں کو تعجب ہونے لگتا ہے۔ اگر وہ "شروط" اور "تقاضوں" کا فرق جان لیں تو شاید اِس پر تعجب نہ کریں۔

جہاں تک کلمہ کے "تقاضوں" کا تعلق ہے تو وہ تو بے شمار ہیں اور بلحاظِ اہمیت درجہ بدرجہ تقسیم ہوتے ہیں۔ کلمہ کے "تقاضے" تو چھ یا سات نہیں ہیں۔ کلمہ کے "تقاضوں" کو پورا کرنے میں تو مومن کو زندگی بتا دینا ہوتی ہے؛ کہیں پر وہ پورا اترتا ہے اور کہیں پر ناکام بھی رہتا ہے۔ ہر شخص کو ہی "کلمہ کے تقاضوں" پر محنت کرنا ہوتی ہے..... مگر "کلمہ کی شرطیں" اس سے ایک مختلف چیز ہیں۔

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آ گہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کی تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

کسی چیز کی 'شروط' وہ چیز ہیں جن پر اُس چیز کا وجود ہی موقوف ہو۔ یعنی ان کے پورا ہوئے بغیر اُس چیز کا وجود ہی تسلیم نہ کیا جائے گا۔ البتہ اُس کے 'تقاضوں' کی نوبت تب آتی ہے جب اُس کا وجود ایک بار معتبر مان لیا جائے۔ چنانچہ اس امر کی ترتیب یوں ہوگی کہ پہلے لا الہ الا اللہ کی شرطیں پوری ہوں گی تو آدمی کا 'کلمہ گو' ہونا معتبر ہوگا۔ پھر جب شہادتین یعنی آدمی کا کلمہ گو ہونا معتبر ہوگا تو اُس کے بعد لا الہ الا اللہ کے تقاضے پورے کرنے پر محنت کروائی جائے گی۔

لا الہ الا اللہ کے تقاضے بے شمار ہیں۔ لا الہ الا اللہ کے فکری ونظریاتی تقاضے ہیں۔ شعوری و وجدانی تقاضے ہیں۔ عملی تقاضے ہیں۔ انفرادی تقاضے الگ ہیں، اجتماعی تقاضے الگ۔ ان میں سے کچھ تقاضے، فرائض کا درجہ رکھتے ہیں اور کچھ، مستحبات کا۔ حتیٰ کہ خود فرائض میں درجہ بندی ہے۔ پھر مستحبات میں درجہ بدرجہ تقسیم ہے۔ محرمات ومکروہات سے اجتناب بھی لا الہ الا اللہ کے تقاضوں میں ہی شمار ہوتا ہے۔ محرمات میں کبائر اور صغائر کی تقسیم الگ ہے۔ غرض دین کے جتنے مطالبے ہیں ان سب پر عمل پیرا ہونا لا الہ الا اللہ کے تقاضوں ہی میں آتا ہے۔ یقیناً دین کے کچھ تقاضے ایسے ہیں جن کے ترک سے آدمی کا کفر بھی لازم آتا ہے جبکہ کچھ تقاضے ایسے ہیں جن کے ترک سے محض فسق لازم آتا ہے اور کچھ کے ترک سے محض بلندیِ درجات میں کمی آتی ہے..

مگر لا الہ الا اللہ کی 'شروط' بالکل ایک اور چیز ہیں۔ 'شروط' کو 'تقاضوں' کے ساتھ خلط کر دینا ہرگز درست نہیں۔

دین کے بقیہ امور (جوکہ لا الہ الا اللہ کے تقاضاجات ہیں) پر محنت بھی بہت ضروری ہے، مگر شروطِ لا الہ الا اللہ پر محنت اس سے کہیں پہلے اور کہیں بڑھ کر

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

ضروری ہے۔ بلکہ دین کے باقی امور پر محنت کا فائدہ مند ہونا ہی اس بات پر منحصر ہے کہ کلمہ کی شروط صحیح طریقے سے ادا کر لی گئی ہو۔

یقیناً کسی وقت اہل علم کے بیان میں ایسی عبارتیں آتی ہیں، خصوصاً ''انقیاد'' کے مباحث کے تحت، جن سے لا الٰہ الا اللہ کی شروط اور تقاضوں کے مابین ایک گونہ قربت نظر آتی ہے، مگر اِس سے ان دونوں کو خلط کر دینا درست نہیں۔ علمائے اہل سنت میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جو اِس بات کا قائل ہو کہ: دین کا کوئی ایک بھی تقاضا رہ جانے سے آدمی کا ''کلمہ گو'' ہونا غیر معتبر ہو جاتا ہے۔ ہاں دین کے کسی تقاضے کو چھوڑ دینا ''نواقض اسلام'' میں آتا ہو تو اور بات ہے۔ البتہ علمائے اہل سنت اِس بارے میں نہایت واضح ہیں کہ شروط لا الٰہ الا اللہ میں سے کوئی ایک بھی شرط پوری ہونے سے رہ جائے تو آدمی کا کلمہ گو ہونا معتبر نہیں رہتا، جیسا کہ آئندہ فصل میں آپ شیخ عبدالعزیز الراجحی کے ایک جواب میں بھی ملاحظہ کریں گے۔

بنا بریں، لا الٰہ الا اللہ کی چھٹی اور ساتویں شرط کے حوالے یہاں یہ وضاحت ضروری معلوم ہوتی ہے:

'انقیاد' اور 'تسلیم' دونوں یہاں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کی شروط کے طور پر بیان ہوئے ہیں (دیکھئے: لا الٰہ الا اللہ کی چھٹی اور ساتویں شرط)۔ اس سے ظاہر ہے یہ مراد نہیں کہ انسان پہلے ظاہر و باطن میں دین کے تمام احکام پر عمل پیرا ہو تو پھر جا کر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کی یہ دو شرطیں (انقیاد اور تسلیم) اس کے حق کے میں پوری ہوں اور تب تک آدمی کی کلمہ گوئی کا اعتبار ہی معلق رہے یعنی آدمی اس وقت تک مسلمان ہی شمار نہ ہو!

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

دین کے تمام کے تمام احکام پر عمل پیرا ہونا یقیناً مطلوب ہے مگر ایسا عملاً ہونے لگنا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کے تقاضے کے طور پر مطلوب ہے نہ کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کی شرط کے طور پر۔ جہاں تک تقاضوں کا تعلق ہے تو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کے بعض تقاضوں کے ترک کے باوجود آدمی مسلمان شمار ہوگا البتہ جہاں تک شروط کی بات ہے تو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کی ایک بھی شرط پوری نہ ہو تو اس کلمہ کا اقرار سرے سے معتبر نہ ہوگا۔ یعنی شرط کے ترک سے آدمی مسلمان ہی شمار نہ ہوگا۔

چنانچہ دین کے احکام پر بالفعل عملدرآمد کر کے دکھانا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کے تقاضوں میں آتا ہے۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کی شرط کے طور پر انقیاد اور تسلیم سے مراد یہ ہے کہ آدمی ظاہراً اور باطناً اس پر آمادہ ہو اور مجسم اطاعت ہو۔

'اعمال' کرنا تو دراصل لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کے اقرار کا تقاضا ہی ہے نہ کہ شرط۔ البتہ اعمال کرنے کیلئے ظاہراً اور باطناً ایک آمادگی اور استعداد کا پایا جانا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کے اقرار کی بہر حال شرط ہے۔

یعنی کلمہ پڑھتے ہوئے اگر آدمی کے ذہن میں یہ ہے کہ اس کی حقیقت کے ظاہراً اور باطناً تابع ہونے کیلئے اسے کچھ کرنا کرانا نہیں تو اس کا کلمہ پڑھنا غیر معتبر ہے۔

قرآنی استعمال میں بعض مقامات پر انقیاد کیلئے 'اسلام' اور تسلیم کیلئے 'ایمان' کا لفظ بھی وارد ہوا ہے۔ خصوصاً دیکھیے سورۃ الحجرات کی آیت ۱۴۔

اس سیاق میں 'اسلام' یا 'انقیاد' سے مراد خودسپردگی ہے اور 'تسلیم' یا 'ایمان' سے مراد اس خودسپردگی کے واقعہ کو دل وجان سے قبول کر لینا اور اس پر دل کے خلجان سے آزادی پانا۔

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. **حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل** پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

بسا اوقات انقیاد اور تسلیم یا اسلام اور ایمان ایک دوسرے کے ہم معنی بھی استعمال ہوتے ہیں۔

انقیاد اور تسلیم کی اس کیفیت کا آدمی کے ظاہر و باطن میں کم از کم حد تک وجود پانا ہر شخص کے حق میں لازم ہے کیونکہ یہ شہادت کے اعتبار کیلئے باقاعدہ شرط ہے۔

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

کیا "عقیدہ" لفظِ "ایمان" کا متبادل ہے؟

کتاب کے مقدمہ میں "صالح اعتقاد" کی اہمیت وضرورت پر ہم کچھ گفتگو کر آئے ہیں۔ یہ مقدمہ خاص اِس کتابچہ (شروط لا الٰہ الا اللہ) کیلئے نہیں بلکہ ہمارے اِس پورے سلسلۂ تالیفات کیلئے حجر اساس کی حیثیت رکھتا ہے۔ چونکہ یہ سلسلہ "عقیدہ" کے بیان اور ایضاح کیلئے سامنے لایا جا رہا ہے لہٰذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ "عقیدہ" کی بابت یہ وضاحت اِس سلسلۂ کتب کے پہلے حصہ میں ہی کر دی جائے......

ہمارے مضامین میں اِس اصطلاح کا استعمال دیکھ کر یقیناً یہ سوال اٹھایا جا سکتا ہے، اور گاہے گاہے اٹھایا گیا ہے، کہ ہم "عقیدہ" کا لفظ ہی سرے سے کیوں استعمال کرتے ہیں اور یہ کہ "ایمان" کے لفظ پر ہی اکتفا کر رکھنے میں آخر کیا حرج ہے......؟

حق یہ ہے کہ "ایمان" کا متبادل 'عقیدہ' ہو سکتا ہے اور نہ کوئی اور لفظ۔ نہایت واضح رہنا چاہیے کہ ہمارے بیان میں 'عقیدہ' ہرگز ہرگز لفظ "ایمان" کے متبادل کے طور پر نہیں لایا جاتا۔ اگر آپ بغور دیکھیں تو اِن دونوں کی اپنی اپنی دلالت ہے اور اپنا اپنا استعمال۔ مثلاً آپ یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ 'فلاں شخص کا **عقیدہ** درست نہیں' یا یہ کہ 'اُس کے **عقیدہ** میں خرابی ہے' لیکن یہ کہنا آسان نہ ہوگا کہ 'فلاں شخص کا **ایمان** درست نہیں' یا یہ کہ 'اُس کے **ایمان** میں خرابی ہے'! وجہ یہی کہ اِن دونوں کی دلالت

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

الگ الگ ہے اور یہ بات بحمد اللہ ان لوگوں پر بھی نہایت واضح ہے جو لفظ ’عقیدہ‘ کے استعمال پر معترض ہوتے ہیں یا جو اِس اصطلاح کو اپنی دعوت میں شجر ممنوعہ کا درجہ دے رکھنے پر مصر ہیں۔ طبعی بات تھی کہ جب وہ کسی کے ’ایمان‘ پر معترض ہونا اپنے لئے آسان نہیں پاتے اور جو کہ واقعتاً آسان نہیں (بلکہ ممکن ہی نہیں)، تو پھر کسی کے ’عقیدہ‘ پر معترض ہونے کا تصور بھی ان کے دعوتی وتحریکی مشن میں ناپید پایا جاتا، باوجود اِس کے کہ یہ حضرات بگاڑ کے اِس دور میں مسلم معاشروں کی اصلاح اور تجدید بھی کر دینا چاہتے ہیں!

’’عقیدہ‘‘ کی اصطلاح کی اصل افادیت یہی ہوسکتی تھی کہ کسی کے ’ایمان‘‘ کو موضوعِ بحث بنائے بغیر اُس کے یہاں پائی جانے والی اُن اشیاء کی اصلاح کر دی جاتی جن پر وہ اپنے تئیں ’’ایمان‘‘ رکھتا ہے۔ بلکہ وہاں اُس کے ہاں کوئی بگاڑ یا انحراف پایا جاتا ہے تو بلا خوفِ ملامت اُس کی بھی اُس کو نشاندہی کر کے دے دی جاتی، اور جبکہ یہ بھی حق ہے کہ کسی کے ’عمل‘ کو چھیڑنے سے اُتنا شدید ردعمل سامنے نہیں آتا جتنا کہ اُس کے ’عقیدہ‘ کو چھیڑنے سے۔ (مگر یہاں خیال یہ تھا کہ قدیم اور جدید ہر دو جاہلیت کو چھیڑے بغیر ہی معاشرے میں ’’حق‘‘ کی پیش قدمی کیلئے راستے کھلتے چلے جائیں گے!) ’’داعیوں‘‘ اور ’’مصلحین‘‘ کا سب سے بنیادی کام تو ایسے کسی معاشرے کے حق میں جو شرک اور بدعات سے اٹا پڑا ہو، یہی ہوسکتا تھا۔

چنانچہ یہ اعتراض اگر صرف اُن طبقوں کی طرف سے آتا جنہیں ہم دیکھتے کہ معاشرے میں ’’عقیدہ‘‘ کی جنگ تو بالفعل لڑ رہے ہیں، ہاں صرف ’لفظ‘ کی حد تک اِس پر کوئی تحفظ رکھتے ہیں.. تب تو اِس کی ایک لفظی وضاحت کر دینا ہم بھی اپنی طرف سے کافی جانتے؛ لیکن نظر یہ آتا ہے کہ مسئلہ محض

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

http://www.eeqaz.com مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں

ایک 'لفظ' کے استعمال یا عدم استعمال سے کہیں بڑا ہے!

چنانچہ بالعموم آپ یہ بات دیکھیں گے کہ جن طبقوں کے ہاں "عقیدہ" کی اصطلاح سے ایک شدید قسم کا 'پرہیز' پایا جاتا ہے ان کا یہ 'پرہیز' صرف 'اصطلاح' کی حد تک نہیں رہ جاتا (اگر ایسا ہوتا تو حرج کی کوئی بڑی بات نہ تھی)۔ حق یہ ہے کہ وہ "مضامین"، ہی جن کو 'عقیدہ' کے ذیل میں بیان کیا جانا تھا، خصوصاً جن کو آج کے اِس عقائدی بگاڑ کے بالمقابل سامنے لایا جانا ضروری تھا، وہ اکثر مضامین ہی ہمارے اِن قابل قدر اصحاب کی اصلاحی وتجدیدی مساعی میں شدید حد تک روپوش دیکھے گئے ہیں۔ آج کے اِس انحراف اور ابتداع کے بالمقابل یہ حضرات اگر اُن موضوعاتِ حق کو اٹھا کر کھڑے ہوتے جو یہاں پائے جانے والے شرک اور گمراہی کا سر کچلنے کیلئے ضروری ہیں، پھر تو ہم اِس کو محض ایک 'لفظی' نزاع کے طور پر ہی دیکھتے، اور جو کہ ہرگز کوئی بڑا مسئلہ نہ ہوتا، لیکن واقعہ یہ ہے کہ "عقیدہ" کے حوالے سے "اصلاح" اور "تجدید" کا وہ پورا نقشہ ہی اِن حضرات کی نظر سے اوجھل ہے جو عرصۂ دراز سے یہاں داعیانِ حق آ گاہ کا منتظر ہے۔

پس اصل مسئلہ تو یہی ہے جس پر ہم زور دینا چاہتے اور جس کو سب سے پہلے اور سب سے بڑھ کر ذہن نشین کرا دینا چاہتے ہیں، کیونکہ محض ایک 'لفظ' کا استعمال یا عدم استعمال ہرگز اتنا بڑا مسئلہ نہیں جتنا کہ وہ "حقیقت" جس کو ہم "عقیدہ کی دعوت" کے زیرعنوان یہاں سامنے لانا چاہتے ہیں۔

رہ گیا یہ سوال کہ اِس لفظ کا استعمال ہی سرے سے درست ہے یا نہیں؟ تو ہم کسی بھی قسم کے 'فلسفوں' میں پڑنے کی بجائے، سادہ طور پر، اِس بات کے قائل ہیں کہ وہ الفاظ یا اصطلاحات یا تعبیرات یا رجحانات جو قرونِ ثلاثہ یعنی اسلام کی

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. **حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر**

آ گہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

پہلی تین نسلوں میں رائج اور معروف رہے اُن کو اختیار کرنے میں ہرگز کوئی حرج نہیں۔ اسلام کی انہی پہلی تین نسلوں (صحابہ، تابعین واتباعِ تابعین) کو ہم "سلف" کے نام سے جانتے ہیں۔ ایک چیز اگر قرونِ ثلاثہ میں پائی گئی اور امت کے جہابذۂ علم اور ائمۂ سنت کے ہاں ہرگز کسی 'تحفظ' یا 'تنقید' کا محل نہیں بنی، بلکہ ہمیں وہ ان جہابذہ و ائمۂ سلف سے ہی ملی ہے، تو اُس کی بابت 'باریکیوں' میں پڑنا ہم ہرگز درست نہیں جانتے۔ جبکہ یہ ثابت ہے کہ "عقیدہ" کا لفظ اُن کے ہاں بکثرت استعمال ہوا ہے، خصوصاً امام احمد بن حنبلؒ کے زمانے کا تو شاید ہی کوئی بڑا نام ہو جس نے "اعْتِقَادُ أَهْلِ السُّنَّة" کے عنوان سے کوئی علمی ورثہ نہ چھوڑا ہو۔

رسول اللہ ﷺ دنیا میں مبعوث ہوئے تو لوگوں کو آپؐ پہ نازل شدہ حقیقت پر ایمان لانا تھا اور یا پھر کھلا کھلا اُس کے منکر ہونا۔ آپؐ کے ہوتے ہوئے اِس بات کا امکان ہی نہ تھا کہ اسلام کا کوئی اور 'ایڈیشن' پایا جاتا۔ البتہ بعدازاں 'اسلام' کے نام پر ہی بہت کچھ پایا جانے لگا۔ یوں پہلے جس چیز پر "ایمان" لایا جانا ضروری تھا، اب اُس کی "چھان پھٹک" کر لینا بھی ضروری ہو گیا تھا کہ آیا یہ وہ چیز تو نہیں جس کو "اِسلامی حقیقت" میں ٹھونس دینے کی کوشش ہوئی ہے، جبکہ ایسی کوششیں امت کی تاریخ کا ایک معلوم واقعہ ہے اور جو کہ شکلیں بدل بدل کر آج بھی جاری ہے۔ وہ چیز جس کو "اسلامی حقیقت" میں ٹھونس دینے کی کوشش ہوتی ہے، ہماری شرعی اصطلاح میں اُسی کو "بدعت" کہا جاتا ہے۔ ہر بدعت گمراہی ہے، مگر سب سے سنگین بدعت وہ ہے جو اسلام کے بنیادی تصورات (عقائد) ہی کے اندر کر دی گئی ہو۔ یہ ایک واقعہ ہے کہ امت کے اندرونی محاذ پر صحابہ وتابعین واتباعِ تابعین سب سے بڑھ کر عقائدی انحرافات کے خلاف ہی سرگرم عمل رہے۔

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

چنانچہ امت کی تاریخ میں ___ دورِ نبوی کے بعد ___ بہت جلد ایسا ہو گیا کہ آدمی کو خالص اسلام پر ’’ایمان‘‘ بھی لانا تھا مگر اس سے پہلے خالص اسلام کا ’’پتہ‘‘ بھی کرنا تھا۔ یعنی اب اُس کو ایک کی بجائے دو کام کرنا تھے۔ اول الذکر کو تو ’’ایمان‘‘ ہی کا نام دیا جانا تھا، البتہ ثانی الذکر پر آدمی کو جو محنت کرائی جانا تھی، اُس کو ’’تصحیح اعتقاد‘‘ کا نام دیا گیا۔

یعنی ’’ایمان‘‘ کا عمل تو ہو بہو مطلوب تھا، مگر وہ ’’چیز‘‘ جس پر ایمان لایا جانا تھا، جب محل نزاع ہوئی تو اُسکی تلاش اور تعین الگ سے ضروری ہو گیا تھا۔ اِس ’’چیز‘‘ کیلئے ائمۂ سلف کے ہاں ’’صالح اعتقاد‘‘ کا لفظ بولا گیا۔ کیونکہ اب وہاں پر ’’فاسد اعتقاد‘‘ بھی پایا جانے لگا تھا جس پر اگر ’’ایمان‘‘ لانے دیا جاتا تو یہ ایمان ’’نجات‘‘ کی بجائے ’’كُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ‘‘ کی طرف لے کر جاتا۔

اب جب ’اسلام‘ ہی کے کئی ایک ایڈیشن پائے گئے، تو لازمی تھا کہ ’’ایمان کی دعوت‘‘ کے ساتھ ساتھ وہ ’’مستند‘‘ مندرجات contents بھی موضوعِ بحث آتے جن کو ایمان کے غیر مستند مندرجات سے چھانٹ دیا جانا ضروری تھا۔ اِن ’’مستند مندرجات‘‘ کے لئے ’’عقیدہ‘‘ کا لفظ استعمال ہونے لگا اور ان کو ’’قلب و جوارح میں روبزیر کرانے‘‘ کا نام بدستور ’’ایمان‘‘ رہا۔

یہی وجہ ہے کہ کسی شخص یا گروہ کے ہاں ’’عقیدہ‘‘ کے بگاڑ کی نشاندہی کی جائے تو یہ ایک قابل فہم بات ہوتی ہے، البتہ ’’عقیدہ‘‘ کی جگہ اگر یہاں پر ’’ایمان‘‘ کا لفظ رکھیں یعنی اُس کے ہاں ’’ایمان‘‘ کے بگاڑ کی نشاندہی کریں، تو یہ ایک مضحکہ خیز بات ہوگی۔ پس اِن دونوں لفظوں کی اپنی اپنی دلالت ہے، نہ تو ان کو خلط کر دینا درست ہوگا اور نہ ان کو ایک دوسرے کے متبادل کے طور پر لینا۔

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر

آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

آپ یہ جان کر حیران رہ جائیں گے کہ خود یہی مسئلہ کہ ''ایمان'' کی تعریف کیا ہے، اس قدر معرکۃ الآراء رہا ہے کہ اِسی ایک مسئلہ پر امت کی تاریخ میں دو گمراہ فرقے وجود میں آئے، ایک خوارج اور دوسرا مرجئہ۔ علمائے اہلسنت نے اِن دونوں محاذوں پر جو جنگ لڑی، بلکہ آپ غور کریں تو یہ جنگ آج بھی لڑنا پڑ رہی ہے، خود اس کا نقشہ بھی علمائے اہلسنت سے ''عقیدہ'' کے بعض بنیادی مباحث پڑھ کر ہی سمجھ آ سکتا ہے۔ چنانچہ آپ دیکھتے ہیں، ''ایمان'' کی درست تعریف کرنے تک کیلئے آپ کو ''عقیدہ'' کے کچھ معروف مباحث کی جانب رجوع کرنا ہوتا ہے!

خود قرونِ ثلاثہ ہی میں ''اسلام'' کے نام پر پائے جانے والے باطل کے خلاف اگر ''عقیدہ'' کی جنگ کی نوبت آ گئی تھی، اور بڑی بڑی جلیل القدر ہستیوں کو اِس کیلئے میدان میں اترنا پڑا تھا، تو حضرات آج جب اسلام کی سب بنیادیں ہی ہلا کر رکھ دی گئی ہیں، اور تو اور لا الٰہ الا اللہ کی حقیقت ہی ایک بڑی سطح پر روپوش کرا دی گئی ہے بلکہ اس کو مسخ کر دینے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی گئی...... آج اپنے معاشروں کو ''عقیدہ'' کی یہ جنگ لڑ کر دینا ضروری کیوں نہ ہوگا؟

''ایمان'' کی محنت سے تو کوئی مفر ہی نہیں، لیکن اس کی تہہ میں اگر ''عقیدہ'' کا خالص پن بھی ہو، تو ایک تحریکی عمل کی وہ تصویر ضرور سامنے آ جاتی ہے جس کا زمانہ بڑی دیر سے منتظر ہے!!!

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

زوالِ اسرائیل پر انبیاء کی بشارتیں،

توراتی صحیفوں کی اپنی شہادت

روزِ غضب

اہل کتاب کے ساتھ دلچسپ مکالمہ، صیہونی صلیبی مورال کو گرانے کے حوالے سے ایک جدلیاتی اپروچ، شرعی اساس اور واقعاتی اسلوب

Rs.150

تالیف: ڈاکٹر سفر الحوالی

اردو استفادہ: حامد کمال الدین

بڑی کسبی کی سزا دکھاؤں جو بہت سے پانیوں پر بیٹھی ہوئی ہے اور جس کے ساتھ زمین کے بادشاہوں نے حرامکاری کی تھی اور زمین کے رہنے والے اس کی حرامکاری کی مے سے متوالے ہوگئے تھے۔

(مکاشفہ یوحنا 1:17)

جو پانی تو نے دیکھے جس پر کسبی بیٹھی ہوئی ہے وہ امتیں اور گروہ اور قومیں اور اہل زبان ہیں۔

(مکاشفہ 15:17)

تیرے سوداگر زمین کے امیر تھے اور تیری جادوگری سے سب قومیں گمراہ ہوگئیں اور نبیوں اور مقدسوں اور زمین کے اور سب مقتولوں کا خون اس میں بہایا گیا۔

(مکاشفہ 24-23:18)

ہللو یاہ! نجات اور جلال اور قدرت ہمارے خدا ہی کی ہے.. اُس نے اس بڑی کسبی کا انصاف کیا جس نے اپنی حرامکاری سے دُنیا کو خراب کیا تھا اور اس سے اپنے بندوں کے خون کا بدلہ لیا۔

(مکاشفہ 2-1:19)

جب تو فریاد کرے تو جن کو تو نے جمع کیا ہے وہ تجھے چھڑائیں پر ہوا ان سب کو اڑا لے جائے گی۔ ایک جھونکا ان کو لے جائے گا۔لیکن مجھ پر توکل کرنے والا زمین کا مالک ہوگا اور میرے کوہِ مقدس کا وارث ہوگا۔

(یسعیاہ 13:57)

سو جب خداوند اپنا ہاتھ بڑھائے گا تو حمایتی گر جائیگا اور وہ جس کی حمایت کی گئی پست ہو جائیگا اور وہ سب کے سب اکٹھے ہلاک ہوجائیں گے۔

(یسعیاہ 3:31)

ایک بڑی اور زبردست امت۔ جس کی مانند نہ کبھی ہوئی۔ اور نہ سالہائے دراز تک اس کے بعد ہوگی۔ پہاڑوں پر صبح صادق کی طرح پھیل جائے گی

(یوایل 2 2: 2-9)

وہ تیر انداز و نیزہ باز ہیں۔ وہ سنگدل اور بے رحم ہیں۔ ان کے نعروں کی صدا سمندر کی سی ہے۔ اور وہ گھوڑوں پر سوار ہیں۔ اے دختر صہیون! وہ جنگی مردوں کی مانند تیرے مقابل صف آرائی کرتے ہیں

(یرمیاہ 22 :6-23)

انبیاء کی وراثت دراصل زمین کی وراثت ھے- اس پہلو سے یہ کتاب بے حد دلچسپ ھوجاتی ھے- گلوبلائزیشن کے اس دور میں گویا یہ زمین کے حقوقِ ملکیت کا مقدمہ ھے، جسے ڈاکٹر سفر الحوالی امتِ اسلام کے حق میں قرآن ھی نہیں اھل کتاب کے اپنے صحیفوں کی شہادت سے جیتتے ھیں

مطبوعات ایقاظ

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. **حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل** پر

آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ **ایقاظ** کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مَسْجِد اَقْصیٰ

ڈیڑھ ارب مسلمانوں کا مسئلہ

تالیف: حامد کمال الدین

Rs: 60

خطے کی سب عرب مملکتوں کو یقین دلایا جا رہا ہے کہ اسرائیل اب انکے بارے میں کوئی توسیع پسندانہ عزائم نہیں رکھتا۔ یہ عرب ملک بھی 'موقعہ' غنیمت جان کر دھڑا دھڑ 'امن معاہدے' اور 'تعلقات معمول پر لانے' میں لگے ہیں..

'دوستی' کا یہ ہاتھ پاکستان کی جانب بھی بڑھا ہوا ہے..

ایمان فروشی کا پورا ایک جال نئے سرے سے نصب ہونے جا رہا ہے۔ بہت سی این جی اوز، بہت سے صحافتی گروپ، بہت سے ریٹائرڈ و برسر ملازمت ڈپلومیٹ اور بیوروکریٹ، بہت سے بیروزگار دانشور، نئے نئے پرائیویٹ ٹی وی چینل، کرائے کے لکھاری.. مل جل کر ایک ایسی فضا بنانے جا رہے ہیں کہ امت کے ہاں پائی جانے والی سب طے شدہ باتیں ایک ایک کر کے 'فرسودہ'، 'غیر ضروری'، 'تجارتی خسارہ' اور 'غیر ترقیاتی' ثابت کر دی جائیں..!

مسلمانوں کے تیسرے مقدس ترین مقام کیلئے دہائی دینا، عمر بن خطابؓ اور صلاح الدینؒ کی اس امانت کو فرزندانِ توحید کے سجدوں کیلئے بچا رکھنا۔

اس صدا کو گونج بنا دینے میں حصہ لینا آپ کی توجہ اور آپ کے وقت پر کہاں تک حق رکھتا ہے، اسکا فیصلہ آپ پر ہے !!!

مطبوعات ایقاظ

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. **حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر**

آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ **ایقاظ** کے تحریری مشن میں معاون بنیے

شجرِ سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ

مطبوعاتِ ایقاظ

روزِ غضب زوالِ اسرائیل پر انبیاء کی بشارتیں، توراتی صحیفوں کی اپنی شہادت	ڈاکٹر سفر الحوالی
روبہ زوال امریکن ایمپائر عالم اسلام پر حالیہ صلیبی یورش کے پسِ منظر میں	حامد کمال الدین
مسجدِ اقصیٰ، ڈیڑھ ارب مسلمانوں کا مسئلہ (کتاب و آڈیو)	حامد کمال الدین
مسلم ہستی کا احیاء	حامد کمال الدین
دعوت کا منہج کیا ہو؟	محمد قطب
ایمان کا سبق	حامد کمال الدین
شروط لا الٰہ الا اللہ	حامد کمال الدین
نواقضِ اسلام	حامد کمال الدین
توحید کے تین اساسی محور	حامد کمال الدین
موحد تحریک	حامد کمال الدین
آپ کے فہم دین کا مصدر کیا ہے؟	حامد کمال الدین
اہل کتاب سے برأت	ڈاکٹر سفر الحوالی
صیام اور بندگی کے معانی (کتاب و آڈیو)	حامد کمال الدین
یہ گرد نہیں بیٹھے گی!	حامد کمال الدین
یہ وہی انگریزی نظام ہے، مگر اب یہ 'اسلامی' بھی ہے!	حامد کمال الدین

کتب خانوں، یا ہم سے بذریعہ وی پی، طلب فرمائیے، انٹرنٹ پر بھی دستیاب www.eeqaz.com, www.eeqaz.org

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. **حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر**

آ گہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ **ایقاظ** کے تحریری مشن میں معاون بنیے

ایقاظ کے مضامین پھیلائیے، البتہ

فوٹو سٹیٹ کرانے کی ضرورت نہیں!

ہم اپنے اُن قارئین کے ممنون ہیں جنھوں نے ایقاظ کے بعض گزشتہ مضامین یہاں کے فکری حلقوں تک زیادہ سے زیادہ پہنچانے میں دلچسپی ظاہر فرمائی ہے۔

اِس بات کے پیشِ نظر کہ مضامین کو فوٹوسٹیٹ کر کے تقسیم کرنا مہنگا پڑتا ہے،
ادارہ ایقاظ اپنے اِن قارئین کیلئے یہ سہولت پیش کرتا ہے کہ:

تقسیمِ عام کیلئے آپ ایقاظ کے حالیہ یا گزشتہ کسی بھی شمارہ میں شائع شدہ کوئی بھی مضمون الگ سے طلب فرما سکتے ہیں۔

آپ کا کوئی بھی طلب کردہ مضمون ادارہ ایقاظ آپ کو 25 پیسے فی صفحہ کے حساب سے ارسال کرے گا۔ مثال کے طور پر اگر کوئی مضمون 40 صفحے کا ہے تو وہ آپ کو 10 روپے میں پڑے گا۔ ڈاک خرچ بھی بذمہ ادارہ ہوگا۔ البتہ چونکہ یہ سہولت تقسیم عام کیلئے پیش کی جارہی ہے لہذا کسی بھی مضمون کی ایک صد کاپی طلب کرنا ضروری ہوگا۔

Ph: **0323-403-1624**   matbooateeqaz@gmail.com

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. **حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل** پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

شجرِ سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ

سہ ماہی ایقاظ

خصوصاً اِن موضوعات کے مطالعہ کیلئے:

☆ ایمان، عقیدہ، فکر، منہج، تربیت...... جو کہ بصیرت کی اساس ہیں

☆ ولاء اور براء...... جو کہ مسلم شخصیت کی پہچان ہیں......

☆ امتِ اسلام میں اخوت اور وحدت کے پنپنے اور انسانوں کے گرد کھڑی کردی گئی سب سرحدوں کو بے وقعت کردینے کی دعوت، سوائے اُن 'حدوں' کے جو معبود کے تعین اور طرزِ حیات کے چناؤ سے وجود میں آتی ہیں

☆ تحریک، سماجی تبدیلی، تہذیبی پیش رفت، امر بالمعروف ونہی عن المنکر، دعوت، تعلیم،...... باطل، شرک، ابتداع، فسق اور انحراف کے جملہ مظاہر کی تردید ومخاصمت، جاہلیت سے دوبدوئی...... جو کہ جہاد کے کچھ اہم ابواب ہیں

☆ انسانی رشتوں کا پاس، محروم، نادار، پسے ہوئے طبقے کی خیر خواہی اور اعلیٰ قدروں کی ترویج...... جو کہ مکارمِ اخلاق کے کچھ اہم مندرجات ہیں

- ایقاظ ایک منبر ہے اُس مبارک مشن میں تحریری شمولیت کیلئے جس کا مقصد آج کے اسلامی تحریکوں سے وابستہ نوجوانوں کو عقیدہ کے ایک اصیل متوازن منہج سے آراستہ اور ایک ٹھوس فکری اہلیت سے لیس کردینا ہے اور اہلسنت گروہوں سے وابستہ تحریکی وجہادی وسماجی عمل کو فکری وثقافتی پہلوؤں سے مضبوط کردینا

- ایقاظ ایک کاوش ہے جذبہ کو بصیرت میں مدغم کردینے اور عمل کو علم سے برآمد کرنے کا منہج سامنے لانے کی

- ایقاظ ایک صدا ہے یہاں کے علمی ودعوتی حلقوں میں اس فقہِ اختلاف اور فقہِ ائتلاف کو زندہ وبحال کرنے کی جو کہ اہلسنت کا ایک امتیازی خاصہ اور ان کی قوت کا تاریخی راز ہے، اور جس کے عام ہوجانے سے حق کی قوتیں اپنے آپس کے وہمی معرکے ختم کرکے ایک نئے سرے سے متحد وصف آرا ہوں گی اور اتحاد ویکجہتی کے وقتی وسطحی وغیر طبعی مظاہر سے نجات پائیں گی۔

D 336 سبزہ زار، لاہور 0323-4031624

www.eeqaz.com

شجرِ سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. **حقیقتِ دین و عصرِ حاضر کے افکار و مسائل** پر

آ گہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

''کلمہ'' اسلام کا رُکن اوّل ہے، مگر اِسکی شروط اور قیود ہمیں سب سے کم معلوم ہوتی ہیں! ''نماز کی شرطیں'' یہاں ہر شخص بتا سکتا ہے، جبکہ ''کلمہ کی شروط''، گویا کبھی دیکھا اور نہ سنا! نماز کیلئے اگر آپ نے وضو نہیں کیا ہے، تو کون شخص ہے جو اُس نماز کا اعتبار کر لے گا؟ ساری نماز آپ نے سنت طریقے پر ادا کی لیکن ایک قبلہ رخ ہونے کی شرط پوری نہیں کی.. تو ایک عامی تک بلا تامل کہے گا، 'صاحب آپ کی نماز نہیں ہوئی'۔ آدمی بیت الخلا میں جا آیا ہے یا پیٹ سے ہوا خارج ہو گئی ہے تو سب مانیں گے، اُسکا وضو بھی گیا اور اُسکی نماز بھی۔ دامن پر گندگی کی ایک چھینٹ دیکھ کر آپکو بتا دیا جائے گا کہ پہلے اسے دھو کر آؤ، اس حالت میں تمہاری نماز باطل ہے، کیونکہ 'لباس کا پاک ہونا' نماز کی ایک ''شرط'' ہے....

صاحبو! مگر شرک کی جتنی مرضی نجاست کوئی اٹھائے پھرے اور عبادتِ طاغوت کا وہ کیسا ہی دم بھرے، اُسکا 'کلمہ' پھر بھی پوری طرح معتبر اور اُسکی نیکی پھر بھی درست!؟

ہر قسم کی نجاست سے جسم اور لباس کا پاک ہونا ''نماز'' قبول ہونے کے لئے شرط ہے تو ہر قسم کے شرک سے اعتقاد کا پاک ہونا ''کلمہ'' قبول ہونے کیلئے شرط کیوں نہیں؟ اگر ہم یہ کہیں کہ آدمی نے جب تک کلمہ میں بیان ہونے والی حقیقت کو نہیں جانا، اور اُس حقیقت کو جان کر قبول نہیں کیا، تب تک اُس کے ''کلمہ'' کا وہی حکم ہے جو بغیر وضو پڑھی گئی نماز کا............ تو حضرات اِس میں تعجب کیسا؟